

سرشناسه: موهن لال

عنوان قراردادی:

عنوان: اندر موهنی

کاتب: تاریخ کتابت:

محل نشر: لکهنو ناشر: مطبع نول کشور تاریخ نشر: ۱۹۱۸م.

صفحه شمار: ج.ع (۱۶۲، ۴ ص.) مصور☐ درسی☐ گراور یا افست☐

زبان: اردو ابعاد: ۲۲×۱۴ نوع خط: نستعلیق

روش تهیه: وقفی☐ اهدایی☑ خریداری☐ ارسالی☐

توضیحات: ر. شام معظم رهبری تاریخ ثبت: تیر ۱۳۷۹

یادداشتها: اهتمام لسیری داس

موضوع(ها): ۱. داستانهای هندی.

شناسه(های) افزوده: الف. خامنه‌ای، علی، رهبر جمهوری اسلامی ایران، ۱۳۱۸- ، اهداکننده. ب. عنوان.

فهرستنگار: تاریخ فهرستگاری: تیر ۸۹



اندر موہنی

جلد چہارم

ایک اچھوتے خیال کا پُر اسرار

ناول

جسمین عشقیہ اور دردانگیز طلسمی حالات کے علاوہ پُرفطرت عیارنیون کی عیاریان قابل دید ہین کہین حکومت کی تبدیلی کے نقصانات اور کہین سلطنت کی بربادی کا سین کہین عورتون کی وفاداری اور اُنکے استقلال کی برکت کہین بوالہوس شورہ پشتون کی شرارتون کا ذکر کچھ ان مُوثر الفاظ مین بیان کیا گیا ہے کہ بے ساختہ اُف نکلجاتی ہے۔ طلسماتی شعبدون کے ہولناک منظرون سے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہین

جسکو

ملک کے مشہور ناول نگار جناب منشی موہن لال صاحب فہم لکھنوی نوبستہ مصنف کرشن کانتا۔ بزم اکبری طلسمی فریب۔ ولایتی پرستان۔ طلسمی دفتر۔ شیر دکن۔ بزم شاہجہانی وغیرہ کے زور قلم سے اودھ اخبار ۱۹۱۶ء کے کالمون مین خاص امتیاز حاصل ہوچکا ہے

باہتمام کیسری داس سپرنٹنڈنٹ

مطبع منشی نولکشور لکھنؤ مین طبع ہوکر شایع ہوا
۱۹۱۸ء

اطلاع - اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے جسکی فہرست مطول ہر شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہین اُن مین بعض کتب مفید مثل تعلیم نسوان وناول مرغوب درج کیے جاتے تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ ہذا سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
کتب تعلیم نسوان		قصۂ گلاب وچنبیلی -	۴ر۳ پائی
تحفۃ العروس -	۹ پائی	فوائد النسا -	۶ر
رسالۂ تعلیم نسوان -	۲ر	**ناول مرغوب دل**	
پیاری سہیلی -	۸ر		
ہدایۃ النسوان -	۱ر	خدائی فوجدار ترجمۂ کتاب ڈائی گمکساٹ ڈی لامان در دو جلد -	عکار
تعلیم پردۂ نسوان -	۷ر		
سدا سہاگ سلیقہ شعاری مستورات مین -	۵ر	ناول زیب النسا -	عہر
مرآۃ العروس - عورات کے سلیقہ سکھانے مین تین حصے علٰحدہ علٰحدہ نام -		فسانۂ آزاد - کامل ہر چہار جلد - متفرق جلدین بھی فروخت ہوتی ہین -	للعہ۵ر
(حصۂ اول) مسمی بہ مرآۃ العروس -	۶ر۳ پائی	۱ - جلد اول -	مے ر
(حصۂ دوم) مسمی بہ بنات النعش -	۳ر۶ پائی	۲ - جلد دوم -	للعہ ر
(حصۂ سوم) مسمی بہ توبۃ النصوح -	۹ر	۳ - جلد سوم -	للعہ ر
زینت العروس -	۳ر	۴ - جلد چہارم -	للعہ ر



باب پہلا

کہان وہ زمانہ کہ دل شاد تھا مین
دو عالم کی فکرون سے آزاد تھا مین

اس وقت ہم اپنے ناظرین کے ساتھ راجہ کرشن کمار کے کیمپ مین پہونچتے ہین - اور دیکھتے ہین کہ یہ عالی مرتبہ راجہ کن منصوبون مین ہی - دشمن شکست فاش کھا کر بھاگ گیا ہی - افسران بالادست قیدیون کی صورت مین مقید ہو چکے ہین ہزیمت خوردہ سپاہی پناہ لے رہے ہین کوئی خلعت سے سرفراز ہو رہا ہی - جاگیرین مل رہی ہین مگر ابھی تسلط نہین ہوا - کھڑگ سنگہ کا خوف سمایا ہوا ہی -

ایک روز راجہ کرشن کمار اپنے عیار امر سنگہ کے ساتھ ہواخوری کے لیئے نکل کھڑے ہوئے - اور اُس مقام پر پہونچے جہان کوہ اراولی کے پہاڑی کا سلسلہ بہارپور کی سرحد سے ہوتا ہوا جنگل کی طرف نکل گیا ہی -

اندھیرا ہو گیا تھا - دونون کی نگاہین بیتابی سے کبھی پہاڑ پر پڑتی ہین - اور کبھی اپنے داہین بایئن اُدہر جاتی ہین - اور کبھی صحرائی جانورون کی خوفناک آوازین سُن سُن کر بھوچکی ہو رہی ہین -

یہان کا سین غضب کا سین تھا چارون طرف جنگل بیابان - اور سامنے ہیبت ناک پہاڑی سلسلے کا ہوش ربا نظارہ - کرشن کمار اور اُنکے ساتھی عیار امر سنگھ کچھ دیر تک جنگلی مناظر سے دل بہلاتے رہے - چونکہ شام ہو گئی تھی - آفتاب مغرب مین روپوش ہو چکا تھا - اسلیے امر سنگھ نے کہا - سرکار! دن تو غائب ہو گیا اور کیمپ بہت دور ہے - کیونکر پہونچینگے -

کرشن کمار - ہان رات تو ہو گئی - مگر بایٹ چلو گھوڑے دوڑاتے ہوئے نکل چلین - اگر یہان ٹھہر گئے تو ساری رات تکلیف اُٹھانا پڑیگی -

امر سنگھ - جناب! راستہ بھول گیا - کیونکر پہونچ سکتے ہین - آج کی رات کیونکر بسر ہو گی -

کرشن کمار - پھر تم کوئی راے قایم کرو کیا کرین - ؟

امر سنگھ - (ٹھٹھک کر) سُنیے - سُنیے - ستار کے گرجنے کی آواز آ رہی ہے کہین قریب ہی جھاڑی مین ہے - (آسمان کی طرف دیکھ کر) - حضور دیکھیے تو سہی - آسمان کیسا ابر آلود ہو رہا ہے - پانی پڑا چاہتا ہے - کہان ٹک رہین - کوئی محفوظ جگہ دکھائی نہین دیتی -

کرشن کمار - جو ہونا تھا وہ تو ہو چکا رات کا موسم ہے - شیر درندون کا رمنا ہے - اسلیے کوئی پہاڑی گھاٹی تلاش کر لو - ورنہ کسی درخت پر رات بھر بسیرا لینا ہو گا - (چونک کر) لیکن امر سنگھ! اِس خوفناک پہاڑی مین یہ سُریلی تانین کیسی - ؟ کیا کہین رقص و سرود کا جلسہ ہے کرشن کمار چپ ہو رہے اور آواز پر کان لگا دیے - کچھ ہی دور پر سریلے باجون اور پکھاوج کی گمک سُنائی دیتی تھی - کوئی مہوش توڑے لے لے کر تان توڑ رہی تھی - واہ وا کیسی خوش گلو ہے - ستم کی چیز کہہ رہی ہے -

امر سنگھ اور کرشن کمار سبزۂ نو دمیدہ کے فرش زمردین پر بیٹھ گئے - دونون پری رخان زہرہ جبین کی لے دار تانون پر لوٹ پوٹ ہوے جاتے تھے -

کچھ دیر یہی حالت رہی دونون ہمہ تن گوش ہو کر گانا سنتے رہے - جب چیز ختم ہوئی - امر سنگھ بولا -

"آپ ان نغمون سے کیا مطلب نکالتے ہین - ؟

کرشن کمار - پریزادون کا دنگل ہے گلفام نازک اندام مہ جبین اپنے

جوہر دکھا رہی ہین جنگل مین منگل منا رہی ہین - لیکن . . . . .

امر سنگھ - لیکن اِس سے کیا مطلب -

کرشن کمار - لیکن حیرت ہے کہ اِس بیابان مین یہ ماہ وشین کہان سے آ گئی ہین - ذرا غور تو کرو - یہ سنسان ویرانہ - اور یہ ترانہ! ایسے وقت مین بڑے بڑے بہادرون کا کلیجہ یہان آتے کانپ اُٹھتا ہے - جی دہلتا ہے - لیکن اِس خطرناک جگہ مین اِن گل اندامون کا جمع ہونا میری تو سمجھ مین نہین آتا - کیا معاملہ ہے - ؟

امر سنگھ - میرا تو ماتھا ٹھنکتا ہے - قیاس کہتا ہے ہو نہو اِس مین کوئی بھید ضرور ہے - یہ بھی ایک قسم کا پھندا ہے - اُنکے نزدیک جانا آدمی کے لیے خطرہ ہے - وہان جانے سے پھر پلٹنا محال ہو جائیگا - ایشور بچائے ان کمبختون کے جال سے آپ گانے کا دھیان چھوڑ دیجیے - آئیے کسی گھاٹی مین چلکر بسیرا کرین بہرحال رات کاٹنا ہی ہے - ایسا نہو پانی برس پڑے تو اور لینے کے دینے پڑ جائین -

اتنے مین پھر کسی شعلہ رو حسین نے تان ماردی - کرشن کمار کا دل بے قابو ہو گیا - امر سنگھ سے فرمایا -

بھائی امر سنگھ! جی چاہتا ہے - ایکبار اُن پری رخون کے جھرمٹ مین بیٹھ کر اُنکی تانین سُن لون - جب تان ماردیتی ہین کلیجہ کھنچ جاتا ہے - اور آپ سے آپ پاؤن اُٹھ جاتے ہین -

یہ کہکر کرشن کمار جی اُٹھ کھڑے ہوئے اور آواز پر لپکے -

امر سنگھ بھی بے کہے سُنے اُنکے ساتھ روانہ ہوا -

تال اور لے سے بھری ہوئی تانون پر دل کھنچا جاتا تھا - پہاڑی کی وجہ سے آواز مین آواز پیدا ہوتی تھی - معلوم ہوتا تھا جنگلی درخت بھی اِس جلسے سے مست ہو کر تانین لگا رہے ہین -

دونون شخص آواز کی سمت بقدم برداشتہ چلے جاتے تھے - کچھ دور پہاڑ پر چڑھ کر ایک پگڈنڈی داہنی جانب جاتی ہوئی معلوم ہوئی تانین اُسی طرف سے آ رہی تھین - دونون اُس راستے پر ہو لیے - جب قدم آگے بڑھتے تھے تال سم کا لطف دونا حاصل ہوتا تھا -

خداخدا کرکے چڑھائی ختم ہوئی ایک چھوٹے سے میدان مین پہونچے۔ اِس میدان کے چارون طرف پہاڑیان ہی پہاڑیان تھین۔

اسی میدان مین جلسہ ہو رہا تھا۔

چالیس چوب کا نمگیرہ تنا ہوا تھا جسکے نیچے پندرہ پندرہ سولہ سولہ برس کی گلفام۔ نازک اندام حسین۔ مہ لقاؤن کا جُھرمٹ تھا۔

کرشن کمار اور امر سنگھ میدان کے جس حصے مین اِس وقت کھڑے ہین اُسی کے سامنے شامیانے کے اندر خوبصورت جواہر نگار مسہری پر ایک سیم تن۔ قوس ابرو گاؤ تکیہ کے سہارے بیٹھی ہوئی ناچ دیکھ رہی تھی۔ یہ سیمتن سب مین ممتاز معلوم ہوتی تھی۔ اسکا حُسن سب پر فوق لے گیا تھا۔ وہ آسمان خوبی کی ماہ منیر تھی۔ وہ حسن کی جاگتی تصویر تھی۔

اِس خوبرو گل اندام کے سامنے مسہری کے بائین طرف فرش پر بیٹھی ہوئی پندرہ سولہ سہیلیان ستار طبلہ سارنگیان چھیڑ رہی تھین۔ اور ان گانے والیون کے پیچھے قوم بھیل کی کئی عورتین منہ پر نقاب ڈالے ہاتھون مین برچھے لیے پہرے پر تعینات تھین۔ خواصین۔ عطر پان۔ پھول۔ ہار لیے گانے والیون کے سامنے پیش کر رہی ہین۔ موم بتیان جل رہی ہین۔ شیشہ آلات بھی لگا ہوا ہی۔ جھاڑ۔ فانوس۔ حبابے مرد نگون کی روشنی سے شامیانے مین نور برس رہا ہی۔

اِس مقام سے شامیانہ کوئی بیس بائیس قدم پر ہی۔ کنور کرشن کمار کھڑے اُس نازنین کے حُسن سے آنکھین سینک رہے تھے۔ ایک شوخ طرار دلربا یہ غزل گا رہی تھی۔

کیجیے قتل ابروے خمدار سے — کاٹیے جو رنگ اس تلوار سے
مر کے چھوٹا کوہکن آزار سے — پائی چھٹی روز کی بیگار سے
کر چکے قتل اب کہین تو سو رہو — جاؤ دھو ڈالو لہو تلوار سے
اُسکی مژگان پر گرا پڑتا ہی دل — عشق ہی اِس آبلے کو خار سے
دیکھنا میرے سیہ خانے کا ڈر — دھوپ اُڑتی ہی نہین دیوار سے
چشم جانان کو ہی دنبالہ گران — اُٹھ نہین سکتا عصا بیمار سے
خیر حالت سنکے میری اُف ری ضد — آنکھ اُسنے پھیر لی اغیار سے

ہر قدم پر سو طرح کی مستیان — ٹپکی پڑتی ہین تری رفتار سے
حکم ہی شوق شہادت کا یہی — دو قدم آگے چلون تلوار سے
مین اُسے پیر مغان سمجھا امیر
مست جو نکلا درِ خمار سے

اتنے مین بوندا باندی شروع ہوئی۔ کوندھا لوکنے لگا۔ اور ہوا کے تیز جھونکون سے شامیانہ قناتین ہلنے لگین۔ روشنی بھی کچھ کچھ خاموش ہوتی جاتی ہی۔ پانی اور ہوا سارا جلسہ بھربھنڈ کیے دیتی ہی۔

روشنی کے جھلملاتے ہی مسہری پر بیٹھی ہوئی حسین اُٹھ کھڑی ہوئی۔ اور اُسنے اپنی خواصون سے کہا۔

"گانا بند کردو۔ پانی زور کا آگیا ہی۔"

اُسی وقت ستار۔ طبلہ سارنگیان غرضکہ جتنے بزم نشاط کے سامان تھے غلافون مین چڑھا کر پشتارہ مین باندھ لیے گئے۔ طنابین اُکھیڑ ڈالی گئین اور دو کمسنین مشعل روشن کیے اپنی افسر حور لقا کی پشت پر کھڑی ہوگئین۔ وہ حور لقا ادائے دلربایانہ سے اِن جوانون کی طرف پشت کرکے شامیانے کی دوسری جانب گرم رفتار ہوئی۔ خواصین پیش خدمتین اور پہرے دار عورتین ساتھ ہوئین۔ ادھر امر سنگھ اور کرشن کمار مین باتین ہونے لگین۔

امر سنگھ۔ پانی کے تقاطرے جلسہ برہم کر دیا۔ دیکھین اب کیا ہوتا ہی۔

کرشن کمار۔ انکی افسر نازنین پہاڑی کی طرف بڑھ رہی ہی۔ جتنین قلماقنین اور پہاڑی بھیلنین جو انتظام مین مصروف تھین سب کی سب بھاگ رہی ہین۔ اب اِس میدان مین ایک بھنگا بھی نہ دکھلائی پڑیگا۔

امر سنگھ۔ لو بالکل اندھیرا ہو گیا روشنی بجھا دی گئی۔

کرشن کمار۔ امر سنگھ جی! یہ سب کہان بھاگی جاتی ہین۔ کچھ پتا لینا چاہیئے۔

امر سنگھ۔ یہی تو مجھے بھی حیرت ہی۔ میری راے مین بیکار ان کا پیچھا کرنا ہی۔

کرشن کمار۔ مگر مین تو بے صبر ہو رہا ہون۔

امر سنگھ۔ خیر نہین مانتے ہین تو ہمارے ساتھ چلیئے۔ مگر خاموش رہیئے گا۔ کچھ بولیے

چا لیے گا نہیں۔

ہوا بہت تیز چل رہی تھی۔ اور تقاطر انیا زور باندھتا جاتا تھا۔

کرشن کمار اور امر سنگھ آندھی پانی کے طوفان میں شامیانے کی طرف بڑھے روشنی خاموش کردی گئی دو ایک جھابے جو جھلملا رہے تھے۔ وہ عورتیں اُنھیں بھی بجھا کر وہ بھی چل کھڑی ہوئیں۔ اور اُس طرف کا رخ کردیا جدھر اُنکی ساتھی روانہ ہوئی تھیں۔

امر سنگھ۔ سرکار! میرے پیچھے پیچھے چلے آئیے دیکھیے آہستگی سے قدم رکھیے گا چاپ نہ سُنائی دے۔

کرشن کمار۔ کیوں۔؟

امر سنگھ۔ کچھ عرصے میں آپ کھُل جائیگا۔

یہ کہکر چالاک عیار امر سنگھ شامیانے کو داہنی سمت چھوڑ کر گھومتا ہوا آگے بڑھ گیا وہ عورتیں پیچھے رہگئیں۔ جو روشنی گل کرکے اپنے ساتھی عورتوں سے ملنے جارہی تھیں امر سنگھ راہ راہ چلا جاتا تھا۔ پیچھے پھر کر آہٹ لینے لگا۔ معلوم ہوا دونوں عورتیں آرہی ہیں۔ وہ ایک پگڈنڈی پر کھڑا ہو رہا۔

اتنے میں وہ دونوں عورتیں بھی پہونچ گئیں۔ مگر اُنھیں کچھ شبہہ پیدا ہوا وہ ٹھٹھک رہیں۔ دفعتہً دو چھینکوں کی آواز آئی اور پھر معلوم ہوا کہ دونوں عورتیں بیدم ہوکر زمین پر لمبی لمبی لیٹ گئی ہیں۔

امر سنگھ تیر کی طرح اُن عورتوں کے سر پر پہونچ گیا۔ دیکھا دونوں عورتیں بیہوش پڑی ہیں۔

کرشن کمار نے کہا۔

" امر سنگھ جی! یہ تم نے کیا طلسم کردیا۔ یہ کیونکر بیہوش ہوگئیں۔

امر سنگھ۔ حضور! خانہ زاد سیدھا راستہ کتر آگیا تھا۔ چکر کھانے کی وجہ یہی ہوئی کہ ان عورتوں کو بیہوش کردوں۔

کرشن کمار۔ کس چالاکی سے بیہوش کیا۔ کچھ کہو تو۔

امر سنگھ۔ میں جانتا تھا راستہ یہی ہے ادھر ہی سے آئینگی۔ میں نے بیہوشی کے بھرے ہوئے ڈبے رکھ دیے تھے۔ میں سمجھتا تھا کہ یہ ڈبے جب انکی نگاہ سے گذرینگے

ضرور اُٹھا لینگی۔ یہی ہوا۔ ان عورتوں نے ڈبے اُٹھا لیے اور بصد شوق کھول ڈالے۔ پھر کیا تھا بیہوشی کا سفوف اُڑا اور اُنکے دماغ میں پہونچ گیا۔ اور یہ بیہوش ہوکر زمین پر گر پڑیں۔

کرشن کمار۔ کاش ڈبوں پر نگاہ نہ پڑتی۔ تو کیا کرتے۔؟

امر سنگھ۔ کرتا کیا۔ کوئی دوسری چال چلتا۔ بہرحال انھیں بیہوش ضرور کرنا تھا۔ خیر۔ آپ خاموشی سے سامنے والی جھاڑی تک چلے چلیے۔ میں بھی آتا ہوں۔

یہ کہکر امر سنگھ دونوں بیہوش عورتوں کا پشتارہ باندھ کر جھاڑی میں لے گیا کرشن کمار بھی آگئے تھے۔ امر سنگھ نے فلیتہ روشن کیا۔ پھر ایک عورت کی صورت بن کر اُن عورتوں کی ناک میں اور بیہوشی ٹھونس دی۔

کرشن کمار۔ اب کیا کروگے۔؟

امر سنگھ۔ کرونگا کیا آپ میرے ساتھ چلیں۔

کرشن کمار اور امر سنگھ جھاڑی سے نکلے اور اُس پگڈنڈی پر ہو لیے جدھر عورتیں اور اُنکی نازنین افسر قدم اُٹھائے بھاگی جاتی تھیں۔

کرشن کمار امر سنگھ اُنکے تعاقب میں مارا مار چلے جارہے تھے جب اسقدر قریب پہونچ گئے کہ اُن عورتوں کی گفتگو بخوبی سمجھ میں آجائے۔

امر سنگھ کرشن کمار سے بولا۔ حضور! دس قدم پیچھے رہیں۔ میں اُنکے غول میں ملکر انکی ٹوہ لیتا ہوں۔

یہ کہکر امر سنگھ آگے بڑھ گیا اور کرشن کمار آہستہ آہستہ پیچھے ہٹ آئے۔

امر سنگھ کو پیچھے آتے دیکھ کر ایک عورت بولی۔ بہن چمیلی! جلدی آؤ۔ تمھارے پیر ہی نہیں اُٹھتے۔ دیکھتی نہیں بوندیں پڑ رہی ہیں ایسا نہ ہو پھٹ پھٹ کے برسنے لگے۔ بدن شرابور ہو جائے۔

چمیلی بہن۔ تم تو آگے نکل آئیں میں دُکھیا ٹھوکریں کھاتی پھرتی مجکو پیچھے چھوڑ دیا میں نے دیکھا بیابان جنگل میں اکیلی رہجاؤنگی جی چھوڑ کر بھاگی۔ اور پھر تمھارے پاس تو مشعل ہے۔ ہم البتہ اندھیرے میں ٹھوکرے ٹٹولتے یہاں تک پہونچے ہیں۔

عورت۔ تمھاری ساتھن مگلیا کہاں ہے۔

چمبیلی - اُسکے پانون سوج گئے ہین - جلدی چلا نہین جاتا - مین نے دیکھا گھٹا ئین زور کی اُٹھی ہین بجلی لونک رہی ہی - کپڑے لتے بھیگ جائینگے بھاگ کھڑی ہوئی -

امر سنگھ چمبیلی فراشن کی صورت مین اُن عورتون کے ساتھ گرم خیز ہوا - اتنے مین ایک پہاڑی گھاٹی ملی - سب عورتین پہاڑی مین غائب ہو گیئن - امر سنگھ سمجھ گیا - یہ کوئی سرنگ ہی - جسکا یہ چور دروازہ ہی - اب امر سنگھ اکیلا رہگیا ہی اسقدر تاریکی بڑھ گئی تھی کہ اُسے ایک ایک قدم اُٹھانا دشوار ہی - ہلکا ہلکا ترشح ہو رہا تھا - اسنے گھاٹی مین سر ڈالکر دیکھا - معلوم ہوا اندر بھی روشنی ہی - اور ساتھی عورتین زینے سے گھاٹی کے اندر بلا وسواس اُترتی جاتی ہین -

امر سنگھ بھی گھاٹی کے اندر آیا اور آہستہ آہستہ وہ بھی چوبی زینے سے نیچے اُترا - یہ زینہ آٹھ ڈنڈے کا تھا - یہ گھاٹی بہت خوبی کے ساتھ بنائی گئی تھی - کاریگرون نے اپنی صناعیان دکھادی تھین -

زینے کے بائین جانب طاق پر ایک لوہے کا چراغ جھلملا رہا تھا اور داہنی جانب قدآدم سے اونچا ایک دروازہ تھا - اس دروازے مین پٹ نہ تھے - لیکن قیامت کی تاریکی سے اندر کچھ سوجھائی نہین دیتا تھا -

امر سنگھ نے دیکھا کہ اُس دروازے پر پتھر کی بہت بڑی سل پڑی ہوئی ہی اسپر ایک قدآور جوان خنجر ہاتھ مین سپاہیانہ وضع سے بیٹھا ہوا ادھر اُدھر دیکھ رہا ہی - امر سنگھ اُسکے پاس گیا - سپاہی نے پوچھا -

کیا کل عورتین اندر آگیئن - کوئی باہر تو نہین رہ گیئی - ہم گھاٹی کا دروازہ بند کرنیوالے ہین

چونکہ امر سنگھ عقل سے تاڑ گیا تھا - کل عورتین اندر آچکی ہین - جو اسی دروازے سے ہوتی ہوئی خدا جانے کہان غائب ہو گئی ہین - صرف امر سنگھ اور وہ قدآور جوان گھاٹی کے دروازے پر کھڑے ہوئے تھے - امر سنگھ نے اُسکے سوال کا اس طرح جواب دیا -

امر سنگھ - ذرا اُٹھکر میرے پاس آئیے - مین آپکو ایک تماشا دکھانا چاہتی ہون -

قدآور جوان اُٹھ کھڑا ہوا اور امر سنگھ کے پاس آکر بولا -

"کیسا تماشا"

امر سنگھ نے گھاٹی کے باہر انگلی دکھادی - قدآور جوان دو تین ڈنڈون پر چڑھ گیا

اور گھاٹی کے باہر بڑے اشتیاق سے نظر ڈالنے لگا - جب کچھ سوجھائی نہ دیا تو اُسنے جھلاکر گردن پھیری - اور کچھ کہا چاہتا تھا کہ امر سنگھ کا پھینکا ہوا بیہوشی کا قمقمہ ناک پر پڑا - متواتر دو تین چھینکین آئین - اور قلا کھاتا ہوا زمین پر آرہا - پھر اُسکو سر پانون کی خبر نہ رہی - بیہوش ہو گیا -

امر سنگھ اُسکی ٹانگ گھسیٹتا ہوا سل کے پاس لایا اور اُسے لٹا دیا اور ناک مین سفوف بیہوشی اور ٹھونس دیا -

اس کام سے فرصت پاکر گھاٹی کے دہانے پر آیا اور باہر نکلکر زور سے زنبیل دی - زنبیل سنتے ہی کرشن کمار پاس آگئے - امر سنگھ بولا - حضور بے دھڑک ہمارے پیچھے چلے آئین -

کرشن کمار - امر سنگھ کے ساتھ اُس قدآور جوان کے قریب پہونچے روپے کی طمع اور جان کا خوف بڑے بڑے کام کرا لیتا ہی امر سنگھ کی زبان سے یہ جملے نکلے -

پھر اُسنے اپنی کمر سے ایک رسی نکالی اور اُس بیہوش جوان کے ہاتھ پانون خوب کسکر جکڑ دیے - اور ایک خنجر نکالکر اُسکے سینے پر چڑھ بیٹھا - کرشن کمار سے کہا آپ اسے لخلخہ سونگھائیے - تاکہ یہ ہوش مین آجائے - اس سے کچھ سوال کرونگا -

کرشن کمار نے لخلخہ سونگھایا اُسنے دو تین چھینکین لیکر آنکھین کھولدین دیکھا تو عزرائیل چھاتی پر سوار ہی - وہ اپنی زندگی کا پیالہ لبریز دیکھ کر گڑگڑانے لگا -

امر سنگھ کا داہنا ہاتھ اُسکی چھاتی پر تنا ہوا تھا اور ہاتھ کا خنجر چراغ کی دھندلی روشنی مین چمک رہا تھا - امر سنگھ چراغ کی طرف پشت کیے بیٹھا تھا - اور چراغ کی روشنی قدآور جوان کے چہرے پر بخوبی پڑتی تھی - اُسکے چہرے پر ہوائیان چھوٹ رہی تھین خوف کے سبب بُری حالت ہو گئی تھی -

امر سنگھ نے ملائمت سے پوچھا -

"کہو دوست کیا چاہتے ہو - ؟ زندگی یا موت - یہ تو جانتے ہو جان بڑی چیز ہی - اُسے بچانے کے لیے انسان کو ہر طرح کی کوشش کرنا پڑتی ہی - دیکھو موت سر پر سوار ہی - وہ عنقریب تمھارا خون پی لیگی - موت مین اور تم مین صرف اسقدر فاصلہ رہگیا ہی - جتنا میرے ہاتھ کے خنجر اور تمھاری چھاتی مین - کیا تم اپنی جان کی خیر چاہتے ہو - کیا تم میرے

سوالون کا جواب دے سکتے ہو۔

قدآور جوان ۔ پوچھیئے ۔لیکن آپ اپنا نام بتلائیے۔ آپ ہین کون ۔ ؟ مین تو آپ کو چمیلی کنیز سمجھتا تھا ۔ جو فراش کا کام کرتی ہی ۔ مگر اب معلوم ہوا آپ مرد ہین ۔

امر سنگھ ۔ مین کوئی ہون۔ اس سے تمھین کوئی غرض نہین ۔ اگر سلامتی منظور ہی تو میری بات کا جواب دو۔

قدآور جوان ۔ کچھ ارشاد ہو تو ۔

امر سنگھ ۔ وہ عورت جو سبکی افسر ہی اور جو ابھی دو مشعلون کی روشنی مین اس گھاٹی کے اندر آئی ہی کون ہی ۔ ؟

قدآور جوان ۔ مجھے معلوم نہین ۔۔

امر سنگھ ۔ آخر دریافت تو کرو یہ جماعت کیسی ہی اور انمین افسر کون ہی یہ کیا معاملہ ہی یہ لوگ یہان کیون آئی ہین ۔

قدآور جوان ۔ وہ افسر نہین ہی ۔ بلکہ اور جتنی ساتھ ہین اُسپر حکومت چلاتی ہین ۔ وہ ایک مظلوم قیدی ہی ۔ اسکے علاوہ اور اُسکا کچھ حال معلوم نہین ۔ ہم اپنے مالک کا حکم بجا لاتے ہین ۔ مالک کے حکم سے سب اُسکی تابعداری کیا کرتے ہین ۔

امر سنگھ ۔ تمھارا مالک کہان رہتا ہی ۔ اور اُسکا نام کیا ہی ۔

قدآور جوان ۔ رانی سیتا دیوی ۔ اُنکے ہم سب ملازم ہین ۔

امر سنگھ ۔ تو کیا سیتا دیوی نے اُس حسین کو یہان قید کر رکھا ہی ۔ قید کرنے کی وجہ کیا ہی ۔

قدآور جوان ۔ وجہ تو نہین معلوم اور مین جان کیسے سکتا ہون ۔ میرا کام یہان پر رہنے کا ہی ۔ ایک ہفتہ کے بعد میرا پہرا بدلتا ہی دوسرا پہرے دار اسی سرنگ سے آتا ہی ۔

امر سنگھ ۔ یہ سرنگ کتنی لمبی ہی ۔ اور اس سرنگ کے بعد کیا کوئی بستی ہی ۔

قدآور جوان ۔ سرنگ کے بعد ایک بہت وسیع میدان چارون طرف اونچی اونچی پہاڑیون سے محیط ہی ۔ وسط میدان مین ایک عالی شان محل کسی پرانے زمانے کی یادگار ہی ۔ محل کے چارون طرف پانی سے لبریز خندقین ہین ۔ ان خندقون کے آس پاس کچھ مکانات بنا گردشتیون کے لیے حال ہی مین طیار کرا لیئے گئے ہین ۔ اُنمین دس سپاہی اور کتنی ہی لونڈیان رہا کرتی ہین ۔

امر سنگھ ۔ اور وہ حسین کس مکان مین قید ہی ۔ ؟

قدآور جوان ۔ اُسی عالی شان محل مین ۔ سوائے اُس قیدی کے اور کوئی وہان جا نہین سکتا ۔

امر سنگھ ۔ عجیب معاملہ ہی ۔ اچھا اب یہ بتاؤ ۔ اس وقت تمھاری رانی صاحبہ کہان ہونگی ۔ ؟ اُنکا مکان کہان ہی ۔

قدآور جوان ۔ مہارانی یہان نہین ہین وہ اپنی راج دھانی مین ہین ۔

امر سنگھ ۔ راج دھانی کہان ہی ۔ ؟

قدآور جوان ۔ قصر نیلم مین ۔

امر سنگھ ۔ یہ سرنگ کتنی لمبی ہوگی ۔ کیا یہ سیدھی چلی گئی ہی یا کچھ پیچ کھا کر نکالی گئی ہی ۔ کیا اسکے دوسرے دہانے پر بھی پہرا ہی ۔

قدآور جوان ۔ کوئی بیس گز سیدھی جا کر پھر داہنی جانب مُڑ گئی ہی اور پھر بیس گز لمبی کوٹھری مین ہوتی ہوئی ختم ہوگئی ہی ۔ اس کوٹھری مین بھی میری طرح کر ٹانگا جوان پہرا دیا کرتا ہی ۔

امر سنگھ ۔ خیر اب یہ بتاؤ اُس حسینہ قیدی کا نام کیا ہی ۔

قدآور جوان ۔ کامیشری ۔

امر سنگھ ۔ (دل مین) ہائین یہ کیا نام لیا ۔ ہمارے راجہ کرشن کمار نے سنا ہوگا خدا جانے اُنکی کیا کیفیت ہوگئی ہوگی ۔ (ظاہر مین جوان سے) جب وہ قیدی ہی تو باہر نکالی کیون جاتی ہی ۔ ؟

قدآور جوان ۔ ہماری رانی نے اُسکا دل بہلنے کے لیے حکم دے دیا ہی کہ ہر ہفتہ ایک دفعہ اُس میدان مین لے جا کر ہوا کھلا دیا کرو ۔ اور اسی طرح رنگ سے اُسکا دل بہلایا کرو ۔

امر سنگھ ۔ جھوٹا کہین کا ۔

قدآور جوان ۔ (ڈرتے ہوئے) مین نے تو ایک . . . . . .

امر سنگھ ۔ ابے چپ حرام زادے ۔ خوب باتین اُڑاتا ہی ۔

یہ کہکر امر سنگھ نے پھر سفوف کی بتی اُسکی ناک مین دے دی اور وہ پھر بیہوش ہوگیا ۔

کرشن کمار اُس قدآور جوان کی باتین کھڑے کھڑے سنا کیئے ۔ امر سنگھ سے

پوچھا۔ برادر!۔ اسنے کس حسینہ کا نام لیا۔ کیا کامیشری کا کچھ ذکر کرتا تھا۔

امرسنگھ۔ اجی جناب! یہ بالکل جھونٹھا ہی۔ بکو بک دیا۔ کامیشری یہان کہان۔

کرشن کمار۔ بھائی میرا تو دل بیٹھا جاتا ہی۔ ایسا تو نہین اس سنگدل رانی نے چالاکی سے اُسے پکڑ لیا ہو۔ بھائی کسی طرح اُسکی خبر لگاؤ۔

امرسنگھ۔ سرکار گھبرائین نہین دیکھیے مین کس طرح پتہ لگاتا ہون۔

کرشن کمار۔ اُس سرنگ کے اندر کوئی پیچیدہ راز ضرور ہی سپاہی کے چہرے سے معلوم ہوتا ہی۔ جو کچھ اُسنے کہا سب صحیح ہی۔ کیا یہ بات درست ہوگی ضرور کامیشری کو دشمن لے اُڑے۔ ہائے مین تو چلتے وقت اُس سے مل آیا تھا۔ خدا جانے شیوپور کے محلون مین یہان کے عیارون کا کیونکر گذر ہوگیا۔ اور پھر یہان کی رانی کامیشری کو کیا جانے۔ بھائی! کچھ عقل کام نہین کرتی۔ کیا کہون اندر موہنی بھی ساتھ آگئی ہین اگر وہ ہوتین تو دشمن کی کبھی دال نہ گلتی۔ چمپا اور کیسر کے سامنے مجال نہین کوئی پرندہ پر مار سکے بہر حال دال مین کالا ضرور ہی۔

امرسنگھ۔ آپ کا خیال درست ہی۔ کہ کامیشری جی ان ظالمون کے دست بدعت مین پھنس گئی۔ لیکن تعجب اس بات کا ہی کہ وہ اس طرح آزادی سے عورتون کے ساتھ گھاٹی کے باہر چھوڑ دی جاے اور وہان ناچ رنگ ہو۔ خدا جانے قیدی کے ساتھ یہ مراعات کس لئے ہین۔ اس بات کی مجھے حیرت ہی۔ اور پھر راجیشوری جی نے اس رانی کا نقصان کیا کیا۔ کس جرم کے پاداش مین اُنپر ستم ڈھایا گیا۔ خیر اب آپ کچھ تکلیف کرین

کرشن کمار۔ کیسی تکلیف۔؟

امرسنگھ۔ آپ اسی سل پر بیٹھ جائین۔ مین آپ کی صورت تبدیل کردون اصلی شکل مین چلنا آفت مین پڑنا ہی۔ بس آپ کو اسی سپاہی کی صورت بناتا ہون۔

یہ کہکر امرسنگھ نے بیہوش آدمی کی وردی اُتار لی اور راجہ کرشن کمار کو پہنائی۔ اور چہرہ مہرہ بھی سپاہی کی صورت کا بنادیا۔ پھر اُس قدآور جوان کی لاش پتھر کی سل کے نیچے ڈال دی۔

امرسنگھ نے اس کام سے فرصت پاکر بہت موٹی بتی بنائی۔ اور روغن مین ترکر کے روشن کرلی۔ اور دونون شخص سرنگ کے دہانے پر آکر کھڑے ہو رہے۔

پہلے امرسنگھ سرنگ کے اندر گھُسا اور کرشن کمار سے کہا۔ حضور آپ بھی میرے عقب مین چلے آئین۔

اس سرنگ کی اُنچائی اور چوڑائی اُتنی ہی تھی جتنی کہ سرنگ کے دروازے کی تھی دونون شخص دور تک قدم برداشتہ چلے گئے۔ پھر سُرنگ کی کوٹھری ملی جسکا ذکر قدآور جوان نے امرسنگھ سے کر دیا تھا۔

امرسنگھ کرشن کمار کوٹھری مین گھُس کر آگے بڑھ گئے چند قدم گئے ہونگے کہ سامنے سرنگ ہی کی اُنچائی چوڑائی کا دوسرا دروازہ نظر آیا۔ اس دروازے مین روشنی ہو رہی تھی۔

آگے بڑھ کر جب ~~دونون~~ شخص اس دروازے مین پہونچے تو وہان اُنھون نے اپنے کو ایک مربع کوٹھری مین پایا یہ کوٹھری بہت پاک وصاف تھی۔ اس مین ایک دروازہ بھی تھا جسکے پلون مین قبضے جڑے ہوئے تھے۔ اس دروازے کے پٹ بند کردینے سے سُرنگ کا آدمی کوٹھری سے باہر نہین نکل سکتا ہی اور نہ کوٹھری کا آدمی سرنگ مین جاسکتا ہی۔

اس کے دروازے پر بھی ایک قدآور جوان مسلح ٹہل رہا تھا۔ یہان بھی طاق پر چراغ ٹمٹما رہا تھا۔ قدآور کا چہرہ بخوبی روشنی مین نظر آتا تھا۔

کوٹھری مین ان دونون کے قدم رکھتے ہی قدآور جوان نے کرشن کمار کی طرف دیکھ کر ٹوکا کیونکہ کرشن کمار پہرے دار سپاہی کی صورت مین تھے۔

"پہرا چھوڑ کر کیسے چلے آئے۔ کیا وہان کسی کو چھوڑ آئے ہو۔"

امرسنگھ نے جو چمپیلی فراش کی شکل مین تھا جواب دیا۔

"ہم کیا کرین سرکاری حکم ہی۔ یہ پروانہ دیکھیے"

یہ کہکر امرسنگھ نے اُس پہرے دار سپاہی کے ہاتھ مین لپٹا ہوا کاغذ پکڑا دیا پہرہ دار کاغذ کھولنے مین مصروف ہوا ادھر امرسنگھ نے موقع غنیمت جانا۔ معاً بٹوے سے بیہوشی کا قمقمہ نکالا۔ اور تاک کر اُس پہرے دار کی ناک پر کھینچ مارا پہرے دار چھینکین مارتا مارتا زمین پر ڈھیر ہوگیا۔

امرسنگھ نے اُسے گھسیٹ کر کسی گوشے مین ڈال دیا اور وہان کا چراغ بھی ٹھنڈا کر دیا

پھر کوٹھری سے سر نکال کر باہر کی تاک جھانک کرنے لگا۔

زمین آسمان مین کوئی فرق محسوس نہوتا تھا۔ دونون سرنگ سے باہر نکلے۔ تاریکی نے دونون جوانون کی صورتون پر اور بھی پردہ ڈال دیا۔ رعد کا زور برق کی کڑک اور پانی کا پھٹ پھٹ پڑنا قیامت کیے دیتا تھا۔ یہ دونون جوان اس آندھی پانی کے طوفان مین چلے جاتے تھے۔ بجلی کے تڑپنے سے معلوم ہوا کہ سامنے کوئی بہت بڑا محل ہی۔ متعدد کھڑکیان اور جھنجھریان ہین مگر تعجب ہی اتنی بڑی عمارت مین روشنی نام کو نہین۔ امر سنگھ سُن چکا تھا کہ اس عمارت کے گرد خندقین ہین۔ کھائی ہین اسلیے اُسنے اُدھر کا جانا فضول سمجھا۔ اُسنے کوندھے کی لپک مین داہنی جانب دیکھا شاگرد پیشہ کے رہنے کی کوٹھریان نظر آئین۔ امر سنگھ کو خیال ہوا۔ انھین کوٹھریون مین کنیزون اور خدمتگارون کی سکونت رہا کرتی ہوگی۔

کرشن کمار۔ امر سنگھ کے شانے پر ہاتھ رکھے یہ بھیانک سین مشاہدہ کر رہے تھے ابھی کوئی بات طے نہین ہوئی تھی۔ دونون سوچ رہے تھے کیا کرین۔ پانی زور باندھے ہی کیونکر محل تک پہونچین۔ اور اُس حسینہ کا پتہ لگائین۔ دونون محو نظارہ تھے۔ کہ دفعتہً کرشن کمار کے بائین شانے پر کسی نے خنجر مارا۔ کرشن کمار کے مُنھ سے اُف نکل گئی۔ پلٹ کر دیکھا۔ اندھیرے مین کوئی دکھائی نہ دیا۔

کرشن کمار درد سے بیتاب ہو رہے تھے زمین پر بیٹھ گئے۔ اتنے مین پھر کسی نے دروازے کے پلّے بھڑ بھڑا دیے۔ امر سنگھ گو چاق و چوبند تھا مگر اُسے ایک تو راج کمار کا خیال اور دوسرے اپنے بچاؤ کی فکر۔ کچھ نظر کام نہین دیتی۔ عجب کشمکش مین پڑ گیا۔

اتنے مین ضرب لگائی خنجر دروازے پر پڑا زور کا دھڑاکا ہوا۔

امر سنگھ اپنی پھرتی سے بال بال بچ گیا۔ اور وہ وار خالی گیا۔

امر سنگھ خنجر کی جھنجھناہٹ کے ساتھ ہی کوٹھری سے کود کر باہر نکل گیا۔ جس کوٹھری مین یہ دونون کھڑے تھے وہ بالکل اندھیری تھی۔ امر سنگھ برستے ہوئے پانی مین کھڑا کوٹھری پر نظر ڈال رہا تھا۔ مگر سوائے تاریکی کے کچھ سوجھائی نہین دیتا تھا اُسے اس بات کا خوف تھا کہ کہین بجلی کی روشنی مین میری شکل دیکھ کر حریف چوٹ نہ کر بیٹھے

اس خیال سے وہ گھاٹی کے دروازے سے پندرہ قدم دور ہٹ رہا لیکن ابھی پندرہ سولہ قدم سے زیادہ نہ گیا ہوگا۔ کہ یکایک اُسکے پانون کسی ڈھلوان مقام پر پھسل گئے اور وہ قلا کھاتا ہوا خندق مین گر گیا اور غوطے کھانے لگا۔

باب دوسرا

تیرے نظارے کو اب بھی ہین نگاہین بیقرار
اس بڑھاپے مین بھی دلکش ہین ترے نقش و نگار

جس کوہستانی سلسلے کے میدان کا ذکر ہم اوپر تحریر کر چکے ہین اُسکے وادی مین چھ سات کوس کے فاصلے پر ایک شہر ہی۔ وسط شہر مین فلک نما قلعہ ہی جسکی بلند فصیلین آسمان سے باتین کر رہی ہین اور برجون پر بہت بڑا جھنڈا ہوا مین لہرا رہا ہی۔ جھنڈے پر رانی ستیا دیوی کا نام جلی حرفون مین کڑھا ہوا ہی۔

ستیا دیوی پچیس سال کے دایرے مین قدم رکھ چکی ہی۔ طلسم نیلم مین اُسکی حکومت ہی۔ جسوقت سے یہ طلسم نیلم کی مالک ہوئی ہی کچھ ایسے عجیب و غریب واقعات پیش آئے جنکا لکھنا دلچسپی سے خالی نہین ہی۔ اس خاتون کے ابتدائی زندگی کے حالات لکھنے کے قابل ہین۔ جہانتک ہمین پتہ چلتا ہی ہم ناظرین کی تفنن طبع کے لیئے کچھ تھوڑا حال درج کیئے دیتے ہین۔

ستیا دیوی کے مرحوم شوہر راجہ جودھن سنگھ کی دو شادیان ہوئی تھین پہلی بیوی کے بطن سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جسکا نام اُرملا تھا۔ اُرملا کی مان اُرملا کو آٹھ سال کی چھوڑ کر دنیا سے رخصت کر گئی تھی

اُس رانی کے وفات کے بعد راجہ جودھن سنگھ نے دوسری شادی ستیا دیوی سے کی۔ ستیا دیوی کی شادی کے تیسرے سال مہاراجہ جودھن سنگھ انتقال کر گئے۔

مرنے کے کچھ گھنٹے پہلے راجہ جودھن سنگھ نے ارکین سلطنت کو بلا کر وصیت کی کہ بعد وفات میرے اس تاج و تخت کی مالک میری لڑکی اُرملا ہوگی۔ اور جب یہ اپنی پسند سے اپنی شادی کرے اُس وقت اسکا شوہر اس ریاست کا مالک تصور کیا جائے۔"

کیونکہ اس وصیت سے ہم کہہ سکتے ہین کہ ستیا دیوی اُنکی مدنظر تھی اسکے بارے مین کوئی ذکر ہی نہ چھیڑا۔ شاید اُسکا چال وچلن یا اُسکے مذموم خیالات دیکھ کر سون کھنچ گئے اُنکی باتون سے معلوم ہوا وہ ستیا دیوی سے ناراض ہین لیکن اسکے وجوہ ابھی تک کسی کی سمجھ مین نہین آئے۔

جب راجہ جودھن سنگھ کی آنکھین بند ہوگئین۔ مشیران اور اراکین نے حسب وصیت اُرملا کو تاج وتخت کا مالک بنا دیا اور وہ رعیت پر عدل وانصاف کے ساتھ حکومت کرنے لگی۔ ایک ہفتہ بھی نہ گذرا ہوگا۔ اُرملا محل سے غائب ہوگئی اسکی گم شدگی کی خبر عوام مین پھیل گئی۔ امیرو وزیر اہلکار سب پریشان۔ کہین پتہ نہین لگتا۔ لوگون کو سخت فکر ہوئی۔ طرح طرح کے فاسد خیالات سے دماغ خراب ہونے لگا۔ کچھ باتیان بکنے لگین لوگون کا اشتباہ ستیا دیوی پر ہے کیونکہ اُرملا کا غائب ہونا اُسے فائدہ پہونچاتا ہی۔ ندیم مصاحب وزراء امیر سیٹھ مہاجن شہر کے جتنے معزز باشندے ہین ستیا دیوی کی طرف سے بدظن ہوگئے ہین۔ ہر گلی کوچے مین یہی چرچا ہی کہ ستیا دیوی کی سازش سے رانی اُرملا غائب ہوئی ہی۔ اُسکا خیال ہی کہ اس ترکیب سے طلسم نیلم کی رانی بن جاؤنگی۔

چنانچہ بغاوت پھیل گئی ایک دن رعایا نے ستیا دیوی کے قصر نیلم پر اس لیے بلوہ کردیا کہ وہ یا تو رانی اُرملا کا پتہ بتاے یا اُسے سامنے کرے ورنہ آج ستیا دیوی اُس قصر نیلم مین زندہ دفن کردیجائیگی۔ تلاطم مچا ہوا تھا سرکش باغیون کو فوجی افسر اور فوجی سپاہیون نے روکا بھی نہین۔ ایک مخملی پردے کے عقب مین بیٹھی ہوئی رانی ستیا دیوی اپنی بے قصوری ثابت کررہی تھی اور سرکش باغی آپ سے باہر ہوئے جاتے تھے چاہتے ہین کہ چوٹی پکڑکر ستیا دیوی کو پردے سے نکال لین۔

اسی کشمکش مین کچھ وقت گذر گیا۔ اتنے مین ایک خاتون بھیڑ چیرتی ہوئی ان باغیون کے سامنے کھڑی ہوگئی۔ اور اُسنے اپنا نام اُرملا بتایا۔

وہ گیروے کپڑے پہنے ہوئے تھی اُسکے چہرے کی رنگت اور وہ آب وتاب جاتی رہی تھی جو تخت نشینی کے وقت تھی۔ اُسکی روحانیت تبدیل ہوگئی تھی۔ اسلیے لوگون کو پہچاننے مین کلام ہوا۔ لیکن بعضون نے دیکھتے ہی پہچان لیا۔ اور اُسکے بیان کی شہادت دی کہ درحقیقت اُرملا ہی ہی۔

اُرملا بولی۔

دو پیارے مترو مین دنیا کو تیاگ چکی ہون میرے دل مین خود بخود ویراگ پیدا ہوگیا ہی گوشۂ عزلت مین بیٹھنا پسند کرتی ہون ہر کس وناکس سے ملنے سے عاری ہون۔ محلون مین رہنا ضیق ہی۔ راج کاج سنبھالنا میرے اوپر بڑا بھاری جبر ہی۔ اسلیے ان ناپائدار چیزون مین میرا دل نہین لگتا۔ سونے کی مسہری اور نرم نرم گدے گدے قالینون کا بچھونا بچھو کی طرح ڈنک مار رہے ہین انمین آرام نہین۔ یہ فکر کے گھر ہین۔ اچھے اور لطیف کھانے سے روح آسودہ نہین ہوتی۔ روح تو سایہ فگن درختون مین خوش ہوتی ہی۔ وہان کی تازی ہوا سے جان مین جان آتی ہی۔

دل چاہتا ہی وہان اپنا مسکن ہو جہان آدمی زاد کا کوسون نشان ہی نہو۔ میرا جی راج کاج مین نہین لگتا اسلیے آپ سے پرارتھنا ہی۔ آپ ہماری ماتا سری ستیا دیوی کو اپنی رانی سمجھین وہ سلطنت کا کام دیکھینگی اور اپنی عدل گستری سے آپکے تمام شکوک مٹا دینگی۔ وہ انتظام سلطنت مین بہت قابلیت رکھتی ہین اگر اُنسے کوئی غلطی سرزد ہوجاے تو آپ اُنھین سمجھا کر راہ راست پر لے آئین۔ آپکا یہی دھرم ہی کہ اُنکو دھرم کی شاہراہ پر چلنے کی ہدایت کرین۔

اُرملا ایک اٹل پہاڑ کی طرح سامنے کھڑی ہی تھی اور اپنی نرم دلی شرافت اور غصے کو فرد کرنے والی باتون سے لوگون کے دل تسخیر کیے لیتی تھی مغرور اور تندمزاج سرکشون کو بھی اپنے معجز نما کلام سے رام کرلیا۔ گھنٹہ بھر کامل لوگون کو ایک مہاتما کی طرح تلقین کرتی رہی۔ پھر اُسی طرح مجمع کو چیرتی پھاڑتی غائب ہوگئی۔

اُرملا کو غائب ہوئے پانچ برس سے زیادہ ہوچکا ہی۔ اور آج پانچ برس ہوئے ستیا دیوی قصر نیلم مین حکومت کررہی ہی۔

شام کے دونون وقت مل رہے ہین۔ چراغ مین بتی پڑچکی ہی۔ سڑکون میدانون مین اندھیرا چھایا ہوا ہی۔ اس وقت ستیا دیوی کے زنانے محل کے پچھواڑے چھتنارے درخت کے نیچے ایک شخص بیٹھا ہوا خدا جانے کیا سوچ رہا ہی۔ کبھی اُسکی نگاہین سر بفلک عمارت سے ٹکراتی ہین۔ کبھی درخت کی شاخون کو دیکھ کر کچھ اندازہ لگاتی ہین یکایک وہ اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور ٹہلنے لگا۔ پھر ٹہلنا بند کردیا اور کچھ سننے لگا۔

اس طرح وہ کبھی بیٹھ جاتا ہی اور کبھی کھڑے ہو کر ٹہلنے لگتا ہی ایکبار اُسکے مُنھ سے یہ جملہ سُنائی دیا "اور یقین تو ہوتا ہی کہ ہم اپنا مطلب نکال لین - مگر رانی ستیا دیوی خطرناک عورت ہی - وہ ملک چین کی زہریلی ناگن ہی - جو دیکھنے مین بہت خوبصورت ہی اُسکا چہرہ سُنہرا ہی - اندر زہر ہلاہل بھرا ہوا ہی - کارروائی شروع کرنے کے پیشتر ہی ہمین اس ناگن کی باندی تلاش کرلینا مقدم ہی - اگر باندی مل گئی تو ہماری کامیابی مین بھی شک نہین -"

دفعتہً کسی کے پانون کی چاپ سُنائی دی - اس اجنبی نے بھی زبان روک لی - اور آہٹ لینے لگا - اُسنے دیکھا کہ ایک سیاہ پوش شکل جھپٹتی محل کی طرف بڑھ رہی ہی - اس شکل نے اجنبی کو بحر حیرت مین ڈال دیا - وہ تعجب بھری آنکھون سے اُسکی جانب دیکھنے لگا - وہ شکل پھُرتی سے قدم مارتی ہوئی ایک برامدے مین گھُس گئی یہ برامدہ قصر شاہی کی دیوارون سے ملحق تھا -

اجنبی دیر تک برآمدے کی طرف نظر لڑائے رہا - کہ شاید سیاہ پوش پھر نکل آئے اور اُس سے ملکر کچھ بات چیت کرے -

مگر اُسکا واہمہ ہی واہمہ تھا وہ شکل پھر دکھائی نہ دی - ناچار اجنبی بھی آہستہ آہستہ آگے بڑھا - برآمدے کے چبوترے پر قدم رکھ کر وہ پھر آہٹ لینے لگا - شاید اندر کی باتون سے کچھ پتہ چل جاے وہ دیوار سے کان لگائے کھڑا رہا - مگر کوئی آواز سنائی نہ دی معلوم ہوتا تھا برآمدہ خالی پڑا ہی - اسمین آدمی کا نشان بھی نہین ہی - اجنبی کے دل مین اُلجھن سی ہوئی - آخر وہ شکل کہان غائب ہو گئی - اجنبی کو ایک جگت سوجھی وہ پیٹ کے بل لیٹ گیا اور کھسکتے کھسکتے برآمدے کے اندر پہونچا - اور زمین پر لیٹا ہوا کسی کی ہلکی ہلکی سانس کے سُننے کی کوشش کرنے لگا - لیکن یہ خیال بھی غلط ٹھہرا کسی کی سانس سُنائی نہ دی - اجنبی اُٹھ بیٹھا اور بٹوے سے موم بتی نکال کر روشن کی اُسکی روشنی مین عجیب شگوفہ نظر آیا - اُسنے دیکھا کہ بہت ہی خوش قطع پھول کھلا ہوا ہی -

ہم لکھ چکے ہین کہ برآمدہ کا الحاق محل کی دیوار سے ہی اسلیے محل کی دیوار کا کچھ حصہ برآمدے کی چھت پر تھا اس دیوار مین چھوٹا سا پتھر کا دروازہ دکھائی دیتا تھا - جسمین پتھر ہی کا صرف ایک پلّہ لگا تھا - جو اندر کی طرف کھلا تھا - اور جسکے بند ہو جانے پر پتھر کی دیوار مین دروازے کا معلوم کرنا آسان کام نہ تھا -

اُس سنگین دروازے کے اندر داہنی جانب سیڑھی کا ایک لمبا سلسلہ اوپر چلا گیا تھا جسکی حد پر ایک دروازہ دکھلائی دیتا تھا - دروازے کے اندر ہلکی ہلکی روشنی پھیلی ہوئی تھی -
اجنبی سمجھ گیا کہ وہ سیڑھی دیوار کے اندر کھڑی کر دی گئی ہی - اُسنے موم بتی بجھا دی اور سیڑھی پر چڑھنے لگا - کچھ دیر مین وہ سیڑھی کے اوپر والے دروازے کے سامنے جا پہونچا دروازے کے اندر جھانکنے سے معلوم ہو گیا کہ وہ ایک چھوٹی سی کوٹھری کا در ہی اُس کوٹھری مین بیش قیمت زنانے کپڑے کھونٹیون اور الگنیون پر لٹکے ہوئے ہین - اس دروازے کے علاوہ کوٹھری مین ایک اور دروازہ تھا جسکا رُخ محل کے اندرونی حصے مین تھا - اس دروازے کے پٹ بھی کھلے ہوے تھے - دروازے پر ایک سبز پردہ پڑا ہوا تھا تاہم پردے سے اُس کوٹھری کی تیز روشنی پھوٹی نکلتی تھی اور کسی کے پانون کی دھمک بھی سنائی پڑتی تھی -

اجنبی کوٹھری مین گھس کر پردے کے پاس لیٹ گیا - اور پردے کا ذرا کونا ہٹا کر اندر کا حال چال لینے لگا -

یہ کوٹھری آرائشی سامانون سے سجی ہوئی تھی - ہانڈیان اور جھاڑ روشن تھے - اور وہ سیاہ پوش شکل بیتابی سے ٹہل رہی تھی -

اجنبی کو قرینے سے معلوم ہو گیا کہ رانی ستیا دیوی کا خاص توشہ خانہ یہی ہی یہان اُسکی قیمتی پوشاک رہتی ہی - اُسی کے سامنے رانی صاحبہ کا دیوان خانہ بھی ہی -

اجنبی کو آئے ہوئے ابھی چند ہی منٹ ہوئے ہونگے کہ یکایک دیوان خانے کا دروازہ کھل گیا - اور ستیا دیوی پردہ ہٹا کر دیوان خانے مین سُنہری چوکی پر بیٹھ گئی ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ اس رانی کی عمر پچیس سال کے اندر ہی تھی مگر اس وقت اسکے چہرے سے ہویدا تھا کہ وہ پچاس سے بھی تجاوز کر چکی ہی - تاہم چہرے پر ابھی تک نمک ہی - گورا رنگ - پستہ قد - جسم یونہین سا موٹا ہو کر کچھ بھدا ہو گیا ہی - آنکھ اور گالون کی مصنوعی بناوٹ سے کچھ کچھ بھولاپن ظاہر ہوتا ہی - لیکن اُسکے دلی رازون کا پتہ لگانا بہت ہی مشکل امر ہی - وہ کوہ ہی - اُسکی دو رُخی باتون پر عقل کام نہین کرتی - کہ اُسکی اصلی غرض کیا ہی -

بدن پر نیلگونی رنگ کی ہلکی سی ساری ہی ساری کے اندر سے مرصع زیور

جھلک رہے ہین۔

اس رانی نے دیوان خانے کا دروازہ بند کرا دیا۔ اجنبی نظر بچاتا ہوا پہلے ہی سمٹ کر ایک کونے مین دبک رہا ہی۔ اور کُل کیفیت دیکھ رہا ہی۔

سیاہ پوش ستیا دیوی کے سامنے نرم نرم ملایم گدّے پر بیٹھ گئی اور اپنے جسم کا سیاہ لبادہ اُتار کر الگ رکھ دیا۔ اجنبی اسکی صورت بڑی بے صبری سے دیکھ رہا ہی وہ دل مین کہتا ہی یہ اُرملا رانی ہی۔ یہ یہان کہان آگئی۔

اب ہمارے ناظرین جان گئے ہونگے کہ سیاہ پوش عورت وہی اُرملا ہی جسنے تاج و تخت پہ لات مار کر دنیا دارون سے کنارہ کشی اختیار کر لی تھی۔ یہ آج یہان کیون آئی۔ اسکا تو ہمین بھی اضطراب ہی۔ شاید باتون سے کچھ پتہ چلے۔ اچھا کان لگا کر دونون عورتون کی باتین سنیئے۔ کچھ نہ کچھ حال ظاہر ہی ہو جائیگا۔ اجنبی بھی دیکھ کر جب مین آگیا تھا وہ بڑے شوق سے دونون کی باتین سننے لگا۔

ستیا دیوی۔ کہو۔ وہان سب خیریت ہی۔

اُرملا۔ خیریت ہی بھی اور نہین بھی ہی۔

ستیا دیوی۔ اسکا مطلب کیا ہی صاف کہو۔

اُرملا۔ صاف تو یون ہی۔ کہ آپ کا قیدی قید ہی مین ہی۔ لیکن دو نئی بلاؤن نے بھی گھیر لیا ہی۔

ستیا دیوی (چونک کر) نئی بلائین کیسی۔؟ تمھاری باتین ہمیشہ معمہ ہوتی ہین۔ صاف صاف نہین بتا دیتین۔ کیا معاملہ ہی۔؟

اُرملا۔ مہارانا رندھیر سنگھ والی ریاست شیو پور کو آپ جانتی ہی ہونگی۔

ستیا دیوی۔ ہان بخوبی جانتی ہون۔ جنکے لڑکے کنور کرشن کمار ہین اور جو رانی اندر موہنی کے بھی بد نظر ہین اور راجہ اُمان دت حاکم لبشن پور کی لڑکی کاشری سے جنکی نسبت ٹھہر چکی ہی۔

اُرملا۔ ہان۔ ہان وہی رندھیر سنگھ کا وزیر گجراج بہت ہی چلتا پرزا آدمی ہی۔ سنتی ہون۔ وہ قید توڑ کر نکل بھاگا۔ اب وہ کرشن کمار کو جہان پائیگا۔ ٹوک لیگا۔ کیونکہ کاشری راجہ اُمان دت کی راج کماری پر وہ بھی فریفتہ ہی۔ کرشن کمار

اُسکے رقیب ہین آپ جانتی ہین رقابت کی آگ جب بھڑک اُٹھتی ہی۔ خاندان کے خاندان راکھ کر دیتی ہی۔

ستیا دیوی۔ گجراج کو تو مہارانا رندھیر سنگھ نے قید کر دیا تھا۔ کیونکر بھاگ نکلا۔

اُرملا۔ شیو پور کا ایک سوار کرشن کمار کی تلاش کرتا ہوا ادھر آنکلا۔ اُسکی زبانی معلوم ہوا وہ ایک دن مہارانا رندھیر سنگھ کا دربار لگا ہوا تھا۔ چار بج چکے تھے مہارانا رندھیر سنگھ شاہی تخت پر رونق افروز کنور کرشن کمار سونے کی کرسی پر داہنی جانب جلوہ فرما وزرا۔ اُمرا۔ علی قدر مراتب کرسیون پر جلوہ گستر۔ اتنے مین ایک چوبدار دوڑتا ہوا دربار مین آیا اور اُسنے گھبراہٹ کے ساتھ ایک لپٹا ہوا کاغذ مہاراج کے سامنے پیش کر دیا۔ مہاراج نے اُسے کھول کر پڑھا۔ لکھا تھا۔

"شری مان ۱۰۸۔ مہاراج ادھراج رندھیر سنگھ۔

ابھی ابھی مین قید خانے کی طرف گشت کے لیے گیا تھا۔ دیکھتا کیا ہون کہ جیل کے جنگلے کی کئی آہنی چھڑین سوہن سے کاٹ ڈالی گئی ہین جب مین جیل کے اندر گیا۔ داروغہ اور مین نے قیدیون کی جانچ کی معلوم ہوا کہ بدذات گجراج سپاہیون کو دھوکا دے کے جنگلا کاٹ کر قید سے فرار ہو گیا۔ مین نے پہرے دار سپاہیون کو گرفتار کر لیا ہی اور اُس قیدی کی تفتیش مین لگا ہون۔ فقط

دستخط۔ داروغہ جیل

راجہ رندھیر سنگھ نے یہ خط بلند آواز سے پڑھا تھا۔ حاضرین دربار نے بخوبی سُن لیا جتنے راجپوت تھے سبھون نے قسم کھائی ہی اگر وہ شیطان کا بچہ بھاگ ہی گیا ہی تو جانے دیجئے۔ اب وہ ہم لوگون کا کچھ کر نہین سکتا۔ اُس بے ایمان کی کیا مجال جو اس ریاست کی طرف آنکھ اُٹھا سکے۔ اگر کوئی فساد برپا کرے گا تو ہم دیکھ لینگے۔"

اسطرح گجراج کا معاملہ رفت گذشت ہو گیا۔ وہ جنگل ہی جنگل کی خاک چھانتا ہوا میرے پاس پہونچا مین نے اُسے ایک حجرے مین تعینات کر دیا ہی وہ ہمارے بڑے مطلب کا ہی۔ مین نے سوچا کہ بغیر اُسکے ملے اندر موہنی اور کرشن کمار پر آپ ہر بر نہو سکینگی۔ یہ گٹھ گیا تو شیو پور لبشن پور۔ سری نگر۔ چندر نگر آس پاس کی جتنی ریاستین ہین سب پر آپ کا پھریرا لہراتا ہوگا۔

سیتا دیوی۔ یہ تم نے بہت اچھا کیا۔؟

اُرملا۔ ہان مین مدت سے اُسکی تلاش مین تھی بارے مطلب نکل گیا۔

سیتا دیوی۔ بس اُسی کے ذریعہ سے شیوپور پر چڑھائی کی جائیگی۔

اُرملا۔ بس آپ بخوبی سمجھ گئین اور کچھ آپ نے سنا۔ مہاراناردھیر سنگھ کے صاحبزادے کرشن کمار اپنے عیار امر سنگھ کے ساتھ طلسم نیلم مین پہونچ گئے۔

سیتا دیوی۔ (چونک کر) پھر تم نے مختصر ہی کہا۔ خلاصہ بات کہدیا کرو۔

اُرملا۔ کل جلسہ جما ہوا تھا ستارین بج رہی تھین ناچ ہو رہا تھا۔ مین نے دیکھا پانی گھر آیا۔ ہی جلسہ برخاست کرا دیا۔ اور ہم سب طلسم نیلم کی گھاٹی مین جایا چاہتے تھے۔ اُسکا عیار امر سنگھ ہمارے جلسہ مین کھڑا ہوا گانا سُن رہا تھا۔ اور ہمارا بھید لے رہا تھا۔ اُسنے دو فراشنون کی صورت مین ہماری لونڈیون کو دھوکا دیا اور گھاٹی [illegible] چوکیدار کو بیہوش کیا۔ پھر اُچھلتے پھاندتے دوسری کوٹھری مین کرشن کمار کو لیئے ہوئے پہونچا اُس دوسرے چوکیدار کو بھی بیہوش کیا۔

سیتا۔ پھر کیا ہوا۔؟

اُرملا۔ جس وقت وہ دوسرے چوکیدار کو بیہوش کر چکا چراغ بجھا رہا تھا۔ اتفاق سے مین بھی پہونچ گئی۔ کیونکہ مجھے ایک سپاہی درکار تھا۔ مین آپ کے پاس کچھ پیام بھیجنے والی تھی۔ مین نے دیکھا یہ اُسکے چراغ گل کرنے والے ہین۔ مین کوٹھری مین ہو رہی۔ پانی برس رہا تھا۔ وہ دونون کوٹھری کے دروازے پر کھڑے پانی کا تماشہ دیکھ رہے تھے۔ مین نے دیکھا یہ موقع غنیمت ہے چوکنا ٹھیک نہین مین نے پھرتی سے خنجر نکالا اور اپنے سامنے والے آدمی کے شانے پھر پور ہاتھ مار دیا۔ وہ تڑپ کر گر پڑا۔ لیکن خنجر کی آواز سُنتے ہی دوسرا شخص کو دکر علحدہ کھڑا ہو رہا۔ بلکہ میری زد بچا کر باہر نکل گیا۔ مین بھی باہر آئی۔ معلوم ہوا وہ جان کے خوف سے ادھر اُدھر ٹہلتا پھرتا ہے پھر معلوم ہوا وہ بدذات بھی خندق مین گر پڑا۔

سیتا۔ اور اُس دوسرے آدمی کا کیا کیا۔

اُرملا۔ اُسکے گرتے ہی اور اُس دوسرے آدمی کے بھاگتے ہی مین نے موم بتی جلائی روشنی مین زخمی آدمی کو دیکھا معلوم ہوا یہ تو راجہ کرشن کمار ہین جو آپ کے دوست

گجراج کا دشمن ہے۔ بس اسکی صورت دیکھتے ہی مین سمجھ گئی وہ بھاگنے والا شخص ضرور اسکا ساتھی عیار ہے۔ اسکے بعد میری خواہش ہوئی کہ پہرے دار سپاہی کو ہوش مین لاؤن اور سپاہیون کو بلواؤن۔ پھر مجھے خیال پیدا ہوا کہ لوگ مجھے پہچان لینگے اور جس پردے مین آپ چل رہی ہین اُسکا راز افشا ہو جائیگا۔ اس خیال سے مین ٹال گئی اور اُس زخمی کا لشتارہ بنا پشت پر لاد کر طلسم نیلم مین لے آئی اور نمبر تین والے حجرے مین اُسے بند کر کے آپکے پاس دوڑی۔ مین نے کہا ان باتون کی خبر آپ کے بھی گوشگزار کر دون۔ کرشن کمار طلسم نیلم مین بند ہی کر دیے گئے۔ اُس سے تو اطمینان ہو گیا۔ اب رہا اندر موہنی کا معاملہ اُسکی بھی خبر لے لیجائیگی۔ اُسے بھی پکڑ کے [illegible] لاؤنگی۔ مین نے اپنے پہچانے جانے کے خوف سے دونون گھاٹیون کے بیہوش سپاہیون کو بھی ہوشیار نہین کیا۔ ہان گھاٹی سے باہر نکل کر گھاٹی کا دروازہ ضرور بند کر دیا ہے میرا وا ہمہ کہہ رہا تھا یہ عیار کسی کو بیہوش کر کے گھاٹی مین آیا ہے۔ میرا قیاس ٹھیک نکلا مین لالٹین کی روشنی مین اُن جھاڑیون کے قریب پہونچی جہان ہماری دو فراشنین چمیلی اور گینا بیہوش پڑی ہوئی تھین۔ اُنکو بھی اُسی خیال سے ہوش مین لانا مناسب نہ سمجھا کہ کہین آپ کا پردہ کھل نہ جائے خیر مین وہان سے پانی مین بھیگتی چھپ چھپ کرتی آپ کے پاس آئی۔ اب آپ جو حکم دین کیا جائے۔؟

سیتا۔ اُرملا کی باتین کان لگائے سُن رہی تھی۔ جب وہ اپنا قصہ ختم کر چکی۔ سیتا نے پوچھا۔

وہ جب بیہوش زخمی حجرے مین بند کر دیا گیا اُس وقت اُسکی سانس کا کیا حال تھا۔

اُرملا۔ سانس کسی قدر تیزی سے چل رہی تھی۔ قلب اُچھل رہا تھا۔ معلوم ہوتا تھا دس ہی پانچ منٹ مین اُسکے حواس درست ہو جائینگے۔ اور وہ آنکھ کھول دیگا۔

سیتا فکر اور دہشت کا نمونہ بن رہی تھی۔ اُسنے آنچل سے کنجیون کا گچھا نکالا اور اُرملا کے سامنے پھینک دیا۔ اُرملا اُسکا اشارہ سمجھ گئی۔ گچھا اُٹھا لیا اور اُسی کوٹھری سے ایک الماری کا قفل کھولا اور صندوق کے اندر سے چھوٹی سی کتاب اُٹھا لائی۔ سیتا نے اُرملا کے ہاتھ سے کتاب لے لی۔ اور دیکھنا شروع کیا۔ دیکھتے دیکھتے

ایک مقام پر اُسکی نظر پڑ گئی۔ نظر پڑتے ہی بے اختیار مُنھ سے آہ نکلی۔ اور کتاب ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گر پڑی۔

اُرملا۔ کیون۔؟ خیریت تو ہی۔

سیتا۔ خیریت کہان ؟۔

اُرملا۔ (گھبرا کر) کیون کیون۔ کچھ حال تو بتاؤ۔

سیتا۔ آہ طلسم نیلم پر آفت آگئی۔ اب یہ ٹوٹ جائیگا۔ اور میری بھی خیریت نہین مجھپر بھی آفت آیا چاہتی ہی۔ اِس طلسمی کتاب مین صاف تحریر ہی کہ فلانی تاریخ فلان مہینہ اور فلان سنہ مین جو شخص طلسم نیلم کی نمبر ۲ کی کوٹھری مین بند کیا جائے گا وہی طلسم کشا ہی اُسی کے ہاتھ سے اُس طلسم کی مالک قتل ہوگی۔ [illegible] جانتی ہو کہ طلسمی کتاب کی کوئی بات آج تک جھوٹ نہین ہوئی۔ اِس سے میرا دل دھڑک رہا ہی۔

اُرملا کے چہرے کا رنگ بھی متغیر ہو گیا تھا پھر اُسنے اپنے تئین سنبھالا۔ اور تسلی دلاسا دیتی ہوئی بولی۔

مگر مین سمجھتی ہون کسی بیوقوف نے لیا لکھ مارا ہی۔ آپ مین اسقدر طاقت ہی اگر چاہین تو بات کہتے کہتے ہزارون پلٹنین خاک کر دین ایک آدمی اور پھر مجروح قیدی کی بساط ہی کیا ہی۔ جو آپ کا مقابلہ کر سکے آپ بڑے بڑے قلعون کو دم کی دم مین فی النار کر سکتی ہین۔ بڑے بڑے ضیغم افگنون بڑے بڑے تیغزنون بڑے بڑے قد آور پہلوانون کو انگلی کے اشارے سے زمین پر گرا سکتی ہین۔ جب اسقدر آپکے بازوون مین قدرت ہی تو ایک ادنی سا آدمی آپ کا کیا بگاڑ سکتا ہی۔ جب چاہے مسل کر رکھ دیجئے۔

سیتا۔ طلسم نیلم کی رانی ہونے کی وجہ سے ہمین بہت کچھ اختیار حاصل ہین۔ ہم اپنے طلسمی تحفے دیکھ کر کہہ سکتے ہین کہ وہ آدمی ہمارا کچھ کر نہین سکتا۔ وہ ہمارے ہاتھ سے ضرور مارا جائیگا۔ لیکن اِس تحریر نے تو ہمارے اوسان خطا کر دیئے ہاتھ پانون پھولے جاتے ہین۔

اُرملا۔ عقلمند کہہ گئے ہین کہ انسان ہمیشہ اپنے ہوش و حواس درست رکھے تو وہ آئی ہوئی آفتون پر بھی کامیاب ہو سکتا ہی۔ استقلال اور ثابت قدمی

کی باگ ہاتھ سے نہ چھوٹے۔ آپ اتنے بڑے طلسم کی مالک اور پھر عاقل و فرزانہ ہو کر کیون دل چھوٹا کیے دیتی ہین۔ آپ سمجھتی ہین کہ گھبرانے سے انسان کی عقل جاتی رہتی ہی وہ اندھا ہو جاتا ہی۔ آفت سے بچنے کی کوئی ترکیب سوجھائی نہین دیتی۔ اسلیئے رانی جی گھبرائیے نہین۔ انسان ہی سے بھول ہوتی ہی۔ اِس طلسمی کتاب کا بنانے والا کوئی فرشتہ تو تھا نہین۔ انسان ہی تھا۔ انسان ہی سے چوک ہوتی ہی طلسمی کتاب کا مصنف بھی غلطی کھا گیا۔ اسلیئے آپ بے فکر رہین اور اِس آئی ہوئی آفت کے ٹالنے کی فکر کرین ابھی وہ آپ کے قبضے مین ہی۔

سیتا۔ اے اُرملا۔ تیری باتین ضرور قلب کو ڈھارس دیتی ہین ضرور ماننے کے قابل ہین لیکن میرے دل [illegible] بیٹھا ہوا ہی اسی سے گھبرا گئی۔ طلسمی کتاب بنانے والے نے جس آدمی کو طلسم کشا سمجھ رکھا ہی اُسکے کلیجے کے چھید دینے کی طاقت مجھ مین ہی۔ مین بہت جلد ثابت کر دونگی کہ طلسمی کتاب لکھنے والے نے یہ فاش غلطی کھائی ہی۔ طلسم نیلم کا توڑنے والا دنیا مین پیدا ہی نہین ہوا۔ اُرملا سنتی ہو۔ جھوٹ تو نہین کہتی۔

اُرملا۔ جو فرمایا درست فرمایا۔

سیتا۔ اچھا مین طلسم نیلم کی طرف جاتی ہون۔ اور ہو سکتا ہی تو ابھی اُس مجروح قیدی کو ختم کیے دیتی ہون۔ جھگڑا ہی مٹ جائے۔ تو اچھا ہی۔ اُسکا زندہ رہنا ٹھیک نہین۔ آفت برپا کرے گا۔ آج مجھے ایک اور ضروری کام کرنا ہی اِس کام کے سامنے وہ ایسا ضروری نہین سمجھا جا سکتا وہ اور کسی دن پورا ہو جائیگا۔ تم ایک کام کرو۔ ایک خط میرا لیئے جاؤ اور بجراج کو دے کر میری طرف سے اُسکی تسلی کر دو۔

اُرملا۔ بہت اچھا۔

سیتا نے کاغذ قلم دوات منگا کر فوراً خط لکھ ڈالا۔ پھر لفافے مین بند کیا۔ اور اُرملا کے ہاتھ مین دے کر بولی "اب تم جاؤ۔ مین طلسم نیلم مین جاتی ہون۔ جب تک اُس قیدی کو ختم نہین کرتی۔ میرے دل کی دھڑکن نہین مٹتی۔"

سیتا خط دے کر کوٹھری سے باہر نکلی۔ اُدھر اُرملا نے خط بٹوے مین رکھ لیا اور سیاہ لبادہ جو اُسنے بستر پر رکھ دیا تھا پہنا۔

موقع پا کر وہ اجنبی جوان دونون کی آنکھ بچا کر کوٹھری مین گھس رہا تھا دبے پانون

وہان سے کھسکا اور زینے سے اُترکر برآمدے مین ہو رہا۔

جس اطمینان سے وہ چھپا ہوا آدمی باتین سُن رہا تھا اُس سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ اُرملا اور رستیا کی باتون سے اُسے بھی کوئی خاص تعلق ہی۔ اجنبی برآمدے سے باہر ہو کر وہ ایک درخت کے پیچھے کھڑا ہو رہا۔ اُسنے کوئی مضبوط نیت باندھ رکھی تھی۔ درخت کے نیچے کھڑے کھڑے وہ برآمدے کی طرف نگاہ پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا۔ اتنے مین برآمدے سے دھڑاکے کی آواز آئی معلوم ہوا کہ دیوار کا دروازہ بند کیا گیا ہی۔ ساتھ ہی وہ سیاہ شکل لبادے سے بدن چھپائے برآمدے سے نکلی اور درخت کے قریب ہوتی ہوئی راہ راہ جانے لگی۔

سیاہ شکل آہستہ آہستہ قدم زن تھی پیچھے سے یکایک [illegible] مین کمند کے حلقے پڑ گئے۔ اُسنے پلٹ کر دیکھا۔ ادھر سے بیہوشی کا قمقمہ ناک پر پڑا۔ متواتر تین چھینکین آئین پانون لڑکھڑائے بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑی۔ اور وہ اجنبی اپنے مطلب مین کامیاب ہو گیا

باب تیسرا

لازم ہی فکر دوست مناسب ہی ذکر دوست
جتبک بدن مین جان دہن مین زبان رہے

جس وقت امر سنگھ پانی سے لبریز خندق مین گرا تھا اسے معلوم ہوا گویا بہت سی رسیان پانون مین لپٹ گئی ہین اور اُسے پانی مین کھینچے لیے جاتی ہین۔ امر سنگھ کو پیرنے مین پوری مہارت تھی۔ اُسنے بہت کچھ اپنے تئین سنبھالا۔ چاہتا تھا کسی طرح رسیون سے پانون چھوٹ جائین لیکن اُسکا منصوبہ پورا نہوا۔ رسیان بدستور پانون کھینچے ہوئے نشیب مین لئے جاتی تھین۔ آخر ہاتھ پانون مارتے مارتے سکت جاتی رہی اور وہ بے دم ہو کر تحت الثریٰ پہونچ گیا جب آنکھ کھلی ایک اندھیری کوٹھری مین پتھر کی سل پر پڑے ہوئے دیکھا۔

امر سنگھ کے باپ مان بچپن مین ساتھ چھوڑ چکے تھے۔ اسکی پرورش مہارانا رندھیر سنگھ نے کی تھی۔ یُگراج کرشن کمار اور امر سنگھ تینون ایک ساتھ کھیلتے ایک ساتھ کھانا کھاتے اور ایک ہی اُستاد سے پڑھتے لکھتے تھے۔ یُگراج لغس کا کھو نہا تھا۔

وہ راج کمار کرشن کنور سے اندر ہی اندر جلتا رہا اور امر سنگھ راج کمار کا ہمیشہ دم بھرتا رہا۔ یہ سپاہگری کے فن مین کنور کرشن کمار کی ٹکر لیتا تھا۔ اسنے عیاری بھی سیکھی اس وقت اسکا سن اکیس ۲۱ برس کا ہی بدن اکہرا اور قد لانبا تھا۔ رنگ گورا پیشانی اونچی مزاج کسیقدر ترش تھا۔ اسکی سمجھ بہت اعلیٰ۔ چالاکی اور پھرتی اُسکی رگ رگ سے ہویدا تھی اُسکا دل بہت مضبوط کسی خوف سے ڈرنے والا نہ تھا۔ وہ کبھی آئی ہوئی آفت سے گھبراتا نہ تھا اُسمین خاص جوہر تھا۔ ہر بلا کو ہیچ سمجھتا۔ اسی وجہ سے وہ مشکل سے مشکل کام مین ہمیشہ کامیاب رہا۔

جب امر سنگھ تاریکی کے گہرے تلاطم مین پڑا ہوا ڈبکیان لے رہا تھا۔ اُسنے اپنی حالت پر غور کیا اُسے معلوم ہو گیا کہ کسی سخت آفت مین پھنس گیا ہون الیشور چاہیگا اس آفت سے نکل [illegible] امر سنگھ سوچتے سوچتے اُٹھ کر بیٹھ گیا۔ عیاری کے بٹوے سے بتی نکال کر روشن کی۔ اُسکی روشنی مین کوٹھری بھر دیکھ ڈالی وہ سمجھتا تھا کوئی نہ کوئی چور دروازہ اس مین ضرور ہوگا۔ اُسکی راہ سے مین نکل بھاگونگا۔

یہ سنگین کوٹھری کوئی پانچ گز لمبی اور اسی قدر اونچی تھی۔ امر سنگھ کو اس بات کا تعجب تھا کہ اس کوٹھری مین نہ تو کوئی طاق ہی۔ نہ کوئی جھروکہ اور نہ کوئی کھڑکی ہی۔ کس راہ سے مین آیا اور کیونکر یہان سے باہر ہو سکونگا۔ کوٹھری بالکل خالی پڑی تھی۔ خس و خاشاک کا نام نہ تھا گویا ابھی جھاڑ دی گئی ہی۔ امر سنگھ تنہائی کے عالم مین بیٹھا ہوا کبھی تو اپنے آقا کرشن کمار کی یاد کرتا ہی اور کبھی اپنی بےبسی پر ٹھنڈی سانسین لیتا ہی کبھی کہتا ہی واہ تقدیر نے کہان لا ڈالا بھوک سے تڑپ تڑپ کر ایک دن مرجانا ہوگا۔ پھر خیال آیا اس کوٹھری مین کوئی نکاس کی صورت دکھائی نہین دیتی نہ کوئی دروازہ ہی نہ کھڑکی تو کیا یہین گھُٹ گھُٹ کے مرجانا ہوگا۔ کبھی نہین ضرور اس مین کہین پر چور دروازہ ہی جسکی راہ سے مین یہان لایا گیا ہون۔ دروازہ نہوتا تو یہان ہرگز نہ آسکتا۔

یہ سوچ کر اُسنے بتی اُٹھائی اور کوٹھری کی ہر ایک جگہ پر غور او جانچ کرتا رہا۔ قریب قریب اُسنے کل جگہون پر ٹھوکرین لگائین کہین کہین ایسی آواز معلوم ہوئی جس سے اُسکو کچھ تو ڈھارس ہوتی اور وہ سمجھتا کہ اس راہ سے باہر ہو سکتا ہون۔ چونکہ امر سنگھ ہٹ کا پکا ہی حوصلے مین کسی طرح کمی نہین ہوئی پھر اُٹھا اور جا بجا ٹٹولتا رہا۔ جگہ جگہ پانون دھمدھمائے مگر وہی حالت وہی ناکامی۔ کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ ایسا

صرف چھت اور اونچی دیوارون کا کچھ حصہ سوکھنے سے باقی ہے۔ لیکن وہان پہونچ کیونکر ہوسکتی ہے۔ دویم اتنی بلندی پر دروازہ کیون ہونے لگا۔ یہ تو عقل قبول نہین کرتی۔ امر سنگھ انھین الجھیڑون مین پھنسا ہوا خیالی گھوڑے دوڑا رہا تھا۔ چونکہ تھک گیا تھا کچھ دیر آرام لیا۔ پھر اُٹھا۔ چھت اور دیوارون کے دیکھنے کی راے قایم کی۔ بتی وہین رکھ دی اور خود پالتھی مارکر دیوار کے سہارے سے بیٹھ گیا اور نگاہ چھت اور دیوارون کی خبر لا رہی تھی۔ وہ کسی چور دروازے کی فکر مین ہمہ تن مصروف تھا۔

امر سنگھ نے بٹوے سے لوہے کی چھوٹی سی سلاخ نکالی اور اُسے دیوار اور چھت پر پھینک پھینک کر اندازہ لینے لگا کہ شاید کسی جگہ دروازے سے یہ سلاخ ٹھوکر کھاجاے اور راستہ نکل آئے۔ یہ کارروائی بھی پوری نہ اتری جس طرح [illegible] کے فرش کی حالت تھی وہی حالت وہان بھی دیکھنے مین آئی۔

امر سنگھ با دل مغموم پھر دیوار کا سہارا لے کر بیٹھ گیا۔ لیکن اب بھی وہ ناامید نہوا۔ اب بھی وہ گھبرایا نہ تھا۔ پھر اُسے ایک ترکیب سوجھی اور یہ کوشش اُسکی آخری تھی۔ اُسنے سوچا کہ خنجر سے دیوار مین نقب لگائی جاے اور اس نقب کی راہ سے وہ فرار ہوجاے۔ یہ سوچکر اُسنے عیاری کے بٹوے سے رُکھانی۔ ہتوڑی اور سابر نکالے اور وہ ان تینون اوزارون سے دیوار مین نقب لگانے لگا۔ امر سنگھ نے دیکھا کہ دیوار کا مسالہ پتھر سے بھی زیادہ سخت ہے۔ کھودنے مین بڑی دقت ہوتی ہے۔ جب سابر پر ہتوڑے کی ضرب پڑتی تھی۔ دیوار کا ذرا سا چونا گر پڑتا تھا۔ تاہم اُسکا حوصلہ اور جیوٹ بڑھتی ہی جاتی تھی۔ وہ سمجھتا تھا کہ محنت کا نتیجہ اچھا ہی نکلتا ہے۔ وہ کام پر بدستور اڑا رہا۔

جب زیادہ تھک جاتا دس پانچ منٹ آرام کرتا اور کچھ تھوڑا میوہ کھاکر پھر کام مین جُٹ جاتا رفتہ رفتہ سوا گز کے قریب دیوار کاٹ ڈالی۔ گو ہتوڑے کی ہر ایک ضرب پر اُسکا دل دہشت سے دھڑک اُٹھتا تھا ایسا نہو میری اس کارروائی کو کوئی در پردہ دیکھتا ہو اور مین پھر کسی بلا مین ڈال دیا جاؤن۔ لیکن ارادی حرکت مین کسی طرح کمی نہوئی۔ وہ سمجھتا تھا اب ہمارا خنجر دیوار کے پار ہوا چاہتا ہے۔

آخر کھودتے کھودتے خنجر کی نوک کسی پتھر پر جا پڑی۔ امر سنگھ خوش ہوگیا اُسکا دل بولنے لگا لامحالہ مین اپنے کام مین کامیاب ہوا چاہتا ہون۔ اور خنجر کی نوک دیوار پار کر گئی ہے وہ

پتھری

ہتوڑی اور رُکھانی سے سنبھال سنبھال پتھر کی اینٹ گرانے لگا۔ کیونکہ اُسے خوف تھا کہین اُدھر کا آدمی میری اس حرکت کو دیکھ نہ لے۔ اور میری اس کارروائی سے واقف نہو جاے۔

پتھر کے کچھ مسالے کے ہٹانے سے معلوم ہوا کہ وہ ایک بالشت بھر چوڑا اور اسقدر لمبا اور کوئی دو انچہ کے قریب موٹا پتھر کا ٹکڑا ہے۔

امر سنگھ نے اُس پتھر کو باآہستگی تمام ہاتھ سے نکال کر دیوار کے سہارے کھڑا کردیا اور خود کان لگا کر آہٹ لینے لگا۔ کوئی آدمی تو نہین ہے۔

امر سنگھ کے کان مین ایک آواز آئی وہ چونک پڑا ہائین کیا میری اُمیدون پر پانی پڑ گیا۔ اُسنے سُنا کہ کوئی شخص کمزور آواز مین یہ جملے کہہ رہا ہے۔
"دو آہٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ ضرور کوئی شخص ہماری تاک مین آیا ہے۔ چاہے وہ دوست ہو یا دشمن۔ مین اس ظلمتکدہ مین پڑا ہوا اپنے مقدر کو رو رہا ہون۔ اگر دوست ہے تو کیون آفت مین پڑتا ہے اور میری طرح کیون دن رات رونے کا سامان پیدا کرتا ہے۔"
یہ آواز پہچانی ہوئی تھی۔ امر سنگھ سمجھ گیا کہ ہو نہو ہمارے راج کمار کرشن کنور اس تنگ و تاریک مین قید مین یہ انھین کی دلگیر آواز ہے۔

امر سنگھ نے اُس آواز کا مطلق جواب نہ دیا اور وہ اب پیشتر سے زیادہ نقب کھودنے مین ہاتھ پاؤن مارنے لگا۔ وہ چاہتا تھا دو تین ہتوڑے مار کر دوسرا پتھر دیوار کے اُس طرف گرا دے کہ ٹھیک اُسی وقت پتھر کی سل سے ایک دھڑاکا پیدا ہوا۔ امر سنگھ نے جھروکے سے جھانک کر دیکھا اُسنے معلوم ہوا کہ دیوار کے اُس پار لکایک روشنی ہوگئی اور معاً کان مین کسی کے پاؤن کی آہٹ بھی سُنائی دی۔ امر سنگھ اس فکر مین غلطان پیچان تھا کہ اس دھڑاکے اور یکایک اس روشنی ہوجانے کا سبب کیا ہوا۔

اتنے مین کسی عورت کی آواز یہ کہتے ہوئے سُنائی دی۔ "کرشن کمار مجھے جانتے ہو مین قصر نیلم کی ملکہ اور طلسم نیلم کی مالک ہون تم نے میری شان مین بڑی بے ادبیان کی ہین۔ تم نے ہمارے دوست اِیرج کو بہت ستایا ہے۔ تمھاری راے سے تمھارے عیار نے ہماری دو فراشنون کو بیہوش کرکے جھاڑی مین ڈال دیا۔ اُسنے طلسم نیلم کے دو چوکیدارون کو بھی بیہوش کیا۔ تم نہین جانتے یہ مقام طلسم ہے۔ یہان بے ادبی کرنے کا

نتیجہ ملتا ہے۔ یہاں بڑے بڑون کی نہین چلتی۔ تمھاری حقیقت کیا ہے۔؟ تمھارا عیار بھی پکڑا گیا اور ایشور کی کرپا سے تم دونون میرے ہاتھ مین پھنسے ہو۔ تم سمجھتے ہوگے کہ شاید مین تمھارے پاس تمھارے جرم دکھانے اور تمھاری خوشامد سُننے آئی ہون۔

تم خیال کرتے ہوگے تمھاری خلاف روش چال دیکھ کر تمھین سمجھانے آئی ہون۔ اور لعنت ملامت کرکے واپس جاؤنگی۔ نہین یہ تمھاری بھول ہے۔ کرشن کمار! جس کام کے لیئے مین آئی ہون وہ ان تمھارے منصوبون سے بالکل جدا ہے۔ عقلمند کہہ گئے ہین کہ دشمن کو کبھی حقیر نہ سمجھے۔ سانپ کبھی کسی کا دوست نہین۔ وہ کبھی رحم کے قابل نہین جب غافل پائے گا ڈس لے گا۔

کرشن کمار تم ہمارے عدو ہو تمھاری زندگی کا چراغ بجھانے کے لئے مجھے یہان آنا پڑا ہے۔ اب تم طیار ہو جاؤ۔ (خنجر دکھاکر) یہ خنجر تمھارا سر دھڑ سے الگ کیا چاہتا ہے۔

کرشن کمار۔ حرام زادی بےمقتل!! تجھ مین بھی اتنی قدرت کہ ہم چھتری بیٹرون پر ہاتھ چھوڑے۔ حالانکہ مین تیری قید مین ہون لیکن تجھ ایسی بیس شفتا ئین آئینگی تو کیا کر لینگی۔ تو تو اس وقت تنہا آئی ہے۔ بھوکے شیر کے ستانے کا سودا تیرے دماغ مین کب سے گھس گیا۔ اُف تو بکتی کیا ہے چھتری پتر کبھی کسی کی خوشامد نہین کرتے۔ منت کرنا۔ رونا دھونا۔ بزدلانہ فعل ہین۔ مین اور تجھسے منت کرون۔ استغفر اللہ۔ مین نے جو کچھ کیا بہت اچھا کیا۔ تو ڈرتی نہین ایک بہادر مرد کے منھ لگتی ہے کیا کیون تو عورت ہو پڑی اگر مرد ہوتی تو ابھی تیرا کلہ چیر کر پھینک دیتا۔ تاہم کچھ نہ کچھ سزا تجھے ضرور دی جائیگی۔ ذرا ٹھہر جا۔

یہ کہکر کرشن کمار شیر کی طرح اُٹھ کھڑا ہوا تیورون سے غصہ ٹپک رہا تھا۔ چہرہ غصے سے لال ہو چکا تھا۔ وہ چاہتے تھے کہ اُس بیسوا کے جھونٹے پکڑ لین اور دو ایک لاتین جما دین۔ ادھر اُسنے تین تالیان بجائین ساتھ ہی دھماکا ہوا۔

امر سنگھ نے سُنا کہ کوئی شخص زمین پر گر پڑا ہے اور اُس بیسوا رانی کے منھ سے یہ خوفناک لفظ نکل رہے ہین۔

تو بڑا اُجڈ ہے۔ جب مین نے اپنی طاقت کا کچھ تھوڑا سا تذکرہ کر دیا تب بھی تو نے اس قدر زبان کیون لڑائی۔ تو نے دیکھ لیا کہ میری مین نالیون نے تیری کیا حالت کر دی۔ تیرے

ہاتھ پاؤن کی سکت جاتی رہی۔ تو مردے کی طرح ہاتھ پاؤن ہلا نہین سکتا۔ مین تیری زبان بھی بے قابو کر سکتی تھی۔ لیکن تیری اسوقت کی تندمزاجی دیکھ کر مین نے کہا کیون بیچارے کی زبان اینٹھے۔ مرتے وقت زبان کا حوصلہ نکل جانے دو۔ خیر جسے یاد کرنا ہو یاد کر لے۔ اب یہ خنجر تیرے حلق پر پھرا چاہتا ہے جس بات کی تمنا ہو کہہ اگر لایق پذیرائی ہوگی پوری کی جائیگی۔

کرشن کمار۔ تجھسے جو کچھ کرتے بن پڑے دریغ نہ کر۔ پرماتما کو اگر یہی منظور ہے تو کسکی مجال ہے کہ شدنی ٹال سکے۔

کرشن کمار کی لڑکھڑائی ہوئی زبان سے یہ فقرہ نکلا۔

پھر اُس ہندا کی [illegible] انقلاب رانی کی زبان سے یہ جملہ سُنائی دیا۔

اب تیری موت کی یہ آخری گھڑی ہے تو بھگوان کا اسمرن کر۔ کرشن کمار نے بخلوص دل مقدس بھگوت گیتا کا کوئی اشلوک پڑھا اور ادھر کسی کے پیرون کی آواز آگے بڑھتے ہوئے معلوم دی۔

امر سنگھ سمجھ گیا۔ کہ دیر کرنا موجب خرابی ہے۔ بدذات رانی آگے بڑھ کر ایسا نہو راجکمار کا سر تن سے الگ کر دے۔ اُسی وقت بیہوشی کا قمقمہ ہاتھ مین دبائے ہتھوڑا تان کر پوری طاقت سے ایک ایسی ضرب چوکھٹ پر لگائی کہ رانی چونک پڑی اُسنے دیکھا کہ خاک و دھول سے لت پت ایک لمبا شخص نقب کی دوسری طرف سے نکل آیا۔

ادھر امر سنگھ نے دیکھا کہ کرشن کمار زمین پر پڑے ہوئے ہین رانی اُنپر خنجر تانے کھڑی ہے۔ کرشن کمار اور رانی دونون اپنی حالتین بھول گئے اور اس عجیب تماشہ پر غور کرنے لگے۔ امر سنگھ کو اپنی طرف بڑھتے دیکھکر رانی اُچھل کر پیچھے ہٹی اور تالی بجانے کے لیے ابھی اُسنے دونون ہاتھ الگ کیئے تھے کہ اُسی وقت امر سنگھ کا پھینکا ہوا قمقمہ اُسکی ناک پر پڑا اور وہ شفقل لمبی لمبی زمین پر لیٹ گئی اُسے ہوش نہ رہا۔

امر سنگھ خنجر سوت کر آگے بڑھا اور چاہا کہ اُس ملعونہ کا سر اُتار لے۔ یکایک کوٹھری کی چھت زمین۔ دیوار جنبش مین آئین۔ روشنی خاموش ہوگئی۔ تاریکی سے ہاتھ سوجھنا محال ہوا۔ موت کی بھیانک تصویر سامنے پھرنے لگی۔

امر سنگھ مضطر و پریشان ہوگیا۔ روح سلب ہونے لگی۔ خوف سے ہاتھ پاؤن کانپ

اُٹھے۔ پھر بھی اپنے تئین سنبھالا۔ ہوش قایم رکھے اور عجلت کے ساتھ بٹوے سے لالٹین نکالی کھٹکا دبایا۔ روشنی ہوئی۔ اب اور بھی حیرت چھا گئی۔

دیکھا اُس سفاک رانی کا پتہ نہین۔ کرشن کمار البتہ بے حس و حرکت پڑے ہوئے یہان کا کرشمہ دیکھ رہے ہین۔

باب چوتھا

خنجر کو رکھ کے زخم مین اُس ترک نے کہا
ایسے دہن مین چاہیئے ایسی زبان رہے

سیاہ پوش عورت بیہوش ہوگئی۔ اجنبی نے گرزن پر [illegible] بٹوہ نکالا اور وہ چٹھی جو رانی ستیلا نے گجراج کے نام لکھی تھی نکال لی۔ پھر موم بتی جلائی اور اُسکی روشنی مین پڑھنا شروع کیا۔

گجراج۔ امین تم سے بہت خوش ہوئی تمھارا دشمن کرشن کمار طلسم مین قید ہو گیا ہی۔ مین اُسکا سر اُتارنے جاتی ہون۔ اُسکے بعد مین تمھارے پاس آؤنگی۔ اور تمھین لے کر شیو پور پر حملہ کرونگی۔ رانی اندر موہنی کے بھی تاک مین ہون۔ دو چار روز مین وہ بھی قید ہو کر آیا چاہتی ہی۔ تم ایک کام کرو وہ قیدی جو کوٹھری مین بند ہی۔ فوراً اُسکا سر اُتار لو۔ تاخیر نہ کرنا۔ اور اُسکی لاش کسی گڑھے مین دفن کر دینا دو ایک قیدی اور جو بند ہین وہ تمھارے سپرد کیے جاتے ہین تم اُنکی حفاظت کرنا۔ مین کب کی تم سے مل چکی ہوتی۔ لیکن کئی وجوہ ایسے لاحق ہو گئے ہین جنکے سبب سے اس وقت تک نہین پہونچ سکی۔ فقط۔

رانی ستیلا۔

اس خط کے پڑھنے سے اُسے ایک قسم کا انتشار پیدا ہو گیا۔ دل مین کہتا ہی یہ تو عجیب تماشا ہی۔ حرام زادی رانی بڑی خبیث نکلی۔ کیسی اتھیا کر رہی ہی کتنی ہی جانین وہ پہلے ہی تلف کر چکی ہوگی۔ آج بھی خدا جانے کس مظلوم کی جان کی پیاسی ہو رہی ہی۔ پرمیشور راجہ کرشن کمار کا محافظ رہے۔ بُری بلا مین پھنس گئے ہین اس سفاک رانی کا پیچھا کسی طرح نہین کر سکتا۔ کاش اُسکا تعاقب بھی کیا جائے تو کس طرح اُس تک پہونچون۔ ہان ایک ذریعہ ہی۔ اُرملا کی شکل مین اُس ڈاین سے مل سکتا ہون۔ مگر یہ اُرملا بھی کسی خفیہ جال

مین پھانس لی گئی ہی۔ اسکی شکل بنکر قصر طلسم مین جانا اپنے کو آفت مین گرفتار کر دینا ہی۔ لیکن وہان پہونچنے سے دو تین باتین معلوم ہو سکتی ہین۔ ایک تو اس اُرملا پر جو جال ڈالا گیا ہی اُس سے واقفیت ہو سکتی ہی۔ دوئم وہ جگہ معلوم ہو سکتی ہی جہان اُرملا خط لیجانے والی ہی۔ تیسرے گجراج پر بھی حاوی ہو سکتا ہون۔ اور ان قیدیون کے چھٹکارے کی تجویز کر سکتا ہون۔ جو بیچارے بلا قصور ہلاک کیے جائینگے۔ اسکے علاوہ اُرملا کے بھیدون سے بھی واقف ہو سکتا ہون۔ وہ میری عیاری کے پھندے سے بھاگ نہین سکتی۔

یہ سوچ کر وہ اجنبی پھر اُرملا پر جھکا۔ اُرملا کے ہاتھ کی انگوٹھی۔ جوشن بازو بند وغیرہ جتنے زیور تھے اُتار لیے۔ وہ خط اُسکے آنچل مین باندھ دیا۔ اور لخلخہ سونگھا کر وہ اجنبی اُس سے ہٹکر درخت کی آڑ مین کھڑا ہو رہا۔ لخلخہ کی بھینی بھینی خوشبو جب اُرملا کے دماغ مین پہونچی۔ آنکھین کھول دین اور ہاتھ جھاڑ کر اُٹھ بیٹھی۔ اور نظر پھاڑ پھاڑ کر چارون طرف دیکھنے لگی۔ اجنبی دور سے کھڑا دیکھ رہا تھا۔ اُرملا اپنے زیور پر خیال کرتی ہی تو ایک بھی نہین جی سنک گیا۔ ہو نہو کسی چور کی کارستانی ہی۔ اُسنے بٹوے کو دیکھا خط ندارد۔ بڑا غضب ہو گیا۔ کمبخت خط بھی لے بھاگا۔ اب مین کیا جواب دونگی رانی کے سامنے کیونکر منھ ہوگا۔ میری لاؤبالی دیکھ کر آفت کر دیگی۔ ایکبار اُسنے آنچل پر ہاتھ ڈالا خط آنچل مین بندھا ہوا تھا۔ اب اُسکے حواس بجا ہوئے۔ بیٹھے بیٹھے بڑبڑانے لگی۔ ضرور کوئی چور ہی۔ اُسی بدمعاش نے زیور اُڑا لیے خط اُسکے کام کا نہ تھا اُسے نہین لے گیا۔ خیر زیور لے گیا لے جانے دو جان تو بچ گئی۔ جان کا صدقہ مال ہی۔ یہ باتین کرتی ہوئی اُرملا اُٹھ کھڑی ہوئی۔ اور اپنا سیاہ لبادہ اوڑھ کر پورب سمت رُخ کیے چلدی۔

آگے آگے اُرملا اور پیچھے پیچھے اجنبی بھی قدم زن تھا۔ اسکے اور اُسکے درمیان مین کوئی تیس قدم کا فاصلہ ہوگا۔ اجنبی کا قدم بہت ہی آہستہ پڑتا تھا۔ اُسے خوف تھا ایسا نہو اُرملا پلٹ کر دیکھ لے۔ اور سارا منصوبہ گاؤ خورد ہو جائے اسلیے اُسکے پاؤن کی چاپ بالکل نہ سُنائی دیتی تھی۔

دو گھنٹے تک اُرملا اور اجنبی گرم خیز رہے۔ متعدد جھاڑیان جنگل۔ غار نشیب و فراز پتھریلے میدان طے کرنا پڑے۔ اب وہ ایسے سپاٹ میدان مین قدم زن ہے ہین جہان درختون کا کوسون پتہ نہین۔ آسمان پر برقی لیمپ روشن ہو چکا تھا۔ [illegible]

شعاعین اس اندھیرے کو دور کر رہی تھین جو گھنٹہ بھر پہلے تمام میدان مین چھایا ہوا تھا اور جسکی وجہ سے اُنھین سنبھل سنبھل کر قدم رکھنا پڑتا تھا - اُرملا مشرق جانب کو ناک کی سیدھ ہی چلی جاتی تھی - اتنے مین ایک ٹیلہ ملا اُرملا ٹیلے پر چڑھ گئی - ٹیلے کی چوٹی پر پہونچ کر ماہتاب کی ہلکی ہلکی روشنی مین وہ تصویر کی طرح کھڑی ہو رہی - ادھر اُدھر دیکھا پھر ٹیلے کے دوسری طرف جھکی - اور کچھ ہی دیر مین اجنبی کی نگاہ سے غائب ہو گئی -

اجنبی بھی ٹیلے پر چڑھ گیا اور چوٹی پر پہونچ کر اُسنے اُرملا کی تلاش کی ہیک نگاہ سے خبر لیتا ہی لیکن اُرملا کا پتہ نہین ملتا -

اجنبی گھبرایا - آنکھ پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہا تھا - اتنے مین سیٹی کی آواز کان مین آئی - اسنے گردن جھکا کر دیکھا معلوم ہوا یہ سیٹی ٹیلے کی کمر سے لگی ہوئی ایک جھاڑی کے اندر سے بج رہی ہی -

جھاڑی اجنبی کے پاؤن کے نیچے تھی - وہ لیٹ گیا اور قلابازی کھاتا لنڈھکتا جھاڑی کی طرف چلا - ابھی جھاڑی کے قریب بھی نہ پہونچا تھا کہ پھر سیٹی کی آواز آئی - اسکے جواب مین کسی نے دوسری سیٹی بجائی - اجنبی ٹھہر گیا - دفعۃً تمام جھاڑی روشن ہو گئین - اور کچھ دیر بعد وہ روشنی خاموش ہو گئی - اور پھر تاریکی کا سکہ بیٹھ گیا - اور وہی معمولی سناٹا اجنبی لنڈھکتا ہوا جھاڑی کے کنارے پہونچا اور کچھ دیر پڑے رہنے کے بعد اٹھا اور گھوم گھوم کر راستہ تلاش کرنے لگا - آدمی جانے کے لایق ایک چھوٹا سا راستہ دکھائی دیا -

اجنبی لیٹ کر جھاڑی مین گھُس گیا - اور آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگا - گز دو گز آگے بڑھا ہوگا - اُسنے دیکھا کہ آدمی کی کاریگری سے وہ جھاڑی کھوکھلی کر دی گئی ہی اجنبی کچھ اور آگے بڑھ گیا اتنے مین کسی کی بات چیت کرنے کی آواز کان مین آئی - وہ دم سادھے آہٹ لینے لگا - لیکن کوئی بات سمجھ مین نہ آئی -

کوئی گز بھر کے قریب اور آگے بڑھ گیا - دیکھا ایک پتھر کی سل پڑی ہوئی ہی اُسی سل کے نیچے سے آواز آ رہی ہی -

اُسنے پتھر کے نیچے روشنی بھی دیکھی - اجنبی نے سل کو ہاتھ سے ٹٹولا چوڑی دراز سی دکھائی دی جسمین آنکھ لگا کر وہ سل کے نیچے کا حال دیکھ سکتا تھا -

اس سل کے تلے ایک گہرا غار تھا اسکی وسعت اور کشادگی اسقدر لمبی چوڑی تھی کہ اجنبی کی نگاہ اُسکا اندازہ نہین کر سکتی تھی - غار مین دو صورتین بیٹھی ہوئی تھین جنمین ایک اُرملا تھی - اور دوسرا ہٹا کٹا فقیری بانے مین کوئی مرد تھا - چہرے پر راکھ ملی ہوئی - بڑی بڑی جٹائین سر پر بندھی ہوئین سامنے بھنگ گھوٹنے کا سونٹا اور کونڈی رکھی ہوئی - فقیر پالتھی مارے بیٹھا تھا - اُرملا سامنے کھڑی ہوئی باتین کر رہی تھی - فقیر کے ہاتھ مین رانی سیتا کی چھٹی تھی اور وہ اُرملا سے پوچھ رہا تھا -

فقیر - کیا آج ہی اُسکا کام تمام کر دیا جائے - تو خود رانی کیون نہین آئی - میرے ہاتھون سے یہ کام کیون لیا جاتا ہی - طلسم نیلم مین اُنھین ایسا کیا کام ہی - جو یہان تک آنے مین پس و پیش کرتی رہی -

اُرملا - طلسم مین دو نئے آدمی پھنس گئے ہین - رانی کو طلسمی کتاب سے معلوم ہوا کہ انمین سے ایک طلسم کشا ہی - اُسے قتل کرنے خود رانی کو جانا پڑا -

فقیر (گھبرا کر) کیا طلسمی کتاب مین لکھا ہی - کہ طلسم نیلم ٹوٹ جائے گا اور وہ آدمی طلسمی فتاح کیونکر سمجھ لیا گیا -

اُرملا - لکھا تو ایسا ہی ہی - لیکن ممکن ہی - کہ لکھنے والے کا دماغ خراب ہو گیا ہو اور اُسنے غلطی سے ایسا لکھ دیا - کیونکہ مہارانی کے پاس ایسے ایسے تحفے ہین جن سے انسان کیا فرشتے بھی آئین تو طلسم نہین ٹوٹ سکتا - مہارانی جائینگی اور قتل کر دینگی -

فقیر - ان باتون پر میرا قیاس جمتا نہین طلسمی کتاب کوئی جھوٹی کتاب نہین ہی - سنتا ہون آج تک اُسکی کوئی بات لغو نہین نکلی - مین کہہ سکتا ہون جو لکھ دیا ہی اَمِٹ ہی - آہ مین کہان پھنس گیا - کیون یہان آ رہا -؟

کرشن کمار اگر طلسم کشا ہی تو اُسکا رونگٹا میلا نہین ہو سکتا وہ سلامتی سے نکل جائیگا اور گجراج کے سر بیت جائیگی - اب جان بڑی مشکل ہی -

اُرملا - (بات کا پہلو بدل کر) خیر جو کچھ ہوگا دیکھ لیا جائیگا آپ یہ تو کہیئے وہ کام پورا ہوا یا نہین - جو کچھ رانی نے لکھا ہی اُسکا جواب کیا دیتے ہو -؟

گجراج کا نام سنتے ہی اجنبی کے کان کھڑے ہوئے - اُسنے خیال کیا شیو دور کی قید سے نکلنا کارے دارد - یہ کس طرح نکل بھاگا اور یہان فقیری بانے مین اُسکے سپرد کون خدمت

کی گئی ہے۔

فقیر۔ مہارانا رندھیر سنگھ کی لڑکی دیپ مالا بڑی ہو کسی سے رہتی ہے وہ خود بھی چالاک ہے۔ اور اسکا عیار غضب کا چالباز ہے میں چاہتا تھا اسے کسی طرح پھانس لاؤں مگر گھات نہ ملنے سے خالی ہاتھ واپس آنا پڑا۔ یہاں ایک بات سے جی گھبراتا ہے۔ جب سے رندھیر سنگھ کے صاحبزادے اور میرے رقیب کنور کرشن کمار غائب ہوئے ہیں۔ شیو لور میں ہلڑ مچا ہوا ہے انکی تلاش میں بڑے بڑے جاسوس نکلے ہیں۔ وہاں کے عیار بھی غضب کے ہیں ایسا نہ ہو طلسم نیلم میں گھس پڑیں۔ یہاں آئینگے تو قیامت برپا کر دینگے۔ جس وقت سراغ لگ جائیگا شیو پور سری نگر چندن نگر کی ریاستیں اُبل پڑینگی اور رحم غضب لیکر تمہاری ریاست گھیر لینگی اُس وقت تمہاری رانی کیا کر سکینگی — جان بچانا مشکل ہو جائیگا۔

اُرملا۔ تم بالکل بزدلے ہو جبھی ہاتھ سے شیو لور کی ریاست چھن گئی — بھولے بادشاہ ہماری رانی معمولی عورت نہیں ہے اسکے پاس انکی ایسی چیزیں ہیں ایسے ایسے ہتھیار ہیں جنکے سامنے کڑوروں آدمی گھڑی بھر میں فنا ہو سکتے ہیں۔ ابھی آپنے کچھ دیکھا نہیں۔ اسکی فکر عبث ہے۔ آپکے سپرد جو کام کیا گیا ہے پورا کیجئے۔ اور یہ بتائیے دیپ مالا کے واسطے کب تک شیو پور جائیگا —

فقیر۔ [illegible] ایک دن دیپ مالا اسی کوٹھری میں بند ہو جائیگی — لیکن کنور چندر بھان سن گئے تو آگ ہو جائینگے کیونکہ دیپ مالا انکی منگیتر ہے —

اجنبی ذرا اپنے محل سے آہستہ آہستہ کہ واہ پیچھے — خوب مردمی دکھاؤ گے — دیکھتا ہوں کس طرح ہماری راج کماری پر قابو پا سکتے ہو۔ ایسا نہ ہو خود ہی بلا میں پھنس جاؤ — چاہ کن را چاہ در پیش — سب کا معاملہ ہو جائیگا —

اُرملا۔ (کھڑے ہو کر) اچھا میں تو جاتی ہوں — اور بھی کام کرنا ہیں —

فقیر۔ جب مہارانی سے ملنا میری طرف سے عرض کر دینا — حکم کی پوری تعمیل کرونگا [illegible] اسکا کام تمام کئے دیتا ہوں —

اُرملا کو اُٹھتے دیکھ کر اجنبی اپنی جگہ سے اُٹھا۔ اور جھاڑی سے ہوتا ہوا مٹی کے انبار میں چھپ رہا —

اتنے میں اُرملا جھاڑی سے نکلی اور اُسی مٹی کے ڈھیر سے ہوتی ہوئی ٹیلے پر چڑھنے لگی

نقلی

اجنبی نے موقع دیکھ کر جھٹ پٹ کمند لگا لی اور اُرملا پر پھینک ماری کمند میں پھنستے ہی اُرملا پلٹ پڑی۔ چاہتی تھی کہ سیٹی دے کر اپنے دست فقیر کو بلائے۔ مگر اجنبی کب موقع دیکھتا تھا۔ فوراً قمقمہ ناک پر پڑا اور اُرملا چھینک لیتے لیتے بیہوش ہو گئی —

اجنبی اپنی جگہ سے اُچھل کر نکلا۔ اور بیہوش اُرملا کا گشتارہ باندھ کر پھرتی سے ٹیلے پر چڑھ گیا کچھ دور چلکر برگد کے پاس پہونچا۔ ہوم تی جلائی۔ اُرملا کے کپڑے خود پہنے اور اُسکی شکل بن کر طیار ہو گیا۔ اور اُرملا کے ہاتھ پاؤں باندھ کر درخت کی شاخ سے لٹکا دیا۔

اس کام سے فرصت پا کر پھر اسی جھاڑی والے غار کی طرف چلا۔ نقلی اُرملا نے اُرملا کے کپڑوں سے ایک سیٹی بھی پائی تھی۔ اُسنے زور سے سیٹی دی۔ جسکا جواب اُسے سیٹی کے ذریعہ سے فوراً مل گیا۔ [illegible] غار کا پتھر الٹ گیا۔

نقلی اُرملا نے دیکھا کہ غار میں اترنے کے لیے تین ڈنڈے کی سیڑھی لگی ہوئی ہے۔ نقلی اُرملا بے دغل و غش نیچے اتر گئی۔

اُدھر اُس فقیر نے جو غار کی بغل میں کھڑا تھا۔ نقلی اُرملا کے پاس پہونچتے ہی اُس پتھر کو بدستور کھسکا کر اپنی جگہ پر کر دیا۔

نقلی اُرملا نے اندر جا کر دیکھا کہ وہ ایک بھدے اور کیچڑ سے لت پت غار میں کھڑی ہوئی ہے۔ غار کے داہنی بغل میں دھونی جل رہی تھی۔ اور دوسری بغل میں ایک میلی چٹائی بچھی ہوئی تھی۔ چٹائی کے اوپر چبوترے سے طاق میں ایک چراغ ٹمٹما رہا تھا۔ اُس طاق کے داہنی طرف ایک بند دروازہ تھا۔ دروازے پر زنجیر چڑھی تھی۔ اور قلا دے میں قفل دیا ہوا تھا۔

نقلی اُرملا کو دیکھ کر فقیر نے حیرت سے پوچھا —

"تم پلٹ کیوں آئیں —؟"

اُرملا۔ ایک بات تو کہنا بھول ہی گئی تھی۔ مہارانی نے ایک تحفہ تمہارے لیے بھیجا ہے۔

فقیر۔ کیسا تحفہ —؟

نقلی اُرملا نے بٹوے سے ایک ڈبیہ نکالی۔ اور فقیر کے ہاتھ میں دے کر بولی۔ اب میں جاتی ہوں۔ اسے لے لو —

فقیر۔ ذرا ٹھہرنا۔ دیکھ تو لوں اس میں ہے کیا —؟

اُرملا۔ تو میں کیا جانوں۔ خود دیکھ لینا —؟ دیر ہو جائیگی۔ جانے دو۔

یہ کہکر اُرملا اُسی سیڑھی پر چڑھنے لگی جسکا ذکر اوپر ہو چکا ہی۔ فقیر بڑے شوق سے ڈبیا کھولنے لگا پہلے معمولی طور سے کھولنا چاہا جب ڈبیا نہ کھلی اُسنے پھر زور لگایا۔ ڈبیا تڑاق سے کھل گئی اور اُس سے ایک سفید سفوف اُڑکر دماغ مین پہونچا۔ دو تین چھینکین آئین اور وہ لمبا لمبا زمین پر لیٹ گیا۔ سر و گردن کی خبر نہ رہی۔

نقلی اُرملا نے صرف دو ڈنڈے طے کیے تھے۔ فقیر کو بیہوش دیکھکر نیچے اُتری اُسکی ٹانگ گھسیٹ کر غار سے الگ کیا۔ پھر مسکراتی ہوئی اُس غار کی کوٹھری مین گھسی۔

سوہن سے کوٹھری کا قفل توڑا۔ زنجیر اُتاری۔ اور دروازہ کھول دیا۔

یہ کوٹھری کیا تھی ظلمات کا نمونہ تھی۔ کچھ سوجھائی نہ دیا۔

نقلی اُرملا نے لالٹین نکالی۔ کھٹکا دباتے ہی روشنی ہو گئی [illegible] کوٹھری تھی اسمین چارون طرف چار دروازے تھے۔ ایک دروازہ وہی تھا جسے کھول کر نقلی اُرملا اس کوٹھری مین آئی تھی باقی تینون دروازون پر کنڈی چڑھی ہوئی تھی۔ اجنبی نے داہنے پہلو کا دروازہ کھولا۔ اُسکے اندر بھی اندھیرا تھا۔ لالٹین لیے اجنبی اُس مین گھس گیا۔ اندر تعفن سے ناک نہ دی جاتی تھی۔ اجنبی نے ناک پر رومال لپیٹا۔ اسمین پانچ چھہ بڑے بڑے تھیلے کھونٹیون سے لٹک رہے تھے۔ تھیلون کا منھ ڈوری سے بندھا تھا۔ اُن ڈوریون مین ایک ایک کاغذ لپٹا ہوا تھا۔

نقلی اُرملا سب سے آگے والے تھیلے کی طرف بڑھی۔ وہ تھیلا اورون کی بہ نسبت نیا معلوم ہوتا تھا۔ اُس تھیلے پر جو پرزہ لپٹا ہوا تھا اُسے کھولا اُس مین ذیل کی سطرین لکھی ہائین

"رام نگر کے راجہ رانی سیتا دیوی کے حکم سے بھادون بدی اماوس سمبت ۱۸۵۲ بکرمی کو مارے گئے۔"

نقلی اُرملا نے نام اور تاریخ وفات اپنی ڈایری مین لکھ لیا۔ پھر دوسرے تھیلون کی لکھاوٹ دیکھنے لگی۔

اِن تھیلون مین مردون کی ہڈیان اور پنجر بھرے ہوئے تھے جو شاید اسی قصاین کے حکم سے موت کے گھاٹ اُتارے گئے ہین۔

اجنبی یہان کے کرشمے دیکھکر خود بخود بول اُٹھا۔

یہ بیچارے اُس قصاین رانی کے شکار ہین۔ جنکے پنجر اِس طرح کس مپرسی کی حالت مین

کس بیدردی کے ساتھ بورون مین بند کر دیے ہین۔ آہ ان بدنصیبون کو دو گز کفن بھی نہ ملا۔ نقلی اُرملا کوٹھری سے نکل آئی اُسکے دروازے پر کنڈی چڑھادی۔ پھر داہنے بازو پر جو کوٹھری تھی اُسکا دروازہ کھولا۔ اندر جاکر عجیب ہولناک سین دیکھنے مین آیا۔ پہلے یہ جھجکا اور ایک قدم پیچھے ہٹ گیا۔

اُسنے دیکھا۔ وسط کوٹھری مین ایک عورت کا پنجر اپڑا ہوا ہی۔ پانون مین زنجیر ہی جسکا دوسرا سرا دیوار کے کڑے سے اٹکا دیا گیا ہی۔ اور قفل ڈال دیا گیا ہی۔

اُف اُس عورت کی صورت دیکھتے ہی کلیجہ منھ کو آیا جاتا ہی۔ وہ بالکل سوکھ کر کانٹا ہو گئی ہی۔ ہڈیون اور چمڑے کے سوا گوشت کا نام نہ تھا۔ آنکھون مین حلقے پڑے ہوئے تھے۔ چہرے پر سیاہ [illegible] ہوئی تھی۔ در حقیقت ایک ڈھانچہ دکھائی دے رہا تھا۔ لُہار کی دھونکنی کی طرح سانس چل رہی تھی۔ چمڑے کے اندر سے رگین جھلکتی تھین۔ جنپر باریک جھلی چڑھی ہوئی تھی۔

نقلی اُرملا کے قدم رکھتے ہی اُس ڈھانچے مین جنبش ہوئی۔ پھیلا ہوا پانون سمٹ گیا اور سر مین بھی ایک طرح کی حرکت پیدا ہوئی جسکی نورانی آنکھین جو آہو چشمون کو غیرت دینے والی تھین یکایک کھل گئین اور حلقہ ہاے چشم سے نظر نکل نکل کر اس اجنبی کے چہرے پر ٹھوکر کھاتی ہوئی معلوم ہونے لگی۔

اجنبی نے بھی غور سے دیکھا۔ اُسے معلوم ہوا کہ یہ مردہ نہین ہی۔ بلکہ زندہ ایک فلک ستائی ہوئی عورت ہی۔ اسکی شکل سے پتھر کا دل بھی موم ہوا جاتا ہی۔ وہ ایک زخمی کبوتری کی طرح دُکھ سہہ رہی ہی۔ عمر پندرہ سولہ برس سے زیادہ نہین۔ چہرے پر ابھی تک ملاحت ہی۔ اجنبی دل مین کہنے لگا۔ کبھی یہ بھی حسین کے زمرون مین بیٹھنے والی ہوگی۔ اس جفاکار رانی کے ہاتھون سے اُسکی ردی حالت ہو گئی ہی۔

اجنبی کی آنکھین ڈبڈبا آئین اور آنسو پوچھتا ہوا اُس کمسن عورت کے قریب پہونچ گیا اور لیمپ کی روشنی اُسکے پر نور چہرے پر ڈالی اجنبی نے پوچھا۔

"تم کون ہو؟۔ ہاے تمھاری ایسی ردی حالت کر دی گئی تمھارے قید کیے جانے کا سبب کیا ہی۔؟"

اُس دوشیزہ نے اجنبی کا کچھ جواب نہ دیا۔ بلکہ تعجب کے انداز سے نقلی اُرملا کا

مُنھ دیکھنے لگی۔ نگاہ چار ہوتے ہی آنکھیں بند کر لیں غم نصیب دوشیزہ کو معلوم ہوا وہ خواب دیکھ رہی ہے۔

نقلی اُرملا کی پرتال کرنے والی آنکھ تاڑ گئی کہ یہ حیا پرور ہے۔ شرم سے آنکھ نہیں کھولتی۔ اُسنے نرمی سے پوچھا۔

آنکھ کھولو۔ مین تمھاری دشمن نہین ہون اور نہ دوست ہی ہون۔ اب تم اسے تعین خلاص سمجھو۔ یہان کی تکلیفیں اب نہ اُٹھانا پڑینگی۔ اُس غزال چشم نے آنکھیں کھول دین اور نقلی اُرملا کی طرف ٹکٹکی باندھ دی۔ اُسکی حیرت آلود نگاہ سے ظاہر ہوتا تھا اُسے اس اجنبی کے آنے سے طرح طرح کے تفکر پیدا ہوگئے ہین۔ کچھ خوشی کچھ رنج کے بھی آثار پائے جاتے ہین کچھ دیر خاموشی کا سمان بندھا [illegible] اُس دوشیزہ نے زبان کو حرکت دی اور اس طرح لڑکھڑاتی ہوئی آواز مین ٹوٹے پھوٹے جملے کہنے لگی۔ معلوم ہوتا تھا بات کرنے مین اُسے سخت اذیت ہوتی ہے۔

دوشیزہ۔ کیا تم مجھے اس کال کوٹھری سے نجات دینے آئے ہو۔ ایشور تمھارا بھلا کرے گا۔ ہاے اتنے دن مصیبت اُٹھاتے گذرے مگر موت نہ آنا تھی نہ آئی۔

بات کرتے وہ ہانپنے لگی۔ نقلی اُرملا کو معلوم ہوگیا کہ اُسے بات کرنے مین بھی کمزوری دبا لیتی ہے۔ وہ انتہا کی نقیہ ہے۔ اُس سے بولا نہین جاتا۔

اُرملا نے پھر کوئی سوال نہ پوچھا۔ بٹوے سے سوہن نکالا اور اُسکے پانون کی زنجیر ریت کر الگ کر دی پھر سہارے سے اُٹھا کر بٹھال دیا۔ اور اس طرح بولی۔

بہن اُٹھو اس زندان بلا سے باہر چلون۔

یہ کہکر نقلی اُرملا نے اس جاندار پنجر کو ہاتھ کا سہارا دے کر کھڑا کر دیا اور کوٹھری کے باہر نکال لائی دوشیزہ زمین پر بیٹھ گئی۔ نقلی اُرملا دامن سے مُنھ پر ہوا دینے لگی کیونکہ اُسے ضعف آگیا تھا۔ نقاہت سے آنکھین بند ہوگئیں تھین۔

جب ہوا لگی کسیقدر کلفت مٹی۔ نقلی اُرملا بولی۔

"تم کسی طرح کی فکر نہ کرو۔ یہان بیٹھو۔ مین اس کوٹھری کو بھی کھولا چاہتی ہون۔"

یہ کہکر اجنبی تیسری کوٹھری کھولنے لگا۔ پہلے قفل توڑا زنجیر اُتاری اور پٹ کھول کر اندر آیا۔ وہان بھی اُسے عجیب تماشہ دکھائی دیا۔

اس کوٹھری مین ایک بڈھا بیٹھا ہوا تھا۔ اسکے پانون مین بیڑیان پڑی ہین گردن مین طوق تھا۔ کمر بھاری آہنی زنجیر سے کسی ہوئی تھی۔ زنجیر کا سرا دیوار کے آہنی کڑے مین جکڑ دیا گیا تھا اسکے بال اور ناخن بڑھ گئے تھے جھلّی دار چمڑے سے مڑھی ہوئی ہڈیان بدن کے اندر سے عجیب کیفیت دکھا رہی تھین۔ معلوم ہوتا تھا۔ یہی اس ٹوٹے پنجرے سے نکلنے کے لئے پھڑپھڑا رہا ہے اور تعجب نہین جو ایک روز مین پھڑپھڑا کر نکل بھاگے۔ اُسکی ردی حالت سے اُسکا سن متمیز نہوتا تھا۔ وہ سو برس کا بوڑھا معلوم ہوتا تھا۔ بدن خشک چہرے پر انتہا کی جھریان۔ ہاتھ پانون درخت کی سوکھی ڈال کی طرح خشک ہوگئے تھے

نقلی اُرملا کو دیکھتے ہی بڈھے نے لڑکھڑاتی ہوئی زبان مین کہا۔

"تم کہ [illegible] مدت بعد آدمی کی صورت تو دکھائی دی نقلی اُرملا نے جواب دیا۔

"آپ مجھے کیا جانین مین عیارہ ہون۔ آپ کو اس قید سے نجات دلانے آئی ہون"

یہ کہکر نقلی اُرملا نے بڈھے کی بیڑیان کاٹ دین اور پھر اُسے لیکر باہر نکلی۔

جس وقت بڈھے کی نظر اُس زندہ انسانی ڈھانچے پر پڑی اُسکے مُنھ سے زور کی چیخ نکلی۔ یہ زندہ ڈھانچہ اُسی دوشیزہ کا تھا۔ جو نقلی اُرملا کی بدولت کوٹھری سے باہر آ زمین پر بیٹھ گیا تھا۔ یہ زندہ ڈھانچہ بھی بڈھے کو دیکھ کر رو دیا۔ اور ڈگمگاتا ہوا بڈھے کی طرف چلا۔

نقلی اُرملا کی آنکھین بھی ڈبڈبا گئی تھین۔ اُسے غم تھا تو یہ تھا کہ اس بدقسمت کے ساتھ کسقدر بیوفائی کی گئی۔ اگر یہان میری پہونچ نہوتی تو ضرور دو ایک دن مین دنیا سے رخصت کر جاتی۔

دوشیزہ اور وہ بڈھا بیتابی کے ساتھ گلے سے چمٹ گئے اور لگے زار زار رونے دونون کے دل کیسے مضطرب ہین۔ جیون جیون وہ اپنے قلب کو تسکین دینے کی کوشش کرتے ہین وہ اور بھی بیقرار ہوتے جاتے ہین۔ نقلی اُرملا اُنکا اضطراب دیکھ کر بولی۔

اُرملا۔ کیون پریشان ہوتے ہو۔ اب کسی بات کا غم نہ کرو۔ منحوس دن کٹ گئے۔ اچھے دن آئے ہین۔ رونے دھونے سے فائدہ نہین۔ وقت خراب ہوتا ہے۔ مجھے بہت سے کام کرنا ہین۔ مقدم کام تو یہی ہے کہ آپ دونون کسی محفوظ مقام پر پہونچا دیے جائین

جہان دشمنون کی ہوا بھی نہ پہونچے۔ اُٹھیے میرے ساتھ چلیے۔ غمگین بڈھا اور بدقسمت دوشیزہ دونون نقلی اُرملا کے ساتھ ہولیے۔ بڈھا نقلی ارملا کو دعائین دیتا تھا۔

"الیشور تمھین انندر رکھے۔ تم نے مرتے ہوؤن کو موت کے مُنھ سے بچایا۔ باپ اور اُسکی بچھڑی ہوئی بیٹی کو ملا کر قید کے عذابون سے چھڑایا۔ پرماتما تمھین خوش نصیب کرے تمھاری مُرادین برآئین ہمیشہ چین سے رہو۔ کیون بیٹی (نقلی ارملا) کیا مجھے دور جانا ہوگا"

نقلی اُرملا کی اعانت سے دونون لڑکھڑاتے ہوئے کوٹھری سے باہر نکلے۔ بڈھے نے ایک لمبی آہ بھر کے کہا۔

"دس سال کی قید سخت جھیلکر آج دروازے سے باہر نکلنے کا موقع ملا ہے۔"

اُس وقت بڈھے کی آنکھین اور چہرہ مارے غصے کے سُرخ ہوگیا تھا جب اُسنے بیہوش پڑے ہوئے فقیر کی صورت دیکھی۔ اُسکی دھندلی آنکھون مین چمک پیدا ہوئی اور وہ ادھر اُدھر کسی ہتھیار کے لیے نگاہ دوڑانے لگا۔ نقلی ارملا نے بڈھے کی تقویت کی اور نرمی سے سمجھایا۔

"درحقیقت اس ناپاک سیرت کی چالاکیان اسی قابل ہین کہ آپ اسے ابھی ٹھنڈا کر دین اس جفاکار نے آپ کو بہت بڑے عذاب دیے ہونگے۔ حالانکہ اس کے قصور میری نگاہ مین کبھی نظر انداز نہین ہوسکتے۔ لیکن ابھی اس سے کام لینا ہے۔ آپ بیٹھ جائین میرے پاس دو چار دانے انگور کے پڑے ہین اُنھین کھائین۔ پانی بیٹین نکھر ٹھکانے ہون۔ پھر مین آپ کو بتادُنگی کہ آپ کو کہان چلنا ہوگا۔"

نقلی اُرملا کے دیے ہوئے انگور دونون باپ بیٹی نے کھائے۔ بڈھا بولا

بڈھا۔ ہائے اُس ظالم نے ایک مجھی کو فریب نہین دیا بلکہ میری طرح بہتون کو اپنے دام مکر مین پھانس لیا ہوگا۔ وہ دغاباز ہے الیشور اُس سے سمجھے۔ ہائے آج کتنے دنون بعد ایسی مقوی چیز کھانے مین آئی۔ بیٹی! تھوڑے انگور اور دو ذرا بدن مین طاقت آئے۔ جسمین تمھارے ساتھ چل سکون۔

نقلی ارملا نے بٹوے سے بیہوشی کے ملے ہوئے کچھ دانے انگور کے اور نکالے ان دانون کو کھاتے ہی دونون بیہوش ہوگئے۔

اب اجنبی نے دونون کے پشتارے بنائے اور دونون طرف کندھون پر ڈال کے

پھر اُس گھاٹی سے نکل کر کسی طرف کا راستہ پکڑا۔

باب پانچوان

ہی خار کا ڈر بھی اُسکی رنگینی مین
بیرنگی بھری ہوئی ہے رنگینی مین
دھوکے سے نہین کبھی یہ دنیا خالی
تلخی ہے بہت ہی اسکی شیرینی مین

اب ہم اپنے ناظرین کو لیے ہوئے قصر نیلم کی طرف چلتے ہین آپ اُس روز کی واردات یاد کیجیے جب وہ نقلی رانی ہمارے دوست کرشن کمار کے عیار امر سنگھ کے ہاتھ سے بیہوش ہوئی تھی۔ اور جب امر سنگھ رانی کو مارنے چلا تو یکایک اُس کوٹھری مین اندھیرا ہوگیا تھا۔ دیوار۔ چھت۔ زمین ہلنے لگی تھی۔ خدا خدا کرکے زلزلہ بند ہوا تھا۔ امر سنگھ نے موم بتی جلا کر دیکھا۔ تو رانی غائب ہوچکی تھی۔

اب ہم اپنے ناظرین کی توجہ اُس جفا پیشہ رانی کی طرف منعطف کرتے ہین۔ جب رانی ہوش مین آئی اپنے کو ایک کوٹھری مین مسہری پر پڑے ہوئے پایا۔ اس کوٹھری کے وسط مین سنگ مرمر کا مستطیل حوض تھا۔ حوض مین فوارہ شان سے چھوٹ رہا تھا۔ فوارے کے پانی مین اسقدر چمک تھی کہ تمام کوٹھری اُسکی روشنی سے جگمگا رہی تھی۔ اصل مین وہ فوارہ سنگ مرمر کے ایک پتلے سے نکل رہا تھا۔ وہ پتلا کمر تک پانی مین ڈوبا ہوا تھا۔ اُسکے دونون ہاتھ بغل مین تھے وہ سر جھکائے پالتھی مارے بیٹھا تھا۔ گویا وہ کسی گہری فکر مین ڈوبا ہوا ہے۔

رانی نے ہوش مین آتے ہی حوض کے پانی سے منھ دھویا اُسکے چہرے پر بدستور آب و تاب آگئی۔ وہ جوانون کی طرح اکڑتی ہوئی مسہری پر بیٹھ گئی۔ بٹوے سے ایک چھوٹی ڈبیہ نکالی۔ اُس ڈبیہ مین سنہری گولیان تھین ایک گولی نکال کر پھر مسہری سے اُٹھی اور حوض مین کود پڑی۔ پتلے کے پاس پہونچکر اُسنے وہ گولی پتلے کے منھ مین ڈال دی۔ اور خود حوض سے نکل کر کنارے کھڑی ہورہی پانچ منٹ بعد زور سے تالی بجائی اور پھر پکار کر آواز دی۔

"اے پتلے! بتا کس شخص نے دیوار سے نکل کر مجھے بیہوش کر دیا تھا۔"

آواز کے ساتھ ہی آہستہ آہستہ پتلے نے اپنا سر اُٹھایا اور اُسکے مُنھ سے بہت ہی سخت اور بھدی آواز یہ کہتے ہوئے سُنائی دی۔

"نمبر دو کی کوٹھری مین جو قیدی ہے وہی اس طلسم کا فتاح ہے۔ اُسی کے عیار اوسنگھ نے آپ کو بیہوش کیا۔"

رانی۔ وہ عیار عین وقت پر کیسے پہونچا۔ کیا اُسے میرا آنا معلوم تھا۔

آواز۔ رانی! تم تو جان کے انجان بنتی ہو لیکن طلسم کشا تمھارے ہاتھ سے ہلاک ہو سکتا ہے عیار کے دل مین خود بخود نقب لگانے کا خیال پیدا ہوا وہ نقب دے کر دیوار سے کودا اور تمھاری کوٹھری مین ہو رہا۔ ایشور طلسم کشا کا محافظ رہتا ہے کوئی اُسکا رونگٹا میلا نہین کر سکتا۔

رانی نے سر جھکا لیا وہ فکر و تردد کا نشانہ بن گئی۔ کھڑی کھڑی کچھ دیر سوچتی رہی۔ پھر اُسنے پتلے سے کہا۔

"بس زیادہ پوچھا نہین چاہتی۔ رانی کی آواز سنتے ہی اُس پتلے کی گردن آہستہ آہستہ جھکنے لگی۔ اور دیکھتے دیکھتے پھر بدستور سر جھکا کے بیٹھ رہا۔

اُس کوٹھری مین چپ و راست دو دروازے تھے۔ رانی داہنی طرف کے دروازے سے باہر نکلی۔ کوٹھری سے ملی ہوئی اور کئی کوٹھریان اور دالان تھے۔ رانی دالان اور کوٹھریون کو چھوڑتی ہوئی آگے بڑھتی گئی۔ ناظرین مشتاق ہونگے ان کوٹھریون مین کیا ہے۔ کیون قفل چڑھے ہوئے ہین۔ ہم کہہ سکتے ہین یہ کوٹھریان خالی نہین ہین۔ انواع و اقسام کی چیزون سے معمور ہین۔ لیکن ابھی ہم خود ہی نہین جان سکتے کہ اِنکے اندر کیا بھرا ہے۔ ہان آگے چلکر کسی موقع پر انکا حال معلوم ضرور ہو جائیگا۔

رانی خرامان خرامان آخر کوٹھری کے دروازے پر پہونچکر ٹھہر گئی۔ اُسنے جیب سے کنجی نکالی قفل کھولا۔ اور کوٹھری کے اندر داخل۔

اس کوٹھری مین ہشت پہلو چبوترے پر چار طلائی پتلیان بیٹھی تھین۔ سامنے چوسر کی بساط اور نردین رکھی ہوئی تھین۔ بڑی حیرت تو اس بات سے تھی کہ وہ سونے کی پتلیان پانسہ اٹھا اٹھا کر پھینکتی اور چالین چلتی تھین۔

ایک پتلی نے پانسہ اُٹھا کر پھینکا۔ دوسری پتلی بولی تین کانے تیسری نے پانسہ اٹھایا دوبارہ تمھاری نرد پیٹ لی گئی۔ پہلی پتلی جھلا کر بول اُٹھی۔ چوسر ہی کھیلا کرو گی کچھ طلسم کی بھی خبر ہے۔ دیکھو سامنے کون کھڑا ہے۔ دوسری نے کہا۔ کہان ہے تیسری۔ ہان۔ ہان طلسم کی رانی آگئی ہین۔

چوتھی نے جواب دیا۔ ہان مین سمجھ گئی کس لیے یہ رانی آئی ہے۔ بُرا اب لاکھ کوشش کی جائے مگر اِس طلسم کی خیر نہین۔ اسکے دن پورے ہو گئے۔

پہلی نے کہا۔ اُن کمبخت ستارہ شناس حکیمون کو کیا کہون جنھون نے ہم جنات کی شہزادیون کی روحون کو بس مین کر لیا۔ اور یہان لا کر بند کر دیا۔ بھلا کچھ ٹھکانا ہے ہم سب کو بند ہوئے کتنی مدت گذر گئی۔ اب چلنے کے دن آ گئے۔ طلسم ٹوٹے گا اور ہم خوش خوش اس قید سے چھوٹین گے۔

اس بات پر ایک پتلی تالیان بجانے لگی۔ دوسری پتلی نے رانی سے کہا۔ بیکار سر مغزن کرتی ہو۔ جاؤ طلسم کے دن پورے ہو گئے۔

رانی۔ تم بکتی کیا ہو۔ اگر چاہون طلسم کشا کو اسی دم توپ دم کر دون۔ وہ موا ہے کیا مال۔ اُسکی بساط ہی کیا۔ اس وقت وہ میرے ہاتھ مین ہے۔

تیسری پتلی قہقہہ مار کر ہنسنے لگی۔

واہ ری رانی واہ! تمھاری مردمی تو دیکھ لی۔ کیا ابھی تم اُسے مارا نہین چاہتی تھین۔ تمھارے بنائے کیا ہوا۔ ؟ نتیجہ دیکھا۔

چوتھی۔ رانی جی جاؤ۔ تم اِس طلسم کی مالک ہو تمھارے مُنھ کون لگے۔ تم تو طلسمی ہونون مین فرق ڈالتی ہو۔

رانی۔ فرق کیسا۔ ؟

پتلی۔ طلسمی کتاب مین صاف صاف تحریر ہے کہ طلسم کشا اگر طلسم نیلم کے مالک کے قبضے مین بھی آجائے تو وہ اُسے کم سے کم ایک ہفتہ قید رکھے۔ پھر اُسے باہر لیجا کر کسی میدان مین قتل کرے۔ طلسمی محل مین اگر قتل کیا گیا تو سارا طلسم جلکر راکھ ہو جائے گا

رانی۔ خیر مجھے منظور ہے۔ مین اُسے طلسم کے اندر قتل نہ کرونگی۔ بلکہ طلسم کے باہر میدان مین جا کر دار پر چڑھا دونگی۔

پھر رانی کی بات کا جواب تیلیون نے کچھ نہ دیا اور چوسر کھیلنے مین مصروف ہوگئین - ادھر رانی کوٹھڑی سے باہر نکلی - اور قفل لگاکر وہان سے چمپت ہوگئی -

باب چھٹا

امارت جسکو ہو برسون نہین جاتی ہی بو اُسکی
جہان پھوڑا اُگتا ہی نہین مٹتا نشان برسون

دن کے آٹھ بج چکے ہین - آفتاب سوا نیزہ بلند ہو چکا ہی - ہم اپنے ناظرین کے ساتھ شیوپور کی گشت لگا رہے ہین - اس وقت ایک خفیہ سوسایٹی ایک کمرے مین بیٹھی ہوئی ہی جسکے دروازے بھڑے ہوئے ہین - ہم بھی چپکے سے دروازہ کھولکر اندر پہونچ گئے - تین آدمی بیٹھے ہوے مشورہ کر رہے ہین - تینین ایک تو راجہ زندھیر سنگھ جی ہین اور دوسری انکی راج کماری دیپ مالا اور تیسری کملا - اور چوتھا وہی بوڑھا شخص ہی - جسے ارملا کے بھیس مین ایک اجنبی نے اُس تنگ کوٹھری سے نکالا تھا - جو ٹیلے کے تہ خانے کے اندر تھی -

اسوقت ہم یہ بھی لکھ دینا بہتر سمجھتے ہین - کہ اُس بڈھے کی نکالنے والی راج کماری دیپ مالا کی سہیلی کملا تھی - ناظرین دیپ مالا کے حالات سے بخوبی واقف ہین - اسے عیاری مین پورا دخل تھا - اسنے عیارانہ چال سے بلراج امان دت کے وزیر کو کیسے کیسے دھوکے دیے ہین - راج کمار کے غائب ہونے کی خبر جب اسکے کانون مین پہونچی تو اُسنے اپنی سہیلی کملا کو ماتا چندر کرن اور پتا زندھیر سنگھ سے کہکر راج کماری کی تلاش مین سیتا دیوی کے طلسم محل مین پہونچی اُسکی تاک جھانک کرنے لگی - اور بڈھے اور اُس لڑکی کو نکال کر شیوپور کی طرف چل دی -

کملا ان دونون کا پشتارہ لادے ہوئے تہ خانے سے نکلی اور اُنکی گٹھری کسی محفوظ جگہ رکھکر قریب کے گانون مین آئی اور چار مزدور بیگار پکڑکر اُسی ٹیلے پر پھر پہونچی - اُس بیہوش شخص کو جو جوگیانہ لباس مین تھا اور سیتا رانی کی بیچارہ اُسلا دونون کو اُٹھوا لائی - اور شیوپور مین لاکر دونون کو جیل مین بند کر دیا -

بڈھے کو شیوپور آئے آج پانچوان دن ہی - ابتک اُسنے کسی سے اپنی داستان نہین کہی تھی - اور وہ داستان کہنے کے لائق بھی نہ تھی - کیونکہ فاقہ کشی کرتے کرتے کمزور

ہوگیا تھا پیٹ بھر خوراک نہ ملنے سے اُسمین اتنی قابلیت نہ تھی کہ وہ گھڑی دو گھڑی بیٹھکر کسی سے بات چیت کر سکے - اُسکی نقاہت اور کمزوری نے اُسے اس قابل نہ رکھا تھا - تاہم پیٹ بھر کھانا اور پھر خوش ذایقہ سالنون کے ملنے سے اُسکے چہرے کی رنگت بدل چلی تھی - آزادی کی ہوا اور مخلصی کی خوشی سے اُسکا بشرہ چمک اُٹھا تھا پھر اُسکی بچھڑی ہوئی بیٹی کے مل جانے نے اُسکے فسردہ جسم مین جان ڈال دی تھی -

آج ان پانچ آدمیون کے روبرو بیٹھکر اُسنے اپنا پورا قصہ چھیڑ دیا -

بڈھے کی حقیقت کھلنے کے قبل کملا نے کہدیا تھا - راج کمار کرشن کمار کا سراغ لگاتے لگاتے رانی سیتا کے زنانے باغ مین جب مین پہونچی اُرملا سے اور سیتا سے بات چیت ہو رہی تھی سُن گئی لیکن مین نے اُرملا کا پیچھا کیا - اور انجام کار مین نے بڈھے کو اُسکی قید جفا سے نجات دلوائی - کملا نے اُس چٹھی کا حال بھی مجملاً بیان کر دیا - جو اُس بدذات رانی نے گورکھ جی کے نام لکھی تھی - کملا نے یہ تو سب کچھ کہدیا مگر راج کمار کرشن کنور کے پتہ پانے کی بات چھپا گئی - خدا جانے کس لیے اس راز کو نہ کھولا - القصہ بڈھے نے اپنا قصہ شروع کیا -

سرکار! میری عجیب و غریب داستان ہی -

کسی زمانے مین طلسم خلیم میرے ہی زیر نگین تھا - مین ہی وہان کا فرمانروا سمجھا جاتا تھا - پشتہا پشت سے اس ریاست کی حکومت میرے بزرگون کے ہاتھ مین رہی - میری بی بی مر چکی تھی میرے کوئی اولاد نہ تھی صرف ایک بیٹی تھی جسے مین دل و جان سے زیادہ عزیز رکھتا تھا - اسی بیٹی سے میری دلبستگی تھی - مین ہنسی خوشی اپنی بیٹی کے ساتھ زندگی بسر کرتا تھا - میرا ایک وزیر تھا - اُسکے خاندانی لوگ اور اُسکے بال بچے سب اسی ریاست سے پرورش پاتے تھے - اتفاق سے وزیر کے خاندان مین کوئی نہ رہا سب موت کے منھ کا نوالہ بن گئے - حتی کہ وہ بھی مرے ہوؤن کے سوگ مین اسقدر علیل ہوا کہ دم پر بن گئی اُسکے دس برس کی ایک لڑکی تھی اُسنے اپنی لڑکی میرے سپرد کر دی اور چند دن بعد خود دنیا سے رحلت کر گیا -

وزیر مدبر اور خوش حوصلہ شخص تھا اُسکا انتظام معقول تھا - اسلیے وہ میرا بہت ہی عزیز تھا بعد وفات وزیر اُسکی لڑکی میرے یہان رہنے لگی اُسکی پرورش بھی مثل اپنی لڑکی کے کرنے لگا - اُسے شکار کا بہت شوق تھا - گو لڑکی تھی تاہم بڑے بڑے

شکاریون کے کان کاٹتی تھی۔ شکار کا شوق اسقدر تھا۔ کہ بارہا دو دو چار چار روز شکاریون کے ساتھ جنگل مین کھیلا کرتی تھی۔ اُسکی سہیلی جسکا نام جمیلی تھا اُسکی نفس ناطقہ تھی ایک گھڑی اُسکا جدا ہونا اسے شاق گذرتا تھا۔ وزیر کی لڑکی ستیا جب سن تمیز کو پہونچی تو مجھے اُسکی شادی کی فکر ہوئی۔ ایک روز رات کو کھانا کھا کے پلنگ پر سویا۔ تو اُسکی شادی کے مخمصے مین طبیعت اُلجھ گئی۔ بمشکل تمام نیند آئی۔ خراٹے لینے لگا۔ آہ جب اُس رات کا دھیان آجاتا ہی کلیجہ پر سانپ لوٹنے لگتا ہی۔ اُس رات سے پھولون کی سیج پر سونا پھر دوبارہ مجھے نصیب نہوا۔ جب میری آنکھ کھلی تو اپنے کو ایک تنگ اور اندھیاری کوٹھری مین طوق وسلاسل اور بیڑی سے جکڑا ہوا پایا۔ وہ کوٹھری کیا تھی دوزخ کا نمونہ تھی۔ تعفن اسقدر معاذ اللہ ناک نہ دی جاتی تھی ایک ٹوٹی ہوئی کھٹیا پر پڑا ہوا اپنی بدنصیبی پر رو رہا تھا۔ اپنے تئین اس بلا مین پھنسا دیکھ کر مجھے سخت تعجب ہوا مگر سبب دریافت نہ کر سکا۔ کیونکہ کوئی طلسمی اوزار میرے پاس نہ تھا۔ جس طرح کوئی ملزم قید کر دیا جاتا ہی اور اُسپر طرح طرح کے عذاب نازل ہوا کرتے ہین۔ مین بھی عذاب بھگتنے لگا۔ خیر جیون تیون وہ رات گئی۔ صبح ہوئی۔ دیکھتا کیا ہون کہ اُس بدنفس چھوکری ستیا کی سہیلی جمیلی مٹی کی رکابی مین کچھ چانول اور مٹی کے پیالے مین تھوڑی سی دال لیئے سامنے کھڑی ہی۔ اُس نے اپنا روپ بدل لیا تھا۔ وہ ایک جوگی کے بھیس مین میرے پاس آئی تھی۔ مگر مین پہچان گیا اُسے دیکھتے ہی میرا ماتھا ٹھنکا۔ یہ ساری آفتین اُسی ناگن ستیا کی لگائی ہوئی ہین اُسیکا بس بویا ہوا ہی۔ ہا۔ جس پودھے کو سینچ سینچ کر اتنا بڑا کیا۔ کیا جانتا تھا میرے حق مین کانٹا ہو جائیگا۔ مین نے اُسے اپنی لڑکی کی طرح پالا تھا۔ باتون باتون مین مجھے معلوم ہو گیا کہ ستیا طلسم نیلم کی مالک بن گئی۔ اُسنے مجھے اور میری لڑکی کو قید کر کے اس عذاب الیم مین ڈال دیا۔ سارے حالات جمیلی نے مجھ سے بیان کر دیے تھے۔

میرے قید ہو جانے کے بعد میرے وفادار ملازم جتنے تھے سب قید کر کے اسی تہ خانے کی کوٹھریون مین بند کیئے جانے لگے۔ مرد میری کوٹھری مین قید کیے جاتے تھے۔ اور عورتین شاید میری چھوکری کی کوٹھری مین بند کی جاتی ہونگی۔

ایک شب و روز میری کوٹھری مین بند رہتے تھے اور دوسرے روز وہان سے نکال کر خدا جانے کہان بند کر دیے جاتے تھے اُسکا مجھے علم نہین۔

مین روزانہ یہی کیفیت دیکھتے دیکھتے گھبرا گیا۔ جمیلی کی خوشامد کرتا تھا کہ مجھے یہان سے نکال لے چل۔ اب کبھی تا عمر طلسم نیلم کی طرف رُخ نہ کرونگا۔ لیکن وہ میری الحاح وزاری پر مطلق التفات نہ کرتی تھی اُسنے کبھی کوئی جواب نہ دیا۔ سون گھسیٹے آتی اور سون گھسیٹے چل دیتی تھی۔ کبھی کبھی ستیا کی آواز بھی میرے کان مین پڑ جاتی تھی۔ لیکن وہ میرے سامنے کبھی نہین آئی۔ اس طرح قید مین پڑے پڑے دس برس گذر گئے۔ یہان کی اذیت اور مصائب جو کچھ مجھے اُٹھانا پڑے ہین میرا دل ہی جانتا ہی۔ ایشور دشمن کو بھی نصیب نکرے جی چاہتا تھا کسی طرح اس جسم سے روح نکل جائے کہ یہان کے عذاب سے چھٹی تو ملے ایشور مجھے موت دے۔ یا چھٹکارا۔ بس یہی ہوس ہی۔ آخر کار بیکسون کا پرمیشور ہی مددگار ہوتا ہی۔ اُسنے میری حالت پر رحم کھایا اور میری موخر الذکر بات قبول کر لی۔ مردے از غیب برون آید وکارے بکند کا معاملہ ہو گیا۔ یعنی کملا نے اس طرح مجھے اس قید جفا سے نجات دلوائی مین اپنا قصہ کہہ چکا۔ اب آپ یہ فرمائین وہ بدکار رانی جسکا نام ستیا دیوی ہی دیوی نہین بلکہ دیونی ہی۔ اُسکا کچھ پتا لگا۔ کہان ہی اور طلسم نیلم کے رازدون سے شیو پور مین کوئی واقف ہی یا نہین۔

کملا۔ آپ کو مین بہت سی باتین بتا سکتی ہون۔ رانی ستیا کے قبضے مین آج کل دو ریاستین مین ایک وہ نگر جسے لوگ قصر نیلم کہتے ہین اور دوسرا رام گڈھ۔ رام گڈھ پر وہ حکومت کرتی ہی اور طلسم نیلم پر تو اُسکا پہلے ہی سے دباؤ ہی۔ آج کل وہ قصر نیلم مین ہی۔

بڈھا۔ (تعجب سے) خیر۔ دیکھا جائیگا۔ مجھے بڑی بھاری خوشی اس بات کی ہوئی ہی کہ وہ ڈاین ابھی تک زندہ ہی۔ اب اُس سے اُسکی نافرمانی اور ان برتاؤ کا انتقام لیا جائیگا جو میرے ساتھ کیئے ہین۔ ہائے میری پیاری بیٹی جسنے پھولون کی سیج سے کبھی پانون نہین اُتارا جسکے لیئے آنکھین بچھائی جاتی تھین۔ اُسپر کیسی کیسی آفتین آئین اور ان سب کی جڑ وہی حرامزادی رانی ہی۔

کملا۔ مہاشے جی! اُسنے آپکے کل نوکرون کو توپ دم کر دیا ہی۔ کوئی زندہ نہین وہ نوکر جو آپ کی کوٹھری مین ایک رات دن رہ کر پھر غائب کر دیے جاتے تھے۔ وہ غائب نہوتے تھے بلکہ ہاتھ پانون سر کاٹ کر بورون مین بھر دیے جاتے تھے۔ تہ خانے

کی ایک کوٹھری مین بہت سے بورے لٹکے ہوئے ہین ان بورون مین تمام لاشین بھری ہوئی ہین - کیا آپ زندہ بچ سکتے تھے اُسنے آپ کے مارنے کا بھی انتظام کر لیا تھا - آپ کو اِس چٹھی سے حال معلوم ہوجائیگا جسکا ذکر مین آپ سے کر چکی ہون -

یہ کہکر کملا نے وہ چٹھی بٹوے سے نکال کر بڈھے کے ہاتھ پر دھر دی - دیر تک بڈھا غور سے پڑھتا رہا - پھر وہ کہنے لگا -

بڈھا - بیشک وہ میری شب شہادت تھی اُس رات کو ضرور شہید کر دیا جاتا - اگر تم نہ پہونچ جاتین اور اِس بدکار گجراج کو بیہوش نہ کر دیا ہوتا - طلسمی کتاب مین صاف تحریر ہی کہ طلسم نیلم کے مالک کو اگر کوئی قتل کر کے اُسکی حکومت لینا چاہے تو وہ پہلے طلسم کے مالک کو قید کر کے کسی تنگ کوٹھری مین بند کر دے اور دس برس تک اُس سے مزاحم نہو - بعد دس برس کے اُسے قتل کر ڈالے - قید کرتے ہی قتل کر دینے مین خرابی ہی ہنا اگر ایسا بھی زندہ نہین رہسکتا - طلسمی پتلے اُسے قتل کر دینگے - اسی تحریر کے بموجب اُس سنگدل رانی نے مجھے دس برس تک قید رکھا - اُس رات کو میعاد ختم ہونے والی تھی ضرور میری گردن کاٹ ڈالی جاتی (ہونٹھ چباتا ہوا) اچھا ملعونہ (سیتا) دیکھ ! تجھسے کس طرح انتقام لیتا ہون - او بدذات عورت تیری بدخصلتین تیری موت کے بعد ہی چھوٹینگی - آج سے مین تیری فکر مین ہون سنبھلی رہنا - تیری بوٹیان کاٹ کاٹ کر چیل کوون کو نہ کھلائی تو سہی

کملا - مین آپ سے ایک بات اور کہے دیتی ہون - (مہارانا رندھیر سنگھ سے) پرتھی ناتھ ! کنور کرشن کمار جی بھی طلسم نیلم مین پھنس گئے ہین - رانی کو یہ بھی معلوم ہو گیا ہی کہ طلسم نیلم کی فتاحی انھین کے ہاتھ سے ہو گی - جب سے اُسے یہ معلوم ہو گیا - دن رات فکر مین ڈوبی رہتی ہی - اب وہ طلسم نیلم مین راج کمار کے واسطے گئی ہی - اُسکا ارادہ ہی کہ راج کمار کے دشمنون پر ہاتھ چلائے -

مہارانا رندھیر سنگھ (زانو پر ہاتھ مار کر) ہاے وہ بلا مین پھنس گئے - کیا جانتا تھا کہ یہ آفت ہو گی ورنہ کبھی کھڑگ سنگھ کے مقابلے مین فوج نہ بھیجتا اور نہ راج کمار ہی کو جانے کی اجازت دیتا - اُدھر بدذات اجیت سنگھ کنور بلبھدر سنگھ کے پیچھے پڑا ہی ادھر یہ ملعون رانی بیچ مین کود پڑی ان موذیون سے دیکھین کیونکر چھٹکارا ہوتا ہی - ساری آگ لگائی ہوئی تو بدنفس گجراج کی ہی - ہاے راج کمار تم کیا جانتے کس بلا مین پھنس گئے

بڈھا - (کملا سے) کیون بیوی ! آپ کہہ سکتی ہین درحقیقت طلسمی کتاب مین تحریر ہی کہ راج کمار کرشن کنور ہی طلسم نیلم توڑینگے -

کملا نے وہ تمام باتین خلاصہ بیان کر دین جو سیتا رانی اور اُرملا سے ہوئی تھین اور وہی باتین اُرملا نے گجراج سے کہی تھین -

رندھیر سنگھ - آہ - ! خیال تھا کہ اب قسمت سیدھی ہوئی ہی - دن پھرے ہین - آسمان مہربان ہوا ہی - کنور جی پروان چڑھین گے - تمنائین پوری ہونگی - مگر ای کمبخت نصیب تیرا برُا ہو - ای زمانے الیشور تجکو غارت کرے - کہین ایسا نہو وہ ڈاین راجکمار پر ہاتھ چلا بیٹھے - آہ بُری طرح سے مار یگی -

بڈھا سر جھکائے مہارانا رندھیر سنگھ کی باتین سنا کیا انکی اضطرابی دیکھی نہین گئی - وہ نرم آواز مین رندھیر سنگھ کی تالیف قلوب کرنے لگا -

بڈھا - پرتھی ناتھ - راج کمار جی کے ہاتھ سے طلسم ٹوٹیگا - اِس مین شک نہین آپ طبیعت کو ڈھارس دیجئے آپ متحمل مزاج ہین - گجراج کے ہاتھون کسقدر اذیتین اُٹھائین - اور اُف نہ کی اُس بداندیش کو تباہی دکھایا ماتا ایسی خبرون سے بڑا صدمہ ہوتا ہی - کیسا ہی مستقل مزاج ہو طبیعت نڈھال ہی ہو جاتی ہی - مگر اہل دل اسکی پروا نہین کرتے - ہونی اَمٹ ہوتی ہی - آپ طبیعت سنبھالئے دیکھئے تو الیشور کیا کرتا ہی کس طرح اُس خبیثہ دیوتی سے عوض لیتا ہون - یہ امر تو مسلم ہی کہ رانی اُنکو چھو نہین سکتی - مارنا تو درکنار ہی - اگر اندیشہ ہی تو اِس بات کا ہی وہ حرامزادی اُنھین سخت تکلیفین دیگی - ایسی جگہ قید کر دیگی جہان سے ہوا بھی مشکل سے بار پا سکیگی - مگر جان کا خطرہ نہین - اسکے علاوہ مین اُنکا مددگار ہون - تمام بھیدون سے مجھے واقفیت ہی - مین ایسی ترکیبین نکالونگا - کہ راج کمار اپنے مقصد مین کامیاب ہو جائینگے -

کملا - وہ کونسی ترکیبین ہین جن سے راج کمار جی طلسم کی اذیتون سے بچے رہین اور طلسم توڑنے مین کامیاب ہو سکین -

بڈھا - طلسمی بلاؤن سے بچانے کے لئے طلسم توڑنے والے کو پہلے ایک لوہے کی تختی پر قبضہ کرنا ہو گا - اُس طلسمی تختی مین کل باتین لکھی ہونگی - جس طرح

وہ اجازت دیگی کام کرنا ہوگا۔ طلسمی آتشین دور ہوتی رہینگی۔ (رندھیر سنگھ سے) اَن داتا! وہ طلسمی تختی ایسی جگہ رکھی ہی۔ جہان انسان کا جانا بہت ہی دشوار ہی سمندِ وہم و خیال بھی عاجز ہی جب میرا اور راج کمار کا ساتھ ہوگا میں انھین طلسمی تختی تک پہونچا دونگا۔ جب طلسم ٹوٹ جائیگا۔ خزانہ لیے ہوئے راج کمار جی آپ سے ملین گے۔ بغیر اُس تختی کے نہ تو طلسم پر کوئی نظر اُٹھا سکتا ہی اور نہ اُس حرامزادی کا سامنا کر سکتا ہی۔

جس وقت وہ طلسمی آلات سے کام لیگی۔ حشر بپا کر دیگی۔ انسان میں کیا قدرت جو اسکے سامنے کھڑا رہ سکے اور اُسکو جواب دے۔

بڈھے کی باتین ابھی ختم نہونے پائی تھین یکایک دروازے پر کسی نے دھکا دیا۔ کملا نے اُٹھ کر دروازہ کھولا۔ دیکھا دربان کھڑا ہوا اندر آنا چاہتا ہی۔

کملا۔ کیون۔؟ کیا ہی۔

دربان۔ بڑا غضب ہوگیا۔ دونون قیدی نکل بھاگے۔ مین نے کہا سرکار مین جاکر اطلاع اس واقعہ کی کر دون۔

قیدیون کے فرار ہوجانے سے سبکے کان کھڑے ہوگئے۔ مہاراجا رندھیر سنگھ نے پوچھا۔

رندھیر سنگھ۔ کملا۔ کیا ہوا۔؟

کملا اور دربان دونون سامنے کھڑے ہوگئے اور جو کچھ سُنا تھا کملا نے عرض کر دیا۔

دیپ مالا۔ قیدی کب اور کس طرح غائب ہوئے۔

دربان۔ (گڑگڑا کر) کماری جی! ہماری غفلت نہین ہی۔ ہم لوگ پہرے پر تھے۔ قیدی کوٹھری مین بند تھے۔ ہم برابر دروازے کے جھنگلے سے دیکھ لیا کرتے تھے۔ ہم آواز لگاتے آگے بڑھ گئے۔ دفعتہً کوٹھری مین ایک شعلہ سا بھڑکنے لگا۔ ہماری آنکھین جھپک گئین۔ آناً فاناً وہ شعلہ غائب ہوگیا۔ کوٹھری کے پاس گئے۔ جھانک کے دیکھا تو خون ہی خشک ہوگیا۔

کوٹھری کی چھت ٹوٹی ہوئی تھی وہ دونون قیدی غائب تھے۔ ہماری جان پر بن گئی۔ ساتھی قیدیون کی ٹوہ مین گیا اور وہان سے بلبلاتا ہوا یہان تک پہونچا مین نے کہا سرکار سے اسی وقت اطلاع کر دون۔

رندھیر سنگھ۔ (تعجب سے) یہ تو جادو کا سا تماشا ہوگیا ساٹھ ستر برس کی ہماری عمر ہونے کو آئی کبھی ایسی واردات سننے مین نہین آئی۔

بڈھا! جناب! یہ طلسمی کاروبار ہین۔ اسکی فکر نہ کرین۔ کوئی تعجب کی بات نہین۔ اُسی شفقل نے یہ کھیل کھیلا ہی۔ اُسنے قیدیون کو منگا بھیجا۔ کسی طلسمی تحفے سے کام لیا گیا ہی ساری کرتوت اُسی کی ہی۔ کوئی خوف نہین۔ اب مین اُٹھتا ہون اُس حرامزادی کو کسی نہ کسی ترکیب سے جنگ پر لے آؤنگا۔ لیکن ہم آپ کو بھی ہوشیار رہنا چاہیئے وہ موذی ہم پر اور آپ پر بھی دستِ تطاول دراز کریگی۔ تعجب نہین ہم آپ دونون کو اُٹھوا منگوا لے اس لیے پہلے ہم لوگون کو اپنی حفاظت کر لینا مقدم ہی۔ ہمین ایک جنتر معلوم ہی اسکے باندھ لینے سے طلسمی تحفون کا اثر نہین ہوتا۔ راج کماری جی (دیپ مالا) اور آپ کو بھی ایک تعویذ دونگا بازو پر باندھ لیجیے پھر آپ کو کسی قسم کا کھٹکا نہین ہی۔

رندھیر سنگھ۔ کوئی دو ہفتے کاہنشری کو بھی غائب ہوئے ہوچکے اسکے بھی چھڑانے کی فکر کیجیے کیا جانے وہ کس آفت مین ہی۔

بڈھا۔ وہ بھی طلسم مین بند ہی۔ ایشور چاہیگا راج کمار اور کاہنشری دونون ایک ساتھ آپ کے درشن کرینگی۔ آپ گھبرائیے نہین۔ سب کام بن جائیگا۔

راجہ! آج سے میری لڑکی آپ کے قدمون کی سیوا کریگی۔ اسکی حفاظت خوب کیجیے گا۔ بس مین جاتا ہون۔ یہ جا پر بیٹھ کر جنتر طیار کرتا ہون۔ جنتر آپ کو دے کر مین طلسم کی طرف روانہ ہوجاؤنگا۔

کملا۔ مین بھی آپ کے ساتھ چلونگی۔

بڈھا۔ تمھارا چلنا کسی طرح ٹھیک نہین۔ یہان کون ہی کون سکی حفاظت کرے گا۔ تعجب نہین وہ حرامزادی یہان جھپٹ کرے اور آفت مچا دے۔ اُس وقت تم ہی کام آؤگی ایسی دل چلی ہوگی جو اس کمبخت کو نیچا دکھا سکو گی۔

دیپ مالا۔ پتا جی مجھے آگیا ہو مین ساتھ جاؤن اور انکی مدد کرون۔

بڈھا۔ کماری جی۔ آپ جاکر کیا کرینگی۔ آپ یہان ٹھہرین۔ میرا تنہا جانا ہی موزون ہی۔ اکیلے سب کام بنا لونگا۔ کملا اُٹھو۔ ہمارے ساتھ چلو مین تمھین تعویذ دیدون یہ کہکر بڈھا اُٹھ کھڑا ہوا اور پرنام کرکے کملا کو ساتھ لیے کوٹھری سے باہر نکل گیا۔

باب ساتوان

آتی رہتی ہین جو زندان پر ہزار دن آفتین
کوستے رہتے ہین ہر دم سارے زندانی مجھے

ہمارے ناظرین کو طلسم نیلم کی طرف دھیان دینا چاہیئے ہم پھر ایک دفعہ اُس کوٹھری مین اپنے ناظرین کے ہمراہ پہونچتے ہین۔ جہان ارملا اور رانی سیتیا کو باتین کرتے ایکبار دیکھ چکے ہین۔

گیارہ بجے کا وقت ہی آفتاب کی حرارت تیزی پکڑتی جاتی ہی۔ دھوپ سارے صحن مین پھیل چکی تھی کوٹھری مین بھی اُسکی شعاعین دوڑتی پھرتی تھین۔ اس وقت وہ بدکیش دیونی یعنی طلسم نیلم کی رانی اُسی لمبی کوٹھری مین ٹہل رہی ہی۔ چہرے پر فکر واندوہ کے پرتو جھلک رہے ہین۔ چہرے پر شکنین پڑی ہوئی ہین جو اس بات کی دلالت ہی کہ وہ کسی گہرے اندیشے مین اُلجھ گئی ہی۔ جس سے نکلنا اسوقت اُسکے امکان سے باہر ہی۔ آنکھون مین حلقے اور گال پچکے ہوئے تھے۔ سُرخی مائل لبون پر سیاہی کی رمق دوڑتی جاتی ہی۔ اُسکی لال لال آنکھون سے ظاہر ہوتا ہی کہ کئی روز سے نیند حرام ہو گئی ہی اُسکی پلکین جھپکی رانی ٹہل رہی تھی دفعتہ کوٹھری مین شعلہ بھڑکا رانی کی آنکھین جھپک گئین۔ اتنے مین آواز آئی۔

”جنھین یاد کیا تھا حاضر ہین۔“

وہ شعلہ غائب ہو گیا۔ رانی نے آنکھ اُٹھائی۔ سامنے کوٹھری کے سنگ مرمر کے فرش پر اُرملا اور گجراج لنٹا غفیل پڑے ہین۔ کسی کو سر و پیر کی خبر نہین اُرملا اور گجراج کی بغل مین ایک چھوٹی سی تیلی بھی پڑی ہوئی ہی۔ رانی نے لپک کر تیلی اُٹھالی اور بٹوے سے ایک ڈبیہ نکال کر وہ تیلی اُسمین رکھ لی۔ پھر گلاب پاش اُٹھاکر دونون کے مُنھ پر چھینٹے دیے۔ کچھ دیر بعد دونون نے آنکھین کھول دین۔ ذرا ذرا حواس درست ہوئے دیکھا رانی سامنے کھڑی ہوئی ہی اور گلاب پاش سے چھینٹے دے رہی ہی۔ رانی نے دیکھا دونون ہوش مین آ گئے۔ گلاب پاش

رکھ دیا اور خود کرسی پر بیٹھ کر سوال کرنے لگی۔

رانی۔ ارملا! تو کہان تھی۔؟ آج پانچ روز تجھے گئے ہو چکے ہین ابھی تک کوئی خبر مجھ تک نہین پہونچائی۔ جب تیرے آنے مین عرصہ گذرا۔ مجھے فکر ہوئی کیا جانے اُرملا کہان پھنس رہی پتلیون سے کام لیا۔ پتلیان تم دونون کو اُٹھا لائین۔ کیونکہ گجراج کو جس کام پر مقرر کیا تھا اُسنے بھی خبر نہ دی آخر ہوا کیا تم دونون کہان مر گئی تھین۔

اُرملا۔ (روکر) ہائے۔ رانی صاحبہ! آپ کی اس کنیز نے بڑی بڑی سختیان اُٹھائین بڑے بڑے دُکھ جھیلے۔

رانی۔ کچھ کہے گی بھی۔

اُرملا۔ جس رات کو آپ سے مل کر اُس کام کے لیئے باہر نکلی۔ برآمدے مین پہونچتے ہی مجھے کسی نے بیہوش کر دیا۔ جب ہوش آیا۔ دیکھتی کیا ہون کہ میرے بدن پر ایک بھی زیور باقی نہین۔ مین سمجھی کوئی قزاق مجھے لوٹ لے گیا۔ خیر مین وہان سے کھسکی آگے بڑھی بعد کو معلوم ہوا تمہارا نارندھیر سنگھ کی کوئی عیارہ تھی اُس نے مجھے بیہوش کیا اور میرے آگے بڑھتے ہی وہ میرے پیچھے ہولی۔ میرے پیچھے پیچھے وہ شطارہ اس ٹیلے تک پہونچی۔ جھاڑی مین گھس کر اُسنے میری اور گجراج کی باتین وہ سُن لین۔ خیر مین بات چیت کر کے گھاٹی سے اوپر آئی اُسنے مجھے پھر بیہوش کر دیا۔ تہ خانے مین میری صورت بن کر اُتری گجراج پر بھی افسون پھونکا وہ بھی بیہوش ہو گیا۔ پھر کیا تھا گجراج کی بیہوشی مین تینون کوٹھریون کے رازون سے واقف ہو گئی۔ کوٹھریون کے قفل توڑ کر ہر ایک کا حال چال لیا۔ قیدیون کو نکالا۔ اور گانون سے چار پانچ بیگار پکڑ کر ان قیدیون کو شیو پور لے گئی۔ اور جیل مین بند کر دیا۔ ہم سے بہت کچھ سوال کیئے۔ لیکن مین کب بھر من مین آنے والی تھی ایک سوال کا جواب ٹھیک نہ دیا۔ اب تب شتاب ہانکا کی وہ جھنجھلا کر بولی۔ یون نہ بتائیگی جب تک بوٹیان نہ کاٹی جائینگی۔

رانی۔ تو کیا بڈھا چھوٹ گیا۔ (کف افسوس ملکر) افسوس صد افسوس!! بڑا غضب ہو گیا طلسمی کتاب مین جو باتین لکھی ہین سب ٹھیک اُترتی جاتی ہین۔ اُسمین لکھا ہی طلسم نیلم کا پُرانا مالک طلسم نیلم سے کسی طرح چھوٹ جائے تو نئے

مالک کی خبر نہیں ہے وہ ضرور ہلاک ہو گی اور پُرانا مالک پھر راج کریگا۔ سارے طلسمی کاروبار مٹ جائینگے۔

اُرملا۔ مہارانی! مجھے سپاہیون کی زبانی معلوم ہوا کہ آج شیو پور مین کوئی خفیہ سوسائٹی قایم ہوئی ہے جسمین طلسم نیلم کا پُرانا راجہ چندر سین بھی موجود ہے۔ ہم سمجھتے ہین راجہ چندر سین آپ سے عوض لیگا۔ اُسنے پرتگیا کی ہوگی کہ نئی رانی کو طلسم سے نکال باہر کردے۔ تعجب نہین وہ کرشن کمار کے پاس پہونچ کر طلسم توڑنے مین مدد دے۔

رانی۔ یہ تو بڑی بھاری بلا سامنے آگئی ہے۔

اِس خبر سے رانی کی آنکھون مین اندھیرا چھا گیا۔ اُسنے فکر سے سر جھکا لیا دیر تک اسی حیص بیص مین بیٹھی رہی۔ اسکا دل شہادت دیتا تھا کہ دو ہی چار روز مین اُسپر طوفان بے تمیزی بپا ہونے والا ہے۔ کیونکہ رفتہ رفتہ آسمان پر فتنہ و فساد کا طوفانی غبار [illegible] جاتا تھا جو ایک دم سے بادل بنکر اُسپر آفتون کا تقاطر کر دیگا۔ اور انجام یہ ہوگا کہ طلسم کی رانی اِس سیلاب مین ڈوب جائیگی۔ کوئی سہارا دینے والا نہوگا۔

رانی بڑی مستقل مزاج تھی ایسی خبرون سے بھی اُسکی جیوٹ اور ثابت قدمی مین کمی نہوئی۔ وہ اُسکے دفعیہ کا کوئی معقول طریقہ سوچ رہی تھی سوچتے سوچتے پانچ منٹ گذر گئے یکایک اُسکے پژمردہ چہرے پر سرخی دوڑ گئی اُسنے اپنی کمر سے ڈبیہ نکالی ڈبیہ سے وہی طلائی تیلی ہاتھ پر رکھ لی اور اُس سے مخاطب ہوئی۔

"اے تیلی! شیو پور مین میرا قیدی چندر سین ہے اور اُسکی لڑکی چندر کلا بھی وہان موجود ہے۔ رندھیر سنگھ کی لڑکی دیپ مالا اور اُسکی کنیز کملا اور اُن قیدیون کو جاکر کھا ڈالا۔"

وہ تیلی حکم پاتے ہی تڑپ کر اُڑی۔ لیکن گرہ ہوا مین پہونچکر زمین پر گر پڑی آواز آئی "افسوس! مجبوری ہے۔ چندر سین نے ایک ایک تعویذ سب کے گلے مین باندھ دیا ہے۔ اُس تعویذ کی برکت سے اُنکے پاس نہین جا سکتی۔ اُنکے چارون طرف آگ دہک رہی ہے پاس پہونچی اور جل بھُن کر کباب ہوگئی۔"

رانی کے ہوش دنگ ہو گئے سناٹے مین آگئی۔ سر جھکا لیا کچھ دیر سوچتی رہی تیلی ڈبیہ مین رکھ لی اُرملا نے پوچھا۔

"کرشن کمار کو آپنے مارا۔ بدمعاش امر سنگھ کا آپنے کیا کیا؟"

رانی غصے سے ہاتھ ملتی ہوئی بولی۔

"طلسمی تیلیون سے صلاح کی تھی۔ اُن حرامزادیون نے بتایا کہ طلسم کشا پر خبردار طلسم کے اندر ہاتھ نہ چلانا طلسم کے باہر قتل کرنا۔ مین نے بھی طلسمی کتاب مین دیکھا اُس مین لکھا تھا کہ طلسم کشا کو ایک ہفتہ تک قید رکھنا چاہیئے بعد ایک ہفتہ کے بیرون طلسم لے جاکر اُس ناپاک کا سر اُتارنا چاہیئے" چونکہ طلسمی کتاب کی ایسی ہدایت ہے لہذا مین نے قتل کرنا ملتوی کرکے بالفعل ایک سنگین کوٹھری مین بند کر رکھا ہے امر سنگھ بھی وہین قید ہے۔

اُرملا۔ مہارانی جی! آپ سے چوک ہوگئی۔ امر سنگھ کو کیون چھوڑ دیا اُسے مار ڈالا ہوتا۔ کیونکہ وہ پاجی بڑا اچھلتا پھرتا ہے۔ وہ فتور برپا کریگا۔ کرشن کمار کو تو وہ چھوڑا ہی [illegible] تعجب نہین اُس پُرانے قیدی کو بھی قید سے چھڑا لے اور طلسم کے باہر کردے جب دو قیدی چھوٹ جائینگے۔ آپ سمجھ سکتی ہین کیسی دقت کا سامنا پڑیگا۔

رانی۔ اسکا کچھ مضایقہ نہین۔ سب بندوبست کر لونگی۔ امر سنگھ درحقیقت بڑا فسادی ہے۔ لیکن اِس وقت اسکی دال نہین گل سکتی۔ مین نے اُسے ایسی جگہ قید کر دیا ہے جہان اُسکی کوئی چال چل ہی نہین سکتی۔ ایک طلسمی تیلا اسکی حفاظت پر تعینات ہے۔ ادھر قیدیون کا ہاتھ دیوار پر پہونچا اُدھر کھیرے کی طرح دو ٹکڑے ہوگئے۔ اُرملا سنتی ہے تو بھی عیاری مین بڑی چالاک ہے۔ اُڑتی چڑیا کے پر گن لیتی ہے۔ تیر النشانہ کبھی خالی نہین جاتا۔ اب تیری کرامات دیکھنے کا وقت آگیا ہے۔ جا کچھ اپنی کرتوت دکھا کہ آج تیرے ساتھی ہین یہ بھی مکاری کے فن مین اپنا ثانی نہین رکھتے۔ وقت پر تیری مدد کرینگے تو جا کر ہمارے دشمنون کو پھانس لا۔ اِس مین تیری بہادری ہے۔ طلسمی تیلون کے تو وہان جاتے پر جلتے ہین۔ دیکھین تو کیا کرتی ہے کس ڈھنگ سے ہمارے دشمنون پر قابو پاتی ہے۔ کہین کام پورا ہو گیا تو سمجھ رکھ تجھے نہال کر دونگی دولت سے تیرا گھر پاٹ دیا جائیگا پھر تیری کوئی ہوس باقی نہ رہیگی۔ ہمارے دشمن ہاتھ آجاتین تو سب کام نبٹ جائے بڑا اندیشہ مجھے بڈھے چندر سین سے ہے۔ ورنہ شیو پور کے راجہ مین اتنی طاقت کہان جو میرے مُنھ آسکین۔ ایک ہزار سوار اور پانچ توپین کافی ہین۔ ایک پلٹن اور چار پانچ توپین تیرے ساتھ کیے دیتی ہون ہماری فوج کا پڑاؤ شیو پور کے

باہر میدان مین پڑ جائیگا۔ مجھے اپنے قیدیون کو لاکر ہماری فوج مین پہونچا دینا ہوگا۔ جانتی ہو ایسا انتظام کس لیے کرتی ہون۔ مجھے معلوم ہو چکا ہی کہ شیو پور مین آج کل فوج بہت کم ہی کچھ رسالے راجہ اجیت سنگھ کے ہراول کھڑک سنگھ سے لڑنے کے لیے بہار پور بھیجے گئے ہین۔ کرشن کمار اُسی فوج کے ساتھ آیا تھا جو یہان چھوڑ کر لیا گیا۔ ارجن سنگھ رندھیر سنگھ کا سپہ سالار بھی موجود نہین۔ کون ہماری فوج کا جواب دیگا۔ خیر تو کسی طرح ہمارے قیدیون کو اُڑا لاؤ کہ کل جھنجھٹ مٹ جائے۔ مین سب کو ایک ساتھ دار پر کھنچوا دونگی۔ اور اس طرح شیو پور کا راج آسانی سے ہمارے ہاتھ آجائیگا۔

اُرملا۔ جو آگیا۔ بندی تابعدار ہی کہئے تو ابھی وقت شیو پور کی طرف چل دون۔

رانی۔ آج شب تک ہماری فوج شیو پور کے ڈانڈے پر پہونچ جائیگی۔ اُس وقت تم کسی نہ کسی کو پکڑ رکھو گی۔ فوج پہونچتے ہی افسر فوج کے حوالے اپنا قیدی کر دینا۔

اُرملا۔ بہت خوب! تو ہم اور گجراج دونون جاتے ہین۔ چلو بھائی گجراج آج تمھاری چالاکی دیکھنا ہی۔

اُرملا اور گجراج دونون سلامین کرتے ہوئے کوٹھری سے باہر آئے۔ تنہائی مین رانی کو فکر و اوہام نے پھر گھیر لیا۔ اُسکے دل مین ہول سمایا ہوا ہی کسی طرح چین نہ پڑتا تھا۔ وہ اُٹھ کر دروازے کے پاس آئی اور کئی آوازین دین۔ کوئی حاضر ہی۔ ایک پہرے دار گشت پر تھا آواز سنکر لپکا اور حاضر حضور۔ کیا حکم ہی کہتا ہوا کمرے مین داخل ہوا۔

رانی۔ کیا اُرملا اور اُسکے ساتھی گجراج کو تم نے دیکھا کدھر گئے۔

پہرے دار۔ یہ تو نہین جانتا کدھر گئے۔ ہان۔ پورب کی طرف جاتے دیکھا تھا۔

رانی۔ اچھا جاؤ۔ پہرہ خوب ہوشیاری سے دینا۔

پہرے دار بہت خوب کہکر باہر گیا۔ پھر رانی تشویش کے محیط کا مرکز بن گئی۔ فکر و اندیشہ کی بھیانک صورتین سامنے پھرنے لگین۔ رانی نے پھر تالی بجائی۔ تالی بجتے ہی تین عورتین پردے سے جھانکتی دکھائی دیے۔

رانی۔ جاؤ فوج کے ہراول گوپال داس کو جانتی ہو۔ اُسے جلد ساتھ لے آؤ۔

عورتین چلی گئین اور گوپال داس ہراول کو ساتھ لیکر کمرے کے باہر عرض کیا۔

حضور گوپال داس حاضر ہی۔

رانی۔ اندر بھیج دو۔

گوپال داس کمرے مین آیا۔ یہ عجیب ہیئت کا شخص تھا چہرہ اُلٹا توا سا گٹھا ہوا لیکن بدصورت بالکل صفا چٹ۔ ہاتھ پانون انتہا سے زیادہ موٹے اور بھدّے۔ پیشانی چوڑی گال پچکے۔ بڑی بڑی آنکھین بیل کے دیدے سے تشابہ کھاتی تھین اُسکی صورت سے بیرحمی اور سنگدلی ٹپکتی تھی۔ اُسکے ہاتھ پیرون سے غیر معمولی طاقت کا اندازہ ملتا تھا

گوپال داس نے کوٹھری مین آتے فرشی سلام کیا اور نیچی نگاہ کیے ہاتھ باندھے حکم کا منتظر رہا۔

رانی۔ گوپال داس! ایک ہزار سوار اور پانچ توپین لیکر آج ہی شیو پور کی جانب کوچ کر [illegible] بیٹھے بیٹھے شیو پور مین گولہ باری ہونے لگے۔ تمھاری مردمی دیکھنا ہی کس طرح حریفون کو نیچا دکھاتے ہو۔ جاؤ شیو پور کا قلعہ سر کر لو۔

گوپال داس۔ فوجی رسالے اور توپ خانے جانے کی ضرورت ہی کیا ہی اس کام کے لیے تنہا بندہ کافی ہی۔ اجازت ہو ابھی جاکر آپکے دشمن رندھیر سنگھ کی گردن پکڑ لون اور کھینچتا ہوا آپکے قدمون مین ڈال دون وہ بڈھا ہم ایسے جوانون کا مقابلہ کر سکتا ہی میدان مین آیا اور [illegible]ک لیا گیا چند سوار البتہ میرے ساتھ جائینگے۔

رانی۔ [illegible] صاحب! تم جانتے نہین۔ اپنے ڈنڈ بلون پر نہ بھولو۔ وہان بھی تم ایسے بہت قصائی کٹے ہوئے ہین۔ تمھاری ہیبت اُنکو نہین ستا سکتی تمھاری رانی کو وہ کوئی چیز نہین سمجھتے [illegible] حالت مین یہی مناسب ہی کہ تم فوج لیکر ملعون رندھیر سنگھ اور اُسکے حمایتیون کی مشکین باندھ لاؤ۔ بس گوپال داس اب تم جاؤ دیر مت کرو۔

گوپال داس۔ لیکن رانی جی میرا حوصلہ مجھے روک نہین سکتا۔ ایکبار ضرور قلعہ مین جاؤنگا اور تال ٹھونک کر اپنا ہم نبرد طلب کرونگا دیکھون میرے سامنے کون آتا ہی۔ جب دیکھونگا کوئی سامنا نہین کرتا بس اُسی وقت حکم دونگا جان کی سلامتی چاہتے ہو تو گلے مین کپڑا لپیٹ کر میرے ساتھ چلو اور طلسم عظیم کی رانی سے معافی مانگو۔ بالفرض اگر انھون نے ہمارے کہے کی شنوائی نہ کی پھر تو اللہ رے اور بندہ رے آپکی فوج قلعہ مین گھس جائیگی اُن بڈھون کی کیا مجال جو ان سورما بہادرون کا سامنا کر سکے۔ جس دم مین بڑھ بول دونگا ہزارون

بلکہ لاکھون آدمی کاٹ کے ڈال دیے جائین گے - بچے - بوڑھے - مرد - عورت ایک کو جیتا نہ چھوڑونگا -

رانی - تمھین پورا اختیار دیا جاتا ہی لیکن اس بات کی تاکید کی جاتی ہی خبردار تنہا جانے کا قصد نہ کرنا - کم سے کم ایک ہزار جوان فرد ساتھ لے لینا -

گوپال داس - بہت خوب -

پھر اُسنے سلام کیا اور پچھلے پاؤن کمرے سے نکل کر ایک طرف روانہ ہو گیا -

جس وقت وہ قد آور جوان کمرے سے باہر نکلا اُسکا لمبا چوڑا تیغہ دروازے کی چوکھٹ سے ٹکرایا جھنّانے کی آواز آئی - رانی کمرے کے اندر چونک پڑی پھر سنبھل کر بیٹھ گئی - اور دروازے کی طرف دیکھتی رہی جب اُسکے پانون کی چاپ دور ہوتے ہوتے بالکل مٹ گئی رانی اپنے دل سے کہنے لگی -

وہ تعجب نہین یہ موٹا آدمی (گوپال داس کی طرف اشارہ) اپنا کام پورا کرے - امید تو پوری ہی کل خواہ پرسون تک وہ دونون باپ بیٹی رندھیر سنگھ اور دیپ مالا ہمارے قیدی بن جائین اور شیو پور پر ہمارا قبضہ ہو جاوے اُس بڈھے چندر سین سے کیا جانے کیون میرا دل ہول کھا رہا ہی -

باب آٹھوان

اعلیٰ پر اسفلون کو ہی بحر جہان مین فوق
دریا مین موتیون سے ہی بالانشین حباب

دشمنون کے نشان کم دیکھ کر راجہ ہرنام سنگھ کی فوج کے پانون اُکھڑ گئے - دل چھوٹا ہو گیا - اعتماد پور پر گھنگھور گھٹائین چھا گئین بہت سے قصبے - گاؤن کھیت کھلیان دشمنون کے قبضے مین آ گئین - لیکن راجہ ہرنام سنگھ نے اپنے راجپوت دھرم سے منہ نہ موڑا مسلسل لڑائیان کین اور کئی موقعون پر دشمنون کے دانت کھٹے کر دیے - ایک مرتبہ فریقین مین بڑی خونریز جنگ ہوئی - دشمنون کی بے شمار فوج نے مہاراجا ہرنام سنگھ کو معہ اُسکے سردارون کے چارون طرف سے حلقہ باندھ لیا مگر وہ ارے شیر ببر کے جوش و خروش مین ذرا بھی فرق نہ ہوا - اُسنے اپنی ہزیمت خوردہ فوج کو للکارا -

او بہادرو (میدان رزم سے بھاگنا نامردون کا کام ہی - چارون طرف سے دشمنون کا نرغہ ہی بھاگنے سے کیا مفر - یا قید ہو گے یا بے موت مارے جاؤ گے - کیا چھتریون کا نام ڈبو دو گے - سمجھ لو یہ کلنک موت سے بدتر ہی - جرأت و دلیری سے کام لو یکبارگی سنبھلو اور سنبھل کر دشمنون سے بھڑ جاؤ - ان نامردون اور دھوکے بازون کو اپنی چھلتی ٹھوکر سے پامال کر دو - تمھارے جوش کے آگے انکی حقیقت ہی کیا ہی - راجپوت حوصلہ نہین ہارا کرتے - جب تک ہاتھ مین بھالا اور رگون مین خون ہی دشمن کیا کر سکتا ہی - آؤ ہم تم ملکر ہلہ کر دین - یا تو قلعہ دشمنون کے ہاتھ سے چھین لین یا مردانہ وار میدان جنگ مین کٹ مرین دیکھو ہمارے لیے دونون طرح سے بہتری اور دو دو لڈو ہین - ہمارے دونون ہاتھون مین لڈو ہین - اگر فتح پائی آزادی سے اپنے ملک مین حکمرانی کرینگے - اب بھائی - بان بھنون مین لگے اور مر گئے تو دائمی سکھ نصیب ہوگا اور جس سکھ کے آگے دنیا کا کوئی سکھ ہی نہین یعنی سُرگ مین بیٹھ کر آنند کرینگے - جہان تکلیف فکر دہشت کا نام ہی نہین دیکھو دیکھو دیدۂ باطنی کھول دو - وہ سُرگ کی اپسرائین آکاش مین جے مال لیے سامنے کھڑی ہین - جو بہادر شربت مرگ چکھتا ہی کس طرح جھک کر گود مین لے لیتی ہین - گویا اُسے کبھی مرنے کی تکلیف ہی نہین ہوتی - وہ کیسا کھلکھلاتا ہوا اپسرا کی گود مین کلیل کر رہا ہی - آؤ بہادرو اُٹھ کر کسکو ہنسی خوشی اپنے راجہ کا ساتھ دو - جو تمھین اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتا ہی - تم مین ہزدلانہ خو نہین - تم شیر ببر ہو - ان روباہ خصال حریفون کی جماعت دیکھ کر کیون بھاگ رہے ہو یہ تو کمزور بزدلون کا شیوہ ہی - حریف کو دیکھا اور بغلین جھانکنے لگے بھاگ نکلو - اس سے تو بہادری کے نام مین بٹہ لگتا ہی -

عالی حوصلہ اور بہادر راجہ ہرنام سنگھ کی تقریر مین خدا جانے کیا افسون تھا کہ ہزیمت کھائی فوج کے پانون یکایک رُک گئے سب کے دماغ مین یہ خیال سما گیا کہ بھاگنے سے لڑ مرنا بہتر ہی - اُسنے ایکبار پھر حملہ کر دیا - جی توڑ کر لڑنے لگی - مردون کے دھڑ کٹ گئے - حریف ان مردون پر پانون رکھ کر آگے بڑھنے کی کوشش کرتے تھے اور نڈھال راجپوت اُنکو آگے بڑھنے سے روکتے تھے -

دونون طرف سے تلوارین چلنے لگین - گھمسان لڑائی کا خوفناک نظارہ آنکھون کے سامنے پھرنے لگا - اور دیکھتے دیکھتے بازار موت کا نرخ دو چند بلکہ سہ چند بڑھ گیا

ناظرین! راجہ ہرنام سنگھ کی اس مٹھی بھر جماعت کی بہادرانہ کوششیں اس وقت دیکھنے کے قابل تھیں۔ اُنکا ایک ایک جوان خون سے لت پت تلوار کا دھنی دس دس پر بھاری ہو رہا تھا۔ دشمنوں کے ایک ہزار جوان اس معرکہ میں شہید ہو گئے ایک مرتبہ حریف کے جیالے بہادر جوش میں آکر ان تھوڑے سے راجپوتوں پر بجلی کی طرح ٹوٹ پڑے مگر اس مٹھی بھر جماعت نے اُنکے حملے کو روک دیا ہمت ہو تو ایسی ہو۔ کھڑگ سنگھ نے اپنی فوج کی یہ حالت دیکھ کر للکارا بہادرو! دیکھتے کیا ہو۔؟ ان بدمعاشوں کو باندھ نہیں لیتے۔ ان تھوڑی سی جماعت کو قید کر لینا کون بڑی بات ہے۔ قلعہ پر تمہارا تصرف ہو گیا۔ کیون بیکار جانین تلف کر رہے ہو۔ حریف ایک ہلّے کی کسر ہے۔ تمہارے نرغے مین پھنسے ہوئے ہین آپ تلوارین ڈال دینگے۔

اسوقت راجہ ہرنام سنگھ خون مین ڈوبا ہوا قلعے کے پھاٹک پر تھا اُسکے ساتھ تھوڑے راجپوت بھی تھے جو سخت زخمی ہو چکے تھے اُنکے خون سے رنگے ہوئے کپڑوں۔ خوفناک چہروں اور لال لال آنکھوں کو دیکھ کر گمان ہوتا تھا کہ شاید دیوتا لوگ آپس مین جنگ کرنے کے بعد یکجا ہو کر اپنے گھروں کو واپس جا رہے ہین۔

ادھر کھڑگ سنگھ نے پھر ہلا بول دیا اور گڑھ کو گھیر لیا جو کچھ باقی فوج تھی قلعہ مین گھس آئی۔ اور دلیری کے ساتھ حملہ کر دیا اس بھیانک حملے کو راجہ ہرنام سنگھ کے اندر گنے سپاہی سنبھال نہ سکے اور پیچھے ہٹنا بھی مردمی سے بعید جانتے تھے۔ اُنھین میدان جنگ مین کٹ مرنا ہی بھلا معلوم ہوتا تھا۔ بڑی دلیری اور جانبازی سے دشمنوں کا مقابلہ کرتے تھے اور چار چار پانچ پانچ آدمیوں کو خاک عدم پر سُلا کر خود بھی لمبے لیٹ جاتے تھے اور دم توڑ دیتے تھے۔ جنگ مغلوبہ ہو رہی تھی۔ راجہ ہرنام سنگھ پر وقت تنگ تھا۔ دفعةً ایک سوار گھوڑا ڈپٹاتا ہوا ہرنام سنگھ کے پاس آیا۔ اور عرض کیا حضور آپکے سپہ سالار سردار مہیپت سنگھ معہ اپنے سپاہیوں کے دشمنوں کی حراست مین ہو گئے۔ اس بدخبر نے ہرنام سنگھ کے کان پھاڑ دیئے اُدھر پچھلے حصے کے دشمنوں کے سپاہیوں نے ہرنام سنگھ پر حملہ کر دیا جسکا سنبھالنا اُنھین بہت ہی مشکل ہو گیا۔ وہ بجلی کی طرح تڑاپ کر دشمنوں کے نرغے پر ٹوٹ پڑے اور اسی جوش و خروش اور غضب سے لڑے کہ دشمن بھی بے اختیار عش عش کر اُٹھے

مگر ایک کی دو اور یہاں سینکڑوں کی تعداد آخر کار قید کر لیے گئے سب کیا تھا۔ کھڑگ سنگھ کی فتح مین شادیانے بجنے لگے بام قلعہ پر اجیت سنگھ کے نام کا پھریرا لہرانے لگا سب اسلحہ خانے اور خزانے کے سپاہیوں نے بہت چاہا کہ اسپر حریف قابو نہ پا سکے مگر کیا ہو سکتا تھا حریفوں نے سب کو باندھ لیا اور انجام کار کنجیان حوالہ کرنا پڑین۔

جدھر نگاہ اُٹھتی ہے کھڑگ سنگھ کی دوہائی مچ رہی ہے۔ صبح کا وقت تھا آفتاب کا دھن سونے کے تھال کی طرح آسمان پر چمک رہا تھا۔ سنہری کرنین قلعہ کے اونچے اونچے مناروں پر عجیب لطف دکھا رہی تھین۔ قلعہ مین شور و غل مچا ہوا تھا۔ بادہ شجاعت سے جھومتے ہوئے بہادر اس فتح کی خوشی مین چاروں طرف گھوم رہے ہین کہین مال لٹ رہا ہے کسی غریب کا جھونپڑا برباد ہو رہا ہے۔ کہین عالی شان محل مین آگ لگائی گئی ہے چھوٹے چھوٹے بچے زن و مرد بلبلاتے پھرتے ہین۔ عجیب طوفان بے تمیزی برپا ہے تمام رعایا لٹ رہی ہے۔ کوئی پرسان نہین۔ بڑھتے بڑھتے یہ لوٹ خاص اعتماد پور کے شہر مین پہونچ گئی۔ شہر کی گلی۔ کوچے۔ بستی۔ قلعہ کے داہنی جانب سے شروع ہو کر بہت دور تک پھیلی ہوئی تھی۔ کوئی پورب طرف بھاگ رہا ہے۔ کوئی پچھم کی طرف پھر رہا ہے۔ ہر شخص حواس باختہ ہے۔ جان و مال کی پڑی ہوئی ہے۔ کھڑگ سنگھ کے سپاہی فتح کی خوشی مین کچھ نہین سنتے جو سامنے آیا تلوار کے گھاٹ اُترا۔ گلی کوچوں مین لاشے پٹے ہوئے ہین جس طرح جانور ذبح کیے جاتے ہین آدمی ذبح ہو رہے ہین۔ ستم و ظلم برپا ہے۔ غدر مچا ہوا ہے اور لوگ بے رحمی سے قتل ہو رہے ہین۔ مجبور و عاجز رعایا شور و پشتوں سے عاجز ہو رہی تھی۔ شہر کے ناکوں پر رعایا کے نوجوان غول باندھ کر کھڑے ہوئے اور عورتوں کی حفاظت کر رہے ہین جب کوئی لٹیرا غول ادھر آیا یہ بہادر جان چھوڑ کر اُس سے بھڑ پڑتے ہین اور اپنی جانوں کو قربان کر دیتے ہین اور اس طرح اپنی عورتوں کی عصمت اور بچوں کی نگہداشت کرتے ہین۔ شہر کی عورتین اپنے اپنے کوٹھوں سے لٹیرے سپاہیوں پر اینٹ اور پتھر برساتی ہین۔ ہر گھر مین تیل کا کڑھاؤ چڑھا ہوا ہے۔ لڑکیاں جلتے ہوئے تیل اور کھولتے ہوئے پانی سے اُن لٹیروں کی خبر لے رہی ہین جسپر ایک قطرہ پڑا بلبلا کر زمین پر ڈھیر ہو گیا۔

صبح کے آٹھ بج گئے راجہ ہرنام سنگھ کے دیوان خانے مین کھڑگ سنگھ تخت

اکڑا ہوا بیٹھا ہو پاس ہی ایک قیمتی کرسی پر اُسکے بڑے بڑے سردار بیٹھے مونچھون پر تاؤ دے رہے ہین سامنے کٹہرے کے اندر ہتھکڑی بیڑی سے جکڑے ہوئے راجہ ہرنام سنگھ سردار ہیبت سنگھ گوپال سنگھ اور بڑے بڑے سردار سر جھکائے ایستادہ ہین۔ راجہ ہرنام سنگھ کا چہرہ فرط غصے سے انگارے کی طرح دہک رہا ہو۔ گوپال سنگھ پانون کے زخم سے تلملا رہے ہین سردار ہیبت سنگھ کی آنکھون سے ٹپ ٹپ آنسو گر رہے ہین۔ غرضکہ جتنے سردار ہین قیدی کی صورت مین اداس سر جھکائے کھڑے ہین۔

دربار مین موت کا سین کھنچا ہوا ہو کسی کے منھ سے سانس مین نکلتی۔ البتہ حریف کے سردارون مین چپکے چپکے کھچڑیان پک رہی ہین۔ اُنکے چہرے بشاش ہین۔

قریب آدھے گھنٹے کے اسی قسم کا سناٹا چھایا رہا کھڑگ سنگھ نے اس گہرے سناٹے کو توڑا اور راجہ ہرنام سنگھ کو مخاطب کرکے بولا۔

"راجہ ہرنام سنگھ!۔ آج سے تم ہمارے قیدی بن گئے تمھارا وہ گھمنڈ وہ ناز کہان گیا۔ وہ شیخی اور شان جاتی رہی وہ مردمی اور دلیری خاک مین ملادی گئی۔ تمھاری قسمت کا ستارہ ڈوب گیا تمھاری زندگی و موت کا فیصلہ ہمارے مہاراج اجیت سنگھ کے ہاتھ مین ہو تم نے اپنی بے وقوفی کا نتیجہ دیکھ لیا۔ مدھیر سنگھ کے بھروسے پر بھولے ہوئے تھے سمجھتے تھے کرشن کمار ہماری مدد کرینگے۔ کرشن کمار کی وہ گت ہوئی۔ مدت سے لاپتہ ہین۔ ہمین تمھاری حالت دیکھکر افسوس آتا ہو۔ اگر تم اس بے اعتنائی کا خط ہمارے مہاراج کو نہ لکھتے تو آج تمھاری یہ گت نہوتی مفت مین اپنے تئین برباد کیا۔ خوشی کے ساتھ اپنی راج کماری چندر مکھی کی شادی ہمارے مہاراج کے ساتھ کردیتے تو کیون یہ نوبت ہوتی۔ مین نہین سمجھتا اس شیخی کا پھل آپنے کیا دیکھا۔ چندر مکھی بھی تمھارے ہاتھ سے نکل گئی اور بے عزتی بھی سہنا پڑی۔ اپنا عیش و آرام اپنی دولت ثروت سب مٹی مین ملادی۔ ستم سے تو اب ایک بھیک منگا فقیر اچھا ہو۔ فضول شیخی مین آکر ہزارون آدمیون کا خون اپنی گردن پر لے لیا۔ کیا تمھین مہاراجہ اجیت سنگھ کی طاقت کا کچھ خیال نہ تھا۔ بتاؤ تمھاری وہ دیرتا اس دم کہان ہو۔ تمھارے جانباز سپاہی جنکے زور و بازو پر بھولے ہوئے تھے ایک بھی ساتھ نہین دیتے۔ تمھین اپنے قلعے کی مضبوطی پر بھروسا تھا جواب دو کوئی بھی تمھارے کام آیا۔ کیا تمھین یہ نہین معلوم تھا کہ ہماری ایک چھوٹی سی ریاست ہو بڑون کے منھ الجھنا کسنے کہا ہو۔ راجہ مدھیر سنگھ تو خود اپنے لڑکے

کے قید ہوجانے سے مُردہ ہو رہے ہین وہ بیچارے تمھاری مدد کیا خاک کرتے۔ آج نہین دس دن بعد اُسکا راج بھی ہمارے مہاراج کے زیر نگین ہو جائیگا۔ اور پھر سری نگر کی بھی خیر نہین اُسے ہم کب چھوڑنے والے ہین۔ اندر موہنی کو بھی پکڑ لینگے۔ ہرنام سنگھ! کہو اب کیا ارادے ہین۔

کھڑگ سنگھ کے ان گستاخانہ کلمون نے راجہ ہرنام سنگھ کے بدن مین آگ لگادی جتنے سردار تھے سبکے جسم پر فرط غضب سے لرزہ سا چڑھ آیا۔ چہرے لال ہوگئے۔ اور آنکھون سے چنگاریان نکلنے لگین۔

راجہ ہرنام سنگھ خون کے گھونٹ پی کر رہگئے لیکن وہ شیر ببر وہ میدان حرب کا جنگی پتلا ہیبت سنگھ بھلا ان باتون کی کب تاب لاسکتا تھا۔ اُس سے رہا نہ گیا۔ کڑک کر جواب دیا۔

"کھڑگ سنگھ!۔ ان بیہودہ کلمات سے زبان کیون خراب کرتے ہو۔ راجون کی شان مین ایسے گستاخانہ الفاظ نکالنا بڑی بھاری بے ادبی ہو۔ مانا ہم لوگ تمھارے قیدی ہین۔ مگر ابھی تک ہماری رگون مین وہی راجپوتی خون دوڑ رہا ہو۔ خبردار اب منھ سے بات نہ نکالنا۔ تمھاری واہیات اور نخوت آمیز باتون سے ہمارا خون اوٹ گیا۔ تم کمینے ہو سفلے ہو۔ تمھین بات کرنے کی تمیز نہین بھلے آدمیون کا ایک بھی نشان تم مین پایا نہین جاتا۔ تم کہوگے یہ دشمن ایسا ہی بکتا ہو۔ نہین۔ سچ تو یہ ہو کچھ میری ہی نگاہ دھوکا نہین کھاتی ہو تمھارے ساتھی سردار تمھین نیچی نگاہ سے دیکھ رہے ہین۔ تمھین کمینہ بدقوما کہہ رہے ہین خیر مین نے تمھین سمجھا دیا۔ اب ایسے رکیک اور خلاف شان الفاظ زبان سے نہ نکلین ورنہ تمھارے حق مین اچھا نہوگا

کھڑگ سنگھ ہیبت سنگھ کی آواز سنکر آگ بگولا ہو گیا جسم پر تھرتھری چہرہ تمتما یا ہوا میان پر ہاتھ پڑا۔ شن سے تلوار کھینچ لی۔ اور کٹہرے کی طرف جھپٹا۔ وہ چاہتا تھا کہ بے دست و پا ہیبت سنگھ کو تلوار سے چور زنگ کردے کہ دفعتہً ایک جانب سے بیہوشی کا قمقمہ ناک پر پڑا ساتھ ہی چکر آیا اور قلابازی کھاکر گرا گرتے ہی بیہوش ہوگیا یہ باتین کچھ اتنی پھرتی کے ساتھ ہوئین کسی کی سمجھ مین کچھ بھی نہ آیا سارے درباری بھوچک دروازے کی طرف دیکھنے لگے لیکن کسی کا پتہ نہ تھا۔ اتنے مین

دربار کے باہر ہلڑ ہوا۔ ہلڑ بڑھتا ہی گیا۔ اور کچھ ہی دیر میں کمرے کے اندر چار شخص آتے دکھائی دیے۔ انھیں دیکھ کر جتنے درباری تھے یکایک اُٹھ کھڑے ہوئے سبھوں پر گھبراہٹ سوار ہو گئی۔ کچھ ایسے رعب میں آ گئے کہ ہر ایک نے ان چار شخصوں کو جھک جھک کے سلامیں کین۔ اور ایک کنارے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو رہے۔

ناظرین کرام۔ آپ کا قیاس کیا کہتا ہے۔ یہ کون لوگ ہیں۔ اور انھیں دیکھ کر درباریوں پر رعب کیوں چھا گیا۔ کیوں سلامیں کین۔ آپ نہیں جانتے ہیں ہم بتاتے ہیں۔ سنیے ان میں ایک تو راجہ اجیت سنگھ ہے اور دوسرا اسکا نائب بھگوانداس اور تیسرا مہر سنگھ اجیت سنگھ کا سالا اور چوتھا کھڑک سنگھ کا نائب بھوپت سنگھ۔ کھڑک سنگھ بھوپت سنگھ جو راجہ کرشن کمار کے فوجی سپہ سالار ارجن سنگھ کی لڑائی میں جان لیکر بھاگ کھڑے ہوے تھے مہاراج کے یکایک آجانے سے دربار میں سناٹا چھا گیا ہر شخص تعجب اور حیرت کے بھنور میں ڈبکیاں کھا رہا تھا۔ لیکن کسی کا گردہ نہیں کہ آگے بڑھکر اُنسے کچھ پوچھے اجیت سنگھ درباریوں کو متشوش دیکھ کر سمجھ گئے انھیں ہمارے آنے کا تعجب ہے۔ اس لیئے اُنھوں نے نہایت بردباری سے خود ہی اپنے آنے کا سبب بیان کر دیا۔

اجیت سنگھ۔ تم لوگوں کو اس جانب کے یکایک آجانے سے سخت حیرت ہوئی ہوگی۔ اصل میں ہوا بھی ایسا ہی۔ ہماری اس فوج نے جو بھوپت سنگھ اور کھڑک سنگھ کی ماتحتی میں شیو پور کی فوج کا مقابلہ کیا تھا۔ تو پہلے ارجن سنگھ کی چالاکی سے دھوکا کھا کر شکست اٹھانا پڑی اگرچہ کھڑک سنگھ فوج لیکر ٹوٹ پڑا آخر کار کل شام کو کرشن کمار کی فوج شکست کھا کر بھاگی۔ ہماری فوج کے ہاتھ میدان رہا۔ ہماری فوج نے کرشن کمار کا تعاقب شیو پور تک کیا۔ چھوٹی موٹی لڑائی کے بعد شیو پور بھی ہمارے قبضے میں آ گیا راجہ رندھیر سنگھ کرشن کمار ارجن سنگھ۔ جتنے سردار تھے سب قید کر کے بہار پور کی جیل میں پہونچا دیے گئے۔ ہم تم لوگوں کا پتہ لگانے (اپنے سرداروں کی طرف اشارہ کر کے) ان لوگوں کے ہمراہ اس طرف چلے آئے۔ یہاں آ کر دیکھا تم لوگوں نے بڑی بہادری دکھائی ہرنام سنگھ کو شکست فاش دی اور اعتماد پور کے قلعہ پر اپنا دخل کر لیا۔ اس جانب کو بہت بڑی خوشی حاصل ہوئی۔ اس وقت دو راج ہمارے

تصرف میں ہیں۔ مگر تم لوگوں نے بہت بڑی جانبازی دکھلائی لہذا تمھیں خلعت و انعام عطا کیئے جائینگے۔ جاگیریں ملینگی۔ اس جانب کی رائے میں راجہ ہرنام سنگھ بالکل بے خطا ہے۔ اپنے رندھیر سنگھ کے بھڑکانے پر ہم سے سرکشی کی تھی۔ اس سرکشی کی اسکو سزا مل گئی یعنی اس وقت بے دست و پا ہو کر صرف ہمارے اشارے کا منتظر ہے اسکی موت و زندگی ہمارے ہاتھ میں ہے۔ لہذا ہم اسے معاف کرتے ہیں تا یہ چھوڑ دیا جائے۔ اور ہمارے ملک سے نکلکر کسی دوسرے ملک میں زندگی کے دن پورے کرے۔ ہم اعتماد پور تو اسے دے نہیں سکتے کیونکہ اسے بزور شمشیر تسخیر کیا ہے (کچھ سپاہیوں کی طرف اشارہ کر کے) تم لوگ ہرنام سنگھ اور اُسکے سرداروں کی بیڑیاں کھول دو۔ یہ لوگ ایک گھنٹے کے اندر اعتماد پور خالی کر دیں۔ اُنکے لیے صرف اتنی رعایت کافی سمجھی گئی ہے۔

اجیت سنگھ کے اس حکم سے درباریوں کو کچھ خوشی اور کچھ رنج ہوا۔ لیکن کسکی مجال تھی جو مہاراج کی رائے پر اپنی رائے ظاہر کرتا۔ کسی کا حوصلہ نہیں کہ کچھ استفسار کرے سپاہیوں نے فوراً حکم کی تعمیل کی قیدیوں کی بیڑیاں کاٹ دی گئیں اور سب کے سب راجہ اجیت سنگھ کے روبرو کھڑے کر دیے گئے۔

اجیت سنگھ ان قیدیوں کے ساتھ عزت سے پیش آئے اور حکم دیا تم لوگ آزاد کیے جاتے ہو۔ اعتماد پور خالی کر دو کسی دوسری ریاست میں سکونت اختیار کرو اجیت سنگھ کا اشارہ پا کر نائب بھگوانداس نے ایک بند لفافہ اجیت سنگھ کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ اجیت سنگھ لفافہ لیے ہوئے اُٹھ کھڑے ہوئے اور ساتھیوں کو لیے ہوئے دربار سے باہر آئے۔ اور قلعہ کا پھاٹک طے کرتے ہوئے جب میدان میں نکل گئے لفافہ چاک کیا خط نکالا۔ پڑھا۔ لکھا تھا۔

شریمان سیناپت ارجن سنگھ!

"اس قلعہ کے سامنے والے میدان میں پہونچکر معہ سرداروں کے داہنی طرف کا راستہ پکڑیں کچھ قدم پر آپ کو ساکھو کا جنگل ملیگا وہاں ایک ٹیلے پر برگد کا درخت ہے اسی درخت کے پاس پہونچکر تھوڑی دیر قیام کیجیے۔ آپ کو چار گھوڑے زین لگام سے درست ملینگے۔ آپ گھوڑے پر بلا تامل سوار ہو لیں اور دکھن

کا راستہ لین۔ ڈھائی کوس چلنے کے بعد آپ کو ایک پڑاؤ ملیگا آپ بلا وسواس اُس پڑاؤ
مین چلے جایئے بس زیادہ حال وہین معلوم ہوگا۔ وہان جاکر جو مناسب ہو کیجیے گا فقط

آپ کا ایک خیر خواہ —

ناظرین سمجھ گئے ہونگے کہ راجہ ہرنام سنگھ کے عیارون نے عیاری کھیلکر ہرنام سنگھ اور اُنکے سردارون کی جان بچائی تھی وہ جنگل مین ٹہلتے پھرتے تھے چارون عیار خط دے کر کسی طرف لمبے ہو گئے تھے —

ہرنام سنگھ کو اس خط سے سخت حیرت ہوئی۔ مگر سوچنے سمجھنے کا وقت نہین تھا۔ دشمن ابھی سر پر ہی۔ تیزی کے ساتھ قدم بڑھاتے ہوئے تمام سردار اور راجہ ہرنام سنگھ برگد کی تلاش مین چلے جاتے ہین جنگل کچھ دور نہ تھا۔ آدھے گھنٹے مین برگد کے قریب پہونچ گئے۔ بس گھوڑے کاٹھیان کسی ہوئی کھڑے ہین۔ باگ ڈور [illegible] کے ہاتھ مین ہی۔ ہرنام سنگھ مشکی گھوڑے پر سوار ہو گئے۔ اور اُنکے ساتھی بھی اُچک کر گھوڑون کی پشت پر بیٹھ گئے۔ ذرا سے اشارے پر گھوڑے فراٹے بھرنے لگے۔ آناً فاناً جنگل طے ہو گیا۔ کوئی تین کوس کا ایک سپاٹ میدان ملا۔ یہ میدان بھی ختم ہوا۔ آگے پھر جنگل تھا۔ اس جنگل مین دور سے خیمے چھولداریان دکھائی دینے لگین۔ اور آگے بڑھے فوجی پڑاؤ نظر آیا۔ پڑاؤ کے بیچ مین ایک سرخ نشان لہرا رہا تھا۔ جسپر درگا دیوی کی مورت کڑھی ہوئی تھی —

ہرنام سنگھ نشان دیکھ کر بہت ہی خوش ہوئے۔ سردارون کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ یہ نشان ہمارے دوست مہارانا رندھیر سنگھ کا ہی۔ ہماری مدد کے لیے [illegible] بھیجی ہی کوئی شخص جاکر ہمارے آنے کی خبر سپہ سالار سے کر دے —

حکم کی دیر تھی مہیپت سنگھ سردار نے اپنا گھوڑا آگے بڑھایا اور پڑاؤ مین پہونچکر اطلاع کرائی۔ راجہ ہرنام سنگھ آگئے ہین۔ خبر پاتے ہی کنور چندر بھان۔ جودھا سنگھ۔ نکل سنگھ اور کئی بڑے بڑے سردارون نے ہرنام سنگھ کا خیر مقدم کیا۔ اور بڑے تپاک کے ساتھ بستر پر لائے۔

ہرنام سنگھ نے ہر ایک کو چھاتی سے لگایا۔ اور مسند پر بیٹھ گئے۔ سردارون نے سلامی کی توپین داغین۔ جنگی باجے بجنے لگے۔

چھ بج چکے تھے آفتاب غروب ہو رہا تھا پھر بھی لوؤنکے آتش بار جھونکے مُنہ جھلسائے دیتے تھے۔ ہرنام سنگھ اور اُنکے سردار تھک گئے تھے۔ کوئی تین گھنٹے تک آرام کیا شام ہوتے اُٹھ بیٹھے۔ سندھیا پوجا کی۔ رات کے آٹھ بجے ہرنام سنگھ اور کنور چندر بھان اور دیگر معززین سردارون نے ساتھ بیٹھ کر خاصہ تناول کیا۔ دس بجے کے بعد ایک انجمن ترتیب دی گئی۔ اس انجمن مین بڑے بڑے سردار اندر موہنی اور بہار پور کے نامی گرامی اصحاب جنہون نے اجیت سنگھ کی دستبُردیون سے عاجز ہوکر اس ڈیرے مین پناہ لی تھی۔ شریک ہوئے۔ کنور کرشن کمار کا ذکر چھڑا معلوم ہوا وہ طلسم نیلم مین ہین۔ جب تک طلسم نیلم شکست نہو گا۔ کرشن کمار سے ملنا غیر ممکن ہی۔ اندر موہنی بولی۔ فوج لیکر طلسم نیلم پر چڑھائی کر کے طلسم نیلم غارت کر دیا جاے۔ کیون تاخیر ہو رہی ہی۔ میرا ارادہ ہی مین اپنے سردارون [illegible] کل صبح فوج روانہ کر دون —

ایک سردار نے جواب دیا۔ راج کماری جی! آپ ابھی خروج نہ کرین۔ راج کمار طلسم توڑ کر آیا چاہتے ہین۔ فوج سے کچھ کام نہ چلیگا۔ عیارون سے یہ کام بنیگا۔ عیار بھیج دیے ہین۔ طلسم نیلم کی رانی آفت کی پر کالہ ہی۔ اُسے عیاری ہی نیچا دکھائین گے تعجب نہین دو چار روز مین ہمارے عیار اُسپر قابو کر لین۔ اور وہ گرفتار ہوکر یہان آجاے

کنور چندر بھان۔ میری رائے مین بھی طلسم نیلم کو چھیڑنا اچھا نہین اس دم جو آفت آئی ہوئی ہی پہلے اس سے نجات حاصل کر لینا چاہیئے۔ ہماری فوج کو صبح تین بجتے بجتے یہان سے کوچ کر دینا چاہیئے۔ ہمارا پہلا کام یہی ہی کہ جو دشمن غفلت مین ہین اُنپر اپنا قابو کر لین ہمین جہان تک خبر لگی ہی ابھی تک دشمنون نے بہار پور کے رنواس مین قدم نہین رکھا اگر ذرا بھی دیر کی جائیگی تو ممکن ہی کہ دشمن رنواس مین گھس پڑین اور بیچاری عورتون پر دست ستم دراز کرین بھولی بھالی عورتون کی جانین مفت مین برباد ہو جائینگی۔ جس وقت گھمنڈ سنگھ کی آنکھ کھلیگی رنواس کا ایک ایک تنکا ہلاک کر دیا جائیگا۔ کیونکہ اُسے دھوکا دیا گیا ہی۔ وہ جو کچھ نہ کر ڈالے تھوڑا ہی —

سردارون نے کنور صاحب کی رائے پسند کی۔ ابھی کوئی بات طے نہین پائی تھی یکایک باہر غل و شور کی آواز سنائی دی۔ کئی سردار ڈیرے سے باہر نکل آئے۔ دیکھین سبب کیا ہی۔ کیون شور و غل ہو رہا ہی۔ سامنے دیکھا دو نقاب پوشون مین تلوارین

چل رہی ہین۔ سامنے بہت بڑا لپشتارہ پڑا ہوا ہی۔

ایک نقاب پوش سُرخ نقاب اور دوسرا سیاہ نقاب ڈالے تھا۔ جماؤ دیکھ کر سیاہ نقابدار ایک سمت بھاگا۔ سُرخ نقابدار نے تعاقب کیا۔ سیاہ نقابدار درختون کے جُھرمٹ مین گھُس گیا۔ اتنے مین کسی نے جھاڑی سے نکل کر سیاہ نقابدار پر کمند ڈالی۔ نقاب دار لڑکھڑا کر زمین پر گرا۔ کمند پھینکنے والے نے دوڑ کر کمند ہی سے اُسکی مشکین کس دین سُرخ نقابدار اور بہت سے سپاہی سردار پاس پہونچ گئے۔ مشعلین جل رہی تھین کمند پھینکنے والا بھی بھیڑ دیکھتے ہی بھاگ کھڑا ہوا۔ اور جھاڑی مین گھُس کر غائب ہو گیا۔ لوگ حیرت سے مُنھ تاکتے رہگئے۔

سُرخ نقابدار نے پھرتی سے اُس نقاب پوش کی نقاب اُلٹ دی۔ مشعل کی روشنی چہرے پر پڑتے ہی سُرخ نقابدار نے قہقہہ لگایا۔ اور بولا۔

”اچھا بڑھن پھنسا خود ہی آکر پھنس گیا۔“

جتنے آدمی کھڑے تھے بات کسی کی سمجھ مین نہ آئی۔ سُرخ نقابدار نے اُسے پشتارہ مین باندھ لیا اور ایک سپاہی سے اشارہ کیا۔ اسے دربار مین پہونچادے۔ سپاہی پشتارہ لے چلا۔ نقابدار ساتھ ہولیا۔ سردار بھی پیچھے پیچھے چلے۔ جب اُس مقام پر پہونچے جہان دونون نقابداردن سے تلوار چل رہی تھی۔ اور جہان ایک پشتارہ پڑا ہوا تھا۔ سُرخ نقابدار نے پشتارہ پشت پر لاد لیا۔ سپاہی اور نقابدار پشتارے لیے ہوئے دربار مین آئے سردار بھی اپنی جگہون پر بیٹھ گئے۔ سُرخ نقابدار نے پشتارہ رکھ کر راجہ ہرنام سنگھ سے کہا۔ شری مان جی۔! آج ایک بہت ہی قیمتی تحفہ نذر کیا چاہتا ہون کچھ انعام ملے تو پیش کرون۔

ہرنام سنگھ۔ (مسکرا کر) پہلے تم اپنا نام بتاؤ۔ پھر تحفے اور انعام کی گفتگو کرنا۔

سُرخ نقابدار۔ (نقاب اُلٹ کر) حضور کا غلام ملکی رام ہون۔

ہرنام سنگھ۔ دونون پشتارون مین کیا ہی۔؟

ملکی رام۔ کھڑگ سنگھ اور اُسکا عیار سُبا ہرن ہی۔

یہ کہکر پھرتی سے پشتارہ کھول ڈالا۔ گھوڑے کی لید اور لکڑیان بھری ہوئی تھین ملکی رام کو حیرت تھی کیا بات ہی وہ بھوچک سا چارون طرف دیکھنے لگا۔ حاضرین

اُسکی حالت پر خندہ کرنے لگے۔

ہرنام سنگھ نے مُسکرا کر فرمایا۔

”ملکی رام! کیا خوب تحفہ لائے ہو۔ اسی کا انعام مانگتے ہو۔ عیاری کی اور کرنہ جانی“

ملکی رام نے شرم سے گردن جُھکالی۔ ہرنام سنگھ نے پھر کہا۔

”خیر پہلے یہ تو بتاؤ۔ تم اتنے دنون سے تھے کہان۔ حریف ہمارے قلعہ پر قابض ہو گیا۔ ہم لوگون نے استقدر اذیت اُٹھائی۔ بعزتی ہوئی۔ مگر تمھاری عیاری ہماری مدد نہ کر سکی۔ اشیل بالا اور چپلا کا بھی کہین پتہ ہی۔ بسنتی۔ کشوری۔ راج کماری کے ساتھ ہی غائب ہو گئین۔“

ملکی رام۔ سرکار۔ غلام حضور ہی کے کام سے لگا ہوا تھا۔ افسوس میری شومی قسمت نے مجھے مجبور کر رکھا۔ آپ کی مصیبت مین کام نہ آسکا۔ مجھ سا بدنصیب دنیا مین کوئی نہو گا۔ خیر۔ ابھی وقت نہین گیا ہی۔ ایشور چاہتا ہی تو کل میدان جنگ مین اپنی قسمت آزمائی کرونگا

ابھی بات ختم نہوئی تھی ایک جانب سے دو صندلی نقاب پوش اور سُرجیت سنگھ عیار ایک ایک پشتارہ پشت پر لادے دربار مین داخل ہوئے۔ پشتارے زمین پر رکھ دیے پھر سلام کرکے ادب سے کھڑے ہو رہے۔

ہرنام سنگھ۔ (تعجب بھری آواز سے) سُرجیت سنگھ۔ کیونکر آئے اور یہ تمھارے ساتھ کون ہین سنتے ہین تمھارے آقا کنور بلبھدر سنگھ بھی بلا مین پھنس گئے ہین۔

سُرجیت سنگھ۔ (دست بستہ) شری مان جی! مین کچھ دنون سے کنور چندر بھان کی تابعداری مین تھا مجھے کنور بلبھدر سنگھ کا ذرا بھی حال معلوم نہین۔ مگر اتنا کہہ سکتا ہون کہ کنور صاحب بڑے مزے مین ہین۔ اُنکے بارے مین جو کچھ حضور نے سُنا ہی سراسر غلط ہی۔ یہ ہمارا ساتھی نقاب پوش نیا شاگرد ہوا ہی۔ بہت ہونہار لڑکا ہی۔ ان تینون پشتارون مین آپ کے باغی بندھے ہوئے ہین۔ جنکی بے ایمانیون سے حضور کو استقدر زحمتین برداشت کرنا پڑین۔

ہرنام سنگھ۔ کون کون باغی ہین۔ اُنکے نام کیا ہین۔ ان پشتارون کو کھولو۔ یون تو میری سمجھ مین کچھ نہین آتا۔

سُرجیت سنگھ نے پشتارے کھول ڈالے۔ راجہ ہرنام سنگھ کنور چندر بھان اور

افسر لشکاروں کے پاس پہونچے۔ ہرنام دیکھتے ہی ششدر ہو گئے بار یک آواز میں یہ جملہ منھ سے نکل گیا۔
ہا ئین۔ یہ تو میرا نالایق سالا نانک ہی۔ اور یہ پرانا کھوسٹ اعتماد پور کا کوتوال جگجیت ہی۔ اسے مین نے نکال دیا تھا۔ اور یہ تیسرا مفتری کون ہی مین نہین پہچانتا۔
ملکی رام۔ شری مان جی! یہ راجہ اجیت سنگھ کا عیار ویر سنگھ ہی۔ یہ شیاما چرن کے ساتھ ہمارے قلعہ مین پکڑا گیا تھا۔ (نانک کی طرف انگلی اٹھا کر) انھین کی وجہ سے ویر سنگھ اور شیاما چرن قید توڑ کر نکل بھاگے تھے۔ اور پردے پردے ہم لوگون کو نقصان پہونچا رہے تھے۔ نانک اور جگ جیت ان سے ساز رکھتے تھے اور صورت بدل بدل کر جاسوس کا کام انجام دیتے تھے۔ حضور ملاحظہ کرین مین نے شیاما چرن کو قید کر لیا ہی۔
یہ کہکر ملکی رام نے دوسرا شتارہ جسمین سیاہ نقابدار تھا کھول ڈالا۔
شیاما چرن پر نظر پڑتے ہی حاضرین بہت محظوظ ہوئے۔ ہرنام سنگھ کے اشارے سے دونون صندلی نقاب پوشون کی نقابین الٹ دی گئین۔ نقاب اُٹھتے ہی دونون شخص ہاتھ جوڑے زانو ٹیک کر بیٹھ گئے۔
اہاہا۔ کیا اچھا سین ہی۔ راج کماری چندر لکھی کی پیاری سہیلیان بسنتی۔ اور کشوری ہاتھ باندھے بیٹھی ہین۔ انھین دیکھ کر ہرنام سنگھ کی باچھین کھل گئین۔ ملکی رام کی طرف دیکھ کر فرمایا۔
تم ثابت کر سکتے ہو۔ نانک اور جگ جیت نے کیا کیا سازشین کین۔
ملکی رام۔ ہان شریمان۔ سنیے۔ نانک۔ . . . .
کنور چندر بھان۔ (قطع کلام ہو کر) جناب! رات بہت آگئی ہی کام زیادہ ہین ایسا نہو وہ نفسد کھڑگ سنگھ ہوشیار ہو جائے۔ پھر مشکل پڑ جائیگی قلعے کا ہاتھ آنا دشوار ہو جائیگا۔ سبکے جلسا ہین۔ سینکڑون ثبوت مل جائین گے۔ ان مرحلون سے کسی طرح فرصت مل جائے پھر ان مقدمات کا فیصلہ ہوتا رہیگا۔
ہرنام سنگھ۔ (غور مین جاکر) خیر۔ اسقدر ادر بتا دو جس وقت مین کھڑگ سنگھ کی قید مین تھا۔ اور میرے سردار مسلسل و مطوق بیڑیان ہلا رہے تھے اس وقت

رنجیت سنگھ نے کہا تھا کہ شمبھو پور فتح ہو گیا۔ معلوم نہین کہ یہ خبر کہانتک درست اور یہ بھی سنا ہے کہ راجہ رندھیر سنگھ مقید ہو کر اعتماد پور کی جیل مین پہونچ گئے۔ کیا یہ بات سچ ہی۔ یا یہ گپ اڑا دی گئی۔
چندر بھان۔ واقعی یہ گپ ہی اڑا دی۔ اصل مین آپ لوگون کو خلاصی دلوانے کے لیے عیاری کی گئی۔
ملکی رام نے راجہ اجیت سنگھ کا روپ بھرا۔ سر بجیت سنگھ۔ بسنتی اور کشوری اجیت سنگھ کے ساتھی بھگوانداس ہری نیتھ اور مہر سنگھ بن گئے۔ اس وقت موقع ہی ایسا تھا لغو بیانی سے کام لیا گیا۔ ورنہ دراصل مہاراجا رندھیر سنگھ کے نائب ارجن سنگھ اور سپہ سالار رستم سنگھ نے وہ وہ کارنمایان کیے حضور دیکھتے تو عش عش کر جاتے۔ کھڑگ سنگھ اور بھوپ سنگھ پر وہ وہ ٹھوکرین پڑین ہین کہ انکا دل ہی جانتا ہوگا۔ وہ بودی مار پڑی اگر بھاگ نہ جاتے تو زندہ نہ بچ سکتے۔ حریف کی فوج ہزیمت کھا کر کچھ تو بھاگ کھڑی ہوئی اور کچھ شہزادہ کرشن کمار کی پناہ مین آگئی۔ بہت سے سردار اب تک قید ہین۔ مین بھی اپنے پتا مہاراجہ دلیپ سنگھ سے اجازت لیکر ارجن سنگھ کا شریک ہو گیا۔ ہم نے اس میدان مین پڑاؤ ڈال دیا۔ ارجن سنگھ کو ہمارے آنے کی خبر ملی۔ وہ مجھسے ملنے کے لیے آج ہی صبح آنے والے ہین۔ سوار بھیج دیا گیا ہی۔ انکی فوج بھی ہماری مدد کے لیے الیشور چاہتا ہی کل صبح تک یہان پہونچ جائیگی۔
ہرنام سنگھ چندر بھان کی باتون سے بہت خوش ہوئے۔ ملکی رام بسنتی۔ کشوری اور سر بجیت سنگھ کی وفادارانہ کوششون کی تعریف کرتے رہے۔
کنور چندر بھان نے شیاما چرن۔ ویر سنگھ۔ نانک اور جگجیت سنگھ کو حراست مین لے لینے کا حکم دیا۔ حکم پاتے ہی سپاہیون نے سب کی مشکین باندھ لین اور ایک مضبوط خیمے مین قید کر کے پہرا چوکی کا انتظام کر دیا۔
اتنے مین دو بجنے کی ٹھنا ٹھن آواز آئی۔ محفل برخاست کر دی گئی اور لوگ کوچ کی طیاریون مین لگے۔

باب نوان

قصور نفس لعین پر خدا رہا ناراض
گناہ غیر پہ ہم موزد عتاب رہے

طلسم نیلم کے ایک سنگین حجرے مین کرشن کمار۔ امر سنگھ بیٹھے ہوئے ہین۔ سامنے ایک طلسمی پتلہ شمشیر بکف عین دروازے کے وسط مین کھڑا ہی۔ اسکی صورت حبشیون سے کم نہین۔ ہاتھ تنا ہوا گردن جھکی ہوئی گویا کسی فکر مین غوطے کھا رہا ہی۔ اس پتلے کو کھڑے ہوئے آج سات روز ہو چکے ہین۔ امر سنگھ نے جب لعینہ کو بیہوش کیا تھا اور وہ اس کوٹھری سے غائب ہوگئی تھی کچھ دیر امر سنگھ اور کرشن کمار حیرت سے ہاتھ ملتے رہے۔ امر سنگھ نے چاہا اس کوٹھری سے نکل کر چلتا دھندا کرین اور اس حبشہ کا پتا لگاکر اُس سے عوض لین۔ دونون شخص کوٹھری سے نکلنے کی فکر مین تھے کہ دفعتہ کوٹھری کی چھت ہلنے لگی اور وہ دونون بیہوش ہوکر گر پڑے۔ جب ہوش آیا تو اسی کوٹھری مین بند پایا اور طرفہ بات دیکھنے مین آئی۔ یعنی کوٹھری کے دروازے پر ایک حبشی ننگی تلوار لیے کھڑا ہی۔ کچھ دیر اُسے بغور دیکھا کیے آواز دی۔ تو کون ہی اور کیون کھڑا ہی جواب ندارد۔ وہ سمجھ گئے یہ آہنی پتلہ ہی۔ امر سنگھ اور کرشن کمار جواب نہ پاکر دیوار کی طرف بڑھے پتلے نے تلوار علم کرلی۔ یہ رک رہے۔ سمجھتے تھے قدم آگے بڑھا اور تلوار نے ہمارا خاتمہ کر دیا۔ مجبور ہوکر وہ پھر اپنی جگہ پر بیٹھ گئے۔

امر سنگھ نے پتلے سے بات چیت کرنے کے لیے بیسیون حملے کئے لیکن ایک [illegible] کا بھی جواب نہ ملا اُنھین اطمینان ہوگیا۔ یہ انسان نہین ہی درحقیقت لوہے کا پتلہ ہی۔

امر سنگھ بیم و رجا کی حالت مین بیٹھا پتلے کی طرف دیکھ رہا ہی کوئی تدبیر کارگر نہین ہوتی۔ اُسے مایوسی ہوگئی تھی۔ اس قید سے نکلنا بہت دشوار امر معلوم ہوتا ہی۔ گو دروازے کے پٹ کھلے ہوئے تھے۔ دن رات کا ثبوت مل جاتا تھا کیونکہ روشنی کے آنے مین رکاوٹ تھی نہین۔

دونون علی الصباح سو کر جب اُٹھتے تھے۔ اپنے بستر پر کچھ پھل اور مٹی کے دو آبخورون مین پانی رکھا ہوا پاتے تھے۔ اُنھین حیرت تھی۔ یہ پھل اور پانی روز

کون رکھ جاتا ہی۔

آٹھوین روز جب خواب سے بیدار ہوئے کرشن کمار کی دلی افسردگی زیادہ بڑھ گئی۔ آج اُنھین پوری پوری یاس ہی۔ اب تمام عمر اسی قید مین پڑے پڑے بھوک اور پیاس سے مر جائین گے۔ ماتا پتا کے درشن نہونگے۔ کامیشری اُدھر قید مین پڑی ہوئی اپنی قسمت کو رو رہی ہوگی۔ اندر موہنی کا کیا جانے کیا حال ہوگا۔ اب کسی کی زیارت نہوگی۔ مقام طلسم ہی اس سے چھٹکارا بہت ہی محال ہی۔ (امر سنگھ سے) کیون برادر ؟ یہ حرامزادہ پتلا بے طرح آڑ گیا ہی۔ سامنے سے ہٹانے کی کوئی تدبیر کرو۔ کیا اسی قید مین ہم تم دونون جانین دے دین۔

امر سنگھ۔ شریمان جی ! کچھ کہا نہین جاتا عقل کام ہی نہین دیتی۔ انسان ہوتا تو ابتک ہمارے پھندون مین آجاتا اسپر حکمہ نہین چل سکتا۔ کیا کرون آج آٹھ روز ہوئے اسی پس و پیش مین ہون۔ نہ تو یہ باتون سے پگھلتا ہی اور نہ بیہوشی اسپر سرایت کرتی ہی۔

کرشن کمار اپنی دُھن مین لگے ہوئے تھے۔ امر سنگھ اتنی باتین کہہ گیا اُنھون نے ایک بھی نہین سنی وہ اپنی پشت کی دیوار پر مُنھ کیے کچھ دیکھ رہے تھے۔ یکایک اُنھین کچھ نظر پڑا امر سنگھ سے فرمایا۔

”بھائی ذرا دیکھنا تو سہی۔ اس دیوار پر کچھ لکھا ہی۔ حرف بہت باریک ہین اچھی طرح پڑھے نہین جاتے شطرنج کے خانے بنے ہوئے ہین اُن مین ایک ایک لفظ لکھا ہوا ہی۔ اسکا مطلب کیا ہی کچھ سمجھتے ہو۔

یہ دیوار دروازے کے سامنے تھی۔ دروازہ کھلا ہوا تھا اسلیے صبح کی ہلکی ہلکی روشنی دیوار پر پڑ رہی تھی۔ امر سنگھ اور کرشن کمار اُٹھکر دیوار کے پاس پہونچے حرف صاف نظر آنے لگے۔ شطرنج کے خانون مین اس طرح حرف کندہ تھے۔

اے	بی	یہ جو	بی	د	ری	وا	کو
x	+	مین	+	+	ہی	+	+
رچ	ک	پچو	ر	کے	ر	ٹھ	زرا

یہ دونون کچھ دیر تک اس نقش کی طرف آنکھین لڑائے رہے اور اسکا مطلب سمجھنے کے لیے دماغ پر زور دے

رہے۔ آخر راج کمار کے چہرے سے فکر دور ہوئی اُنھون نے مسرت آمیز لہجہ مین کہا۔
"دو برادر! آپ کی عقل نے کچھ کام دیا یا اس سے مطلب کیا ہے۔؟
بائین طرف کے اوپر والے حرف کو گھوڑے کی چال پر حرف بٹھائے گئے ہین
ہر ایک ڈھائی خانے پر مطلب کا حرف ملتا ہے۔ اسمین لکھا ہے۔
"کوٹھری کے بیچوں بیچ مین ایک چور دروازہ ہے۔
امر سنگھ۔ مرحبا! آپکے دماغ نے خوب کام کیا بڑی دور کی کوڑی لائے۔ واقعی
یہی بات ہوگی۔ ضرور کہین نہ کہین چور دروازہ ہے۔
امر سنگھ نے فرش پر نگاہ دوڑائی۔ اُسے معلوم ہوا کہ کل کوٹھری مین فٹ فٹ بھر
کے مربع پتھر کے چوکے جڑے ہوئے ہین۔ مگر کوٹھری کے ٹھیک وسط مین گز بھر کے
قریب قوس نما حلقے مین ایک گول پتھر نصب ہے۔ اب امر سنگھ نے اُس گول پتھر کو غور
دیکھا اُسے وہ پتھر حرکت کرتا معلوم ہوا۔ کرشن کمار سے کہا۔
آپنے ملاحظہ کیا۔ یہ پتھر حرکت کر رہا ہے۔ ہو نہو یہی چور دروازہ ہے۔ اسکے کھولنے
کا کھٹکا کہین قریب ہی ہوگا۔
امر سنگھ ادھر اُدھر ٹٹولنے لگا۔ اُسنے دیکھا ہلال کی صورت کا نشان اُسی گول پتھر
کے پاس ہی ایک چوکے پر بنا ہوا ہے۔ اُس ہلال کے درمیان ایک چھوٹی سی کالی کیل لگی ہے
امر سنگھ نے وہ کیل بائین ہاتھ کے انگوٹھے سے دبا دی۔ دھڑاکے کی آواز کے ساتھ پتھر کا
وہ گول ٹکڑا نشیب کی طرف کسی اندرونی قبضے پر جھولنے لگا۔ یکایک دھڑاکے کی آواز
سے دونون چونک پڑے۔ دونون نے اُس پتھر کے نیچے بڑے شوق سے نگاہ دوڑائی
چونکہ کثرت کا اندھیرا تھا کچھ محسوس نہوا البتہ چور دروازے سے جو روشنی اندر جا رہی
تھی اُس سے کچھ زینون کا جھلکا سا نظر پڑا۔ امر سنگھ بولا سرکار نے دیکھا۔ اس دروازے
مین زینہ لگا ہوا ہے جو آڑا ہوتا ہوا نیچے اُتر گیا ہے۔ مگر اس بات کا اندیشہ ضرور ہے
ہم نہین کہہ سکتے کہ یہ ہمین آرام سے کسی جگہ پہونچا دے گا۔ یا کسی آفت مین پھنسا دیگا۔
کرشن کمار۔ بیشک یہ تو کوئی نہین کہہ سکتا بہرحال نیچے اُترنا چاہیئے۔ جو ہوگا دیکھا جائیگا۔
امر سنگھ نے فلیتہ عیاری روشن کیا اور چور دروازے کے پتھریلے زینے سے اُترنے
لگے۔ کرشن کمار اُسکے پیچھے تھے یہ پتھریلا زینہ بہت لمبا تھا خدا خدا کرکے وہ سلسلہ ختم ہوا

زمین ملی زمین بالکل ترائی ہوا مین کسی قدر حبس تھا۔ مگر اُنکے بدن کے حرکت کرنے سے کچھ کچھ
ہوا کی سنک معلوم پڑ جاتی تھی۔
زینے کے دونون جانب سنگین دیوارین تھین۔ دونون دیوارون مین آپس کا فاصلہ تین فٹ
سے زیادہ نہ تھا۔ دیوارون کے سرون پر محرابدار سنگین چھت تھی۔ جس طرح کوئی شخص سرنگ
مین جا رہا ہو بس بعینہ یہ حالت کرشن کمار اور امر سنگھ کی تھی۔ دونون شخص پھونک پھونک
قدم رکھتے چلے جاتے تھے۔ اتنے مین ایک دوراہہ ملا جسکی شکل V حرف کی طرح تھی دونون
یہان ٹھہر کر دم لینے لگے۔ امر سنگھ بولا۔
"کیون صاحب! اب کس طرف چلین۔
کرشن کمار۔ داہنے ہاتھ کی طرف۔
امر سنگھ اور کرشن کمار آگے بڑھے۔ کچھ ہی قدم گئے ہونگے پھر زینے کا ایک لمبا سلسلہ
نظر آیا۔ اُس زینے کی ساخت بھی بعینہ ویسی تھی جیسی ابھی ابھی دیکھنے مین آچکی ہے۔
روشنی مین اُنھون نے دیکھا کہ زینے کے سلسلے کا بالائی حصہ چھت کے ایک پتھر کے
چوکے سے مل کر ختم ہو گیا ہے۔ اسکا نتیجہ امر سنگھ نے یہ نکالا اس زینے کی آخری سیڑھی پر
کوئی دروازہ ضرور ہے۔
خیر دونون اضطرابی کے ساتھ زینے پر چڑھ گئے۔ ابھی ان مین اور چور دروازہ مین قریب
قریب دس بارہ زینون کا فاصلہ تھا۔ کہ یکایک امر سنگھ کی نظر کسی چیز پر پڑی اور
وہ رہ رہکر اُسی چیز پر روشنی پھینکنے لگا۔
دونون نے دیکھا کہ زینے کے داہنی جانب بے پٹون کا ایک دروازہ ہے روشنی
پڑنے سے معلوم ہوا کہ دروازے کے اندر جو راستہ نکل گیا ہے وہ ایک پتھر کے قریب
پہونچ کر بند ہو گیا ہے۔ زینے کے داہنی طرف کی دیوار مین اُس دروازے کی دہلیز
تھی۔ امر سنگھ اُسی دروازے مین گھسا اندرونی راستہ کا طول و عرض اور اُسکی ساخت
پیچھا چھوڑے ہوئے راستے کے مطابق تھا۔ دروازے کے اندر والے راستے مین اُنھین ایک
عجیب بات دیکھنے مین آئی اُس راستے کے داہنے بازو پر جو دیوار تھی اُس مین آٹھ دروازے
ایک دوسرے سے برابر فاصلے پر ایک ہی صورت کے لگے ہوئے تھے۔ جن کا سب سے
آخری دروازہ اُس دیوار کے متصل تھا۔ جو راستے کا دوسرا سرا بند کئے ہوئے تھا۔ اور

جسکا جھلکا ابھی ابھی امر سنگھ اور کرشن کمار زینے سے دیکھ چکے تھے دروازون مین بارہ بارہ ڈنڈے
کی سیڑھیان لگی ہوئی ہین آڑا سلسلہ چھت تک چلا گیا ہی اور چھت کی محراب کے پاس کسی
پتھر کے چوکے سے ملکر ختم ہو گیا ہی۔

امر سنگھ۔ یہ کل راستے علاحدہ علاحدہ کوٹھریون سے کسی جانب نکل گئے ہین۔ جو پتھر نصب
ہی غالبًا یہی دروازے کا پلا ہوگا۔

کرشن کمار۔ ٹھہرو تو سہی یہ آواز کیسی آرہی ہی۔

امر سنگھ اور کرشن کمار نے سانس روک لی۔ آنکھین بند کرلین۔ اور آواز پر کان لگادیے
گھڑی دو گھڑی اسی طرح کیفیت رہی مگر انھین کچھ سمجھائی نہ دیا۔

امر سنگھ۔ آپ نے کچھ سُنا۔

کرشن کمار۔ کوئی بڑبڑا رہا ہی۔ لیکن اب تو کچھ سُنائی نہین دیتا۔ تم نے [illegible] سُنا

امر سنگھ۔ نہین مین نے کچھ نہین سُنا۔

کرشن کمار۔ کیا مین نے دھوکا کھایا۔ ہرگز نہین۔ کوئی ضرور بڑبڑا رہا تھا۔

امر سنگھ ششدر و حیران کرشن کمار کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اُسنے جب آواز محسوس
نہوئی۔ پھر آگے قدم بڑھایا۔ راج کمار بھی چل کھڑے ہوئے امر سنگھ نے آخری دروازہ پر
لیمپ کی روشنی پھینکی۔ اُسکے اندر بھی سیڑھیون کا سلسلہ تھا۔ جو چھت کے پتھر کے
پاس جاکر ختم ہو گیا تھا۔ اس دروازے مین کوئی نئی بات نہ دیکھ کر رائے قایم ہوئی یہان سے
پلٹ چلین۔ دونون وہان سے کھسکا چاہتے تھے۔ اس اثنا مین کسی کی باریک آواز کچھ
کہتی ہوئی کان مین پڑی مطلب صاف سمجھ مین نہ آیا لیکن آواز کا رُخ معلوم ہو گیا آٹھوین
دروازے سے آواز آرہی تھی۔ اُنھین باور ہو گیا ہو نہو اس دروازے مین کوئی
نہ کوئی بھید ضرور ہی۔ دونون شخص آٹھوین دروازے کی طرف لپکے دو چار سیڑھیان
طے کی ہونگی آواز بند ہو گئی۔ دونون ڈنڈون پر کھڑے ہو رہے۔ امر سنگھ آگے تھا فلیتے
کی روشنی مین بالائی حصہ دیکھنے لگا دیکھتے دیکھتے ایک کیل پتھر کی بغل مین دکھائی دی
وہ تاڑ گیا اس کیل کے دبانے سے پتھر الگ ہوکر دروازہ نکل آئیگا۔ اس چور دروازہ
کے کھولنے کے پیشتر امر سنگھ نے آواز پر کان لگادیے۔ دیکھین اوپر کتنے آدمی ہین۔ اور
اس وقت کیا کر رہے ہین۔

دیر تک امر سنگھ انتظار کھینچتا رہا۔ زنانی کمزور آواز یہ کہتی ہوئی کان مین پڑی۔
رو اس دُکھ کا کوئی ٹھکانا ہی۔ اب مجھسے یہ تکلیفین برداشت نہین کی جاتین بھلا
اتنے دن تک کوئی آدمی جسکا چمڑا تک خشک ہو گیا ہو زندہ رہ سکتا ہی۔ ہاے
یہان کسقدر اندھیرا ہی اکیلے پڑے پڑے مردہ ہو گئی ہون۔ اُف جان نہین نکلتی
یہان کوئی رسی کا ٹکڑا ابھی نہین جو میری پھانسی بنکر اس دُکھ سے نجات دلا دیتی پرمیشور!
کیا تو مجھسے روٹھ گیا ہی مین نے کون سے پاپ کیئے۔ جسکے صلے مین ایسے
دُکھ بھوگ رہی ہون۔ مین اپنی سہیلیون۔ داسیون۔ کنیزون۔ پر ہمیشہ مہربان رہتی
تھی۔ مین نے تو کبھی کسی کو آزار نہین پہونچایا۔ جانور تک مجھسے خوش رہتے تھے۔
[illegible]ری بیکسی۔ میرے دُکھ اور میری مصیبت پر کوئی رونے والا نہین۔ ہاے میرے
[illegible]ہین رہ گئے۔ تو اب مین کیا کرون۔ یہان کوئی کنوان بھی نہین۔ اسی مین ڈوب کر
مرجاتی۔ اب مجھسے یہ دُکھ اُٹھایا نہین جاتا۔ میری ہڈیان پسلیان نکل آئی ہین کوئی بات
نہین پوچھتا کیسی ہو۔ ہے پرماتما! جسنے مجھے اس دُکھ مین ڈال دیا ہی تو اُس سے
سمجھ لینا۔ اُسے بھی ایسی خرابیون سے مارنا۔ آہ۔ اس نرک مین میرے پران نکلتے ہین۔
سنتے سنتے امر سنگھ کا دل بھر آیا۔ اس سے زیادہ سُنا نہین گیا اضطرابی کے ساتھ
کیل پر ہاتھ ڈال دیا۔ کیل نیچے دب گئی۔ اور دھڑاکے کے ساتھ دروازہ کھل گیا۔
امر سنگھ موم بتی لئے ہوئے فورًا اُس سیڑھی پر چڑھا اور اپنی قدرتی ملایم آواز مین کہنے لگا
دد ای غریب بیکس تو کسی بات کی فکر نہ کر ایشور نے مجھے تیری مدد کے لیے بھیج دیا
ہی۔ تیری کلفت کے دن مٹ گئے۔ اب تجھے اس کوٹھری مین نہ رہنا پڑیگا۔
امر سنگھ نے دیکھا ایک ہڈی چمڑے سے منڈھا ہوا ڈھانچہ زمین پر پڑا ہوا ہی سانس چل رہی ہی
امر سنگھ کو دیکھکر وہ اُٹھ بیٹھا اور آنکھ پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا۔ لیکن اندھیرے مین
رہنے کی وجہ سے اُسکی نگاہین اسقدر کمزور ہو گئی تھین کہ اس ہلکی سی روشنی کی بھی
برداشت اُس سے نہوسکی۔ اُسنے چکاچوند سے آنکھین بند کرلین اور مُنھ پر ہاتھ
رکھ لیا۔ کرشن کمار بھی اوپر آگئے تھے۔ دونون نے پہلے کوٹھری پر سرسری نگاہ دوڑائی
اُنھین معلوم ہوا کہ یہ کوٹھری بھی اُسی طرح کی کوٹھری ہی جس مین یہ دونون شخص پہلے
قید ہو چکے تھے۔ اور جس مین کوئی دروازہ نہ تھا جسکا ذکر گذشتہ تیسرے باب مین ہو چکا ہی

امر سنگھ اور کرشن کمار نے اُس زندہ ڈھانچے پر نگاہ ڈالی انھین معلوم ہوا یہ مرد نہین بلکہ کوئی مظلوم عورت ہی۔ اُسکے کپڑے لتے بالکل کثیف ہوگئے تھے۔ سر کے بال بکھرے ہوئے۔ چہرہ زرد۔ آنکھون مین حلقے۔ لبون پر سیاہی دوڑی ہوئی۔ عمر بھی زیادہ نہین۔ پندرہ سولہ سال کے دایرے سے ابھی باہر نہین نکلی ہوگی۔ لیکن اس وقت وہ اٹھارہ سال سے کم کی نہین معلوم ہوتی تھی۔

امر سنگھ موم بتی کی روشنی مین اُس غریب عورت کی شباہت دیکھ رہا تھا کرشن کمار بھی اُس دکھیتانی کے پاس پہونچ گئے۔ اور غور کے ساتھ اسکا چہرہ مہرہ دیکھنے لگے ایک آہ کے ساتھ چھاتی پر ہاتھ مارا بے ساختگی مین یہ جملے نکلنے لگے۔

پرماتما! مین کیا دیکھ رہا ہون۔ ارے یہ تو راجہ مان دت کی لڑکی کامیشری ہی ہاے پیاری دلربا تم کہان۔ آہ مین تو سمجھتا تھا کہ تو [illegible] مین ہوگی۔ تو اِن [illegible] کے ہاتھ کیونکر پڑ گئی۔ میری دھان پان کامیشری کی یہ گت ہوگئی۔ ہاے اسکی پسلیان زمین پر پڑے پڑے دکھنے لگی ہونگی میری جان! تمھارے درد و مصیبت کو دیکھ کر میری چھاتی پھٹی جاتی ہی۔

آج سے سال بھر پہلے تیری کیا کیفیت تھی اور آج کیا حالت ہی۔

کرشن کمار کی آواز نے کامیشری کی آنکھین کھول دین حالانکہ روشنی آنکھ کھولنے مین مانع تھی۔ لیکن اس آواز مین افسون بھرا ہوا تھا۔ اُسنے بیقراری کے ساتھ دیدے کھول دیے اور آنکھین پھاڑ پھاڑ کر شوق بھری نظر سے دیکھنے لگی۔ پھر پُر درد آواز سے چیخ مار کر رو دی۔ اور ہاتھ بڑھا کر اس بے اختیاری کے ساتھ کرشن کمار سے لپٹ گئی کہ کبھی کے بچھڑے اگر ملے بھی ہونگے تو اسی طرح اور اسی شوق سے لحاظ و شرم کا پردہ اٹھ گیا۔ بے اختیاری کے ساتھ رو رو کر کہنا شروع کیا۔

دو سوامی! داسی تو قسمت کو رو بیٹھی تھی آج نہ جانے کیسی مبارک گھڑی آگئی جو تمھاری پاک صورت پھر دکھائی دی۔

یہ کہہ کے بلک بلک کر رونے لگی۔

امر سنگھ بولا۔ رونے دھونے کا کام نہین۔ ایسا نہو کوئی فتور اٹھ کھڑا ہو۔ اس لیے یہان سے نکل چلنا چاہیئے۔ باہر نکل کر اچھی طرح بات چیت کر لینا۔

کرشن کمار۔ بہتر ہی۔ انھین کیونکر ساتھ لے چلوگے۔ یہ بہت کمزور ہوگئی ہین۔ کیونکر زینے سے اُترینگی۔

امر سنگھ کچھ نہ بولا۔ کامیشری کے پاس پہونچ کر اپنے بٹوے سے ایک رومال نکالا اور کامیشری کے ہاتھ مین دے کر کہا۔ راج کماری جی! ذرا اسے سونگھیے کیسی اچھی خوشبو ہی۔ دماغ تازہ ہوجائیگا۔

کامیشری رومال سونگھنے لگی۔ بیہوشی کے عطر سے بسا تھا۔ تڑ تڑ تین چھینکین آئین بیہوش ہوکر گر پڑی۔

امر سنگھ نے پشتارہ بنا پشت پر لاد لیا۔ چور دروازے سے نکلکر کرشن کمار اور امر سنگھ کھٹ کھٹ کرتے سیڑھیون سے اُترے۔ اور اُسی لمبی چوڑی کوٹھری مین پہنچے۔ امر سنگھ نے چور دروازہ بدستور بند کر دیا تھا۔

کرشن کمار۔ اب اس جگہ سے باہر نکلنے کے لیئے اصلی راستے پر ہو جانا چاہیئے۔

امر سنگھ۔ پھر ہم آپ اوپر چڑھینگے۔

راج کمار۔ [illegible]

خیر راستہ ختم کیا۔ دونون شخص اُس بڑے زینے پر پہونچے جسکا تعلق سرنگ سے تھا اب یہ لوگ اوپر چڑھنے لگے۔ دروازے کے پاس پہونچ کر ابھی ابھی اپنے پیچھے چھوڑے ہوئے چور دروازے کی طرح امر سنگھ نے اس دروازے کو بھی کھولا۔ چور دروازے کا پٹ نیچے جھک گیا۔ دروازہ کھلتے ہی جھونکا آیا۔ امر سنگھ کی بتی گُل ہوگئی۔ گو بتی خاموش ہوگئی تھی تاہم انکے کام مین رکاوٹ نہین ہوئی۔ کیونکہ چور دروازے کے کھل جانے سے آفتاب کی شعاعون نے یہان کی ظلمت کو دفع کر دیا تھا۔ بے غل و غش چور دروازے سے باہر نکل آئے اور چور دروازہ بند کر دیا۔

امر سنگھ اور کرشن کمار نے اپنے تئین ایک وسیع و رفیع دالان مین کھڑے پایا۔ دالان کی وسیع چھت محرابدار ستونون پر قایم تھی۔ اور بائین جانب سنگین دیوار اپنی چھاتی پر لیے ہوئے تھی۔ دالان کے سامنے ایک مربع صحن تھا جسمین پتھر کے توڑے جڑے ہوئے تھے۔ اُس صحن کے چارون طرف ایسے ہی دالان تھے۔ جس مقام سے یہ لوگ آئے تھے۔ یا جہان وہ چور دروازہ تھا۔ وہ مقام اُس دالان کا مشرقی

گوشہ تھا۔ جو شمال و مشرق کی دیوارون کے ملنے سے بن گیا تھا۔

چور دروازہ دالان کے فرش مین تھا اور اُسکے پٹ تمام دالان کے چوکون کے مثال تھے۔ اسلیے ان چوکون کو دیکھ کر کوئی کہہ نہین سکتا۔ کہ یہان کوئی چور دروازہ ہی صحن کشادہ تھا۔ آفتاب دورہ کرتا ہوا اپنی منزل کا ۳/۴ حصہ ختم کر چکا تھا جس دالان مین امر سنگھ کرشن کمار کھڑے تھے اُسکے سامنے دالان مین آفتاب کی متوازی کرنین پڑ رہی تھین۔ دالان کا ہر حصہ صاف صاف نظر آتا تھا۔

ان دالانون مین عجیب و غریب صناعیان دیکھنے مین آئین۔ کرشن کمار اور امر سنگھ کی عقل دنگ تھی وہ حیران و ششدر کھڑے ہوئے پس و پیش مین تھے۔ یہان تو کوئی کھڑکی۔ کوئی چور دروازہ کوئی کوٹھری نہین۔ کدھر سے باہر جائین۔ آمد و رفت کہان سے ہوتی ہے۔؟

زیادہ تو انھین حیرت اس بات سے تھی کہ دالان کے سامنے صحن مین پتھر کے چوکے پر ایک خوفناک دیو کا سر رکھا ہوا تھا جسکی اُنچائی زمین سے تین گز کی تھی۔ اور اُسکا قطر ڈھائی ہاتھ سے کم نہ تھا۔ آنکھین بند مُنھ پھاڑ سا کھلا ہوا۔ اسکی صورت سے پایا جاتا تھا کہ وہ ہیبت ناک سر پاس آنے والے کو لقمہ بنانے والا ہے۔

امر سنگھ اور کرشن کمار حیرت آلود نظر سے دیو کے سر کی طرف دیکھ رہے تھے۔ آہستہ آہستہ اُسکی جانب قدم اُٹھائے ابھی دالان سے اُتر کر صحن مین پہلا قدم پڑا تھا دفعتہً دھڑاکے کی آواز آئی اور دیو کے مُنھ سے آگ کے شعلے نکلنے لگے۔ جس طرح کوئی شخص آگ برابر ڈال رہا ہے۔

یہ وحشت خیز تماشا دیکھ کر کرشن کمار نے صحن سے قدم اُٹھا لیا اور دالان کی دہلیز پر کھڑے ہو رہے۔

امر سنگھ بولا۔

"واہ جناب! یہ تو عجیب تماشہ ہے۔ لیکن میرا قیاس کہتا ہے اس دیو کے شعلے ہمین مضرت نہین پہونچا سکتے۔

کرشن کمار۔ شاید ایسا ہی ہو۔ لیکن پھر ان شعلون کے نکلنے کا مطلب کیا ہے ضرور کچھ نہ کچھ نقصان پہونچنے کا گمان ہوتا ہے۔ تاوقتیکہ یہان کی ماہیت اچھی طرح نہ سمجھین

یہان کے کامون مین دخل نہ دینا چاہیئے۔ مقام طلسم ہے جو کام کرین ہوشیاری اور ثابت قدمی سے کرین۔ ہمین کچھ اپنی جانون کی پروا نہین اگر ہے تو اس حسرت نصیب دوشیزہ کی۔ اس بیچاری کو کسقدر دکھ اُٹھانے پڑے ہین۔ اسے کچھ تو آرام مل جائے۔ اگر کسی خطرے سے سابقہ پڑ گیا تو اس مظلومہ کی جان نہین بچ سکتی۔ اسلیئے میرے بھائی امر سنگھ مناسب یہی ہے کہ ہم لوگ یہان کی زحمتون سے بچتے ہوئے کوئی ایسی شاہراہ اختیار کرین جسپر قدم رکھتے ہوئے آسانی سے نکل جائین۔ اور یہان کی بلاؤن سے نجات پا جائین۔

امر سنگھ۔ مجھے تو کوئی ایسا طریقہ دکھائی نہین دیتا۔ کہ بلا زحمت اُٹھائے بھاگ نکلین آپ دیکھتے ہین سوائے اُس دروازے کے اور کوئی راستہ نہین ہے جس دروازے سے ہم آپ یہان تک پہونچے ہین۔ اور یہ بھی ممکن ہے اُس دروازے مین قدم رکھا اور کوئی نئی بلا سامنے آ کھڑی ہوئی۔ ضرور وہان جا کر قید مین پھنس جائین گے۔

کرشن کمار غور و فکر مین غوطے لگانے لگے عجب پریشانیون مین وقت گذر رہا ہے۔ ادھر اس طلسمی دیو کے سر نے عقل غائب کر دی تھی ادھر آہنی پتلے نے حواس پراگندہ کر رکھے تھے۔ کرشن کمار نے سوچتے سوچتے گردن اُٹھائی اور امر سنگھ سے کہا۔

"برادر سرنگ والا دوراہہ یاد ہے جہان ہم اپنے بائین پہلو پر ایک راستہ چھوڑ آئے ہین تعجب نہین اُسی راستے سے ہم تم بھاگ نکلین۔

امر سنگھ۔ اُسے تو دیکھا ہی نہین کیا وہان خطرہ نہوگا۔

کرشن کمار۔ نہین بھائی! وہان خطرہ نہوگا۔ ہلو تو سہی۔ خطرہ دیکھین گے پلٹ پڑینگے۔

"وہان۔ ہان۔ وہان جانے سے آپ لوگون کی جان کا خطرہ نہین۔

کرشن کمار کے عقب سے یہ اطمینان دلانے والی آواز آئی تھی بجلی کی طرح چمک کر راج کمار نے گردن پھیری۔ امر سنگھ نے بھی کان کھڑے کیئے۔ دیکھتے ہین ایک بڈھا دالان کے کونے مین کھڑا ہے چہرے پر جھُریان پڑی ہوئین۔ ہاتھ پانون خشک آنکھین بیٹھی ہوئین کوئی ساٹھ برس کا سن لاغر اندام۔ گورا چٹا۔ بُردباری اور متانت بشرے سے نمایان۔ وہ صاف طینت اور عقلمند معلوم ہوتا تھا۔ شجاعت استقامت رحم۔ منکسر المزاجی کے پرتو جو ایک فرشتہ سیرت انسان مین ہونے چاہیئے جھلک رہے تھے۔ وہ تجربہ کار اور مدبر معلوم ہوتا تھا۔ ایسیہ امارت اُسکی بلندی نظری کی شاہد تھی۔ آواز کے سنتے ہی

امر سنگھ کرشن کمار نے پلٹ کر دیکھا تو اس بڈھے انسان کی شکل نظر آئی جسکے اوصاف مندرجۂ بالا سطرون مین بیان کردیے گئے ہین ۔

راج کمار کے دیکھنے پر بڈھے نے سلام کیا۔ اور کئی قدم آگے بڑھ کر بولا۔

بڈھا۔ آپ مجھے پہچانتے نہین۔ دس برس سے آپ کی راہ تک رہا ہون۔ کیسا مبارک وقت ہی۔ بارے اُس پرماتما نے آپ کی صورت دکھائی ۔

کرشن کمار۔ آپ کون ہین۔ نام نامی سے آگاہ کیجیے۔

بڈھا۔ مین اس طلسم کا بڑا راجا ہون۔ رانی ستیا نے دغا سے مجھے قید کرلیا۔ آج چھ روز ہوئے آپ کی ممتاز ریاست کی عیارہ کملا نے اس لعینہ رانی کی قید جفا سے مجھے آزادی دلوائی جب مین شیو پور پہونچایا گیا۔ کملا سے ساری کیفیت معلوم ہوئی کہ آپ بھی طلسم مین قید ہین یہ سنتے ہی مین آپ سے ملنے آیا ہون چونکہ مجھے طلسمی راہین اور یہان کے بھیدون سے پوری پوری وقفیت ہی اسلیے مجھے یہان تک پہونچنے مین کوئی دقت نہین ہوئی بلا جبر و تشنجی اُٹھائے آپکے پاس پہونچ گیا۔ اب مین آپ کی خدمت مین حاضر ہون ۔ جو ارشاد ہو بجا لاؤن ۔

کرشن کمار۔ جناب کا نام نامی۔

بڈھا۔ چندر سین ۔

کرشن کمار۔ آپ بزرگ ہین کیا آپ ہمارے سرپرست بنکر اس طلسم سے نکال سکتے ہین؟

بڈھا۔ (راج کمار اور امر سنگھ کے کاندھے پر لشتارہ دیکھ کر تعجب کے لہجہ مین) کنور صاحب شاید! آپ اُن خزانون کا تھوڑا بہت حصہ پا گئے۔ جو یہان کے تہ خانون مین اُس سرفروش انسان کے لئے حکما نے رکھ دیا ہی جو اس طلسم کو ذرا بھی محنت مین شکست کردے گا۔

کرشن کمار۔ (لشتارہ پر نظر ڈالکر مسکراہٹ کے ساتھ) شاید مین آپ سے کچھ گستاخی کر بیٹھون۔ معاف کیجیے گا۔ جناب! آپ نے غور کرنے مین کچھ غلطی کی ہی۔ (لشتارہ کی طرف انگلی سے اشارہ کرکے) آپ سمجھتے ہونگے (بے ادبی معاف کیجیے گا) اس گٹھری مین ہم لوگون نے یہان کا خزانہ چرا لیا ہی۔ جناب کا یہ خیال غلط ہی۔ اس گٹھری مین خزانہ نہین بلکہ ایک بیکس عورت ہی۔ اس طلسم مین قید تھی۔ اور جسے ہم لوگون نے ابھی ابھی قید سے چھڑا لایا ہی۔ اس مکان مین جو خزانہ جناب نے فرمایا اُس سے ہمین واسطہ

اول تو ہم بالکل نامحرم ہین ہم کیا جانین کہان خزانہ ہی۔ آپ کی زبانی معلوم ہوا یہان خزانہ بھی رہتا ہی۔

بڈھا۔ خزانہ کوئی لاکھ دو لاکھ کا نہین ہی بلکہ کڑورون روپیے کی دولت ہی۔ جس وقت سونے اور جواہرات سے بھرے ہوئے کوٹھے آپ دیکھین گے۔ آنکھین کھُل جائینگی انسانی آنکھ نے آج تک اتنی بڑی دولت نہ دیکھی ہوگی۔

علاوہ برین اس خزانے کے حاصل کرنے مین انسان کو اُن راستون پر چلنا ہوگا جنپر چلنے سے انسان دنیا مین نام کرجاتا ہی۔

کرشن کمار۔ جناب کا مطلب سمجھ گیا۔ راجہ چندر سین جی میری عین تمنا ہی کہ اُس راستے کو طی کرون اور خزانے تک پہونچکر اُسے اپنے قبضے مین لاؤن۔ لیکن افسوس اس بات کا ہی۔ چند وجوہ ایسے حائل ہوگئے ہین جنکی وجہ سے میرا پانون آگے نہین پڑتا۔

بڈھا۔ وہ وجوہ بیان کیجیے۔ ممکن ہی مین آپ کی مدد کرسکون اور آپ اپنے کام مین کامیاب ہوجائین۔

کرشن کمار۔ مجھے آپ کی ذات سے ایسی ہی اُمید ہی لیکن مجبور ہون کہہ نہین سکتا۔

بڈھا۔ آپ بے کم و کاست بیان کردین کسی بات کا اندیشہ نہ کرین۔

کرشن کمار۔ میرے ساتھ جو قیدی ہی وہ بہت ہی ناقابل حالت مین ہی اگر اسی لیت و لعل مین دو چار گھنٹے اور گذر گئے تو وہ ضرور دم توڑ دے گا۔

بڈھا۔ معلوم ہوا۔ آپ کے عیار نے اُسے بیہوش کردیا ہی۔ اب اُسے ہوش مین لانے اور آرام پہونچانے کی ضرورت ہی۔ کنور صاحب اگر آپ کی فکر دور کردی جائے۔ اور کوئی مددگار آپ کا معاون بن جاے تو کیا آپ اس طلسم کے توڑنے اور یہان کا خزانہ حاصل کرنے مین مستعدی دکھائین گے۔

کرشن کمار۔ لامحالہ۔

بڈھا۔ (جیب سے خط نکال کر) اسے پڑھ لیجیے۔

کرشن کمار۔ (چھٹی پڑھکر) ذات عالی پر پورا بھروسہ ہی۔ میرے والد محترم نے اس خط مین آپ کا تعرف کرایا ہی۔

بڈھا۔ کیا آپ امر سنگھ کو معہ لشتارے کے میرے ہمراہ کرسکتے ہین۔ کچھ دیر کیلئے

آپ کو انکا ساتھ چھوڑنا پڑے گا۔ آپکے ساتھ اسکا رہنا آپ کی جان کا خطرہ ہے۔

بڈھے کی باتون سے امر سنگھ کچھ چکرایا۔ لیکن راج کمار کے زور دینے پر بڈھے کے ساتھ چل کھڑا ہوا۔ آگے بڈھا اور پیچھے امر سنگھ بڈھا دالان کے گوشے کی طرف لیگیا اور امر سنگھ کو چھوڑ کر کوئی پانچ منٹ بعد راج کمار کے پاس واپس آیا۔

بڈھا۔ آپ کا ختیار معہ قیدی کے ایک ایسی جگہ پہونچ گیا ہے جہان قیدی بہت آرام سے رہیگا۔ اب اگر اپنی قسمت آزمائش کرنا چاہتے ہین تو میرے ساتھ چلیئے۔

کرشن کمار بڈھے کے پیچھے ہو لیے۔ بڈھا راج کمار کے آگے آگے دالان کی حد سے نکلکر صحن کے کنارے تک لے گیا۔ دیو کے سر کی طرف انگلی اُٹھا کر راج کمار سے کہا۔
دو کنور صاحب طلسمی خزانے تک پہونچنے کی کنجی اس دیو کے شکم مین ہے اسکا دھڑ زمین مین ہے اور سر اوپر دکھائی دے رہا ہے۔ جب اسکی گردن توڑ دی جائیگی یا الگ کر دیجائیگی اُس وقت ایک چور دروازہ نظر آئے گا۔ اُسکے بعد۔ . . . .

کرشن کمار (قطع کلام کر کے) جناب! مگر مین کہہ سکتا ہون بہت سے ثبوت میرے پاس ایسے ہین کہ اس دیو کے قریب جاتے ہی انسان ہرگز جانبر نہین ہو سکتا۔ اسکے مُنھ سے نکلنے والے شعلے جلا دینگے۔ صحن مین تو کوئی پاؤن رکھ سکتا ہی نہین اُسکے پاس جانا تو دوسری بات ہے۔

بڈھا۔ (مسکرا کر ذرا تیز آواز مین) مین سمجھ گیا آپ نے اس صحن مین قدم رکھا ہوگا دیو کے مُنھ سے آگ کے شعلے نکلنے لگے ہونگے۔ بہت اچھا کیا آپ نے فوراً قدم اُٹھا لیا ورنہ کچھ دیر مین آپ کا پاؤن اس صحن مین اسی طرح چپک جاتا گویا کسی نے پکڑ لیا ہے۔ آپ لاکھ قوت کرتے زور لگاتے آپ کا پاؤن زمین ہرگز ہرگز نہ چھوڑتی جب اس دیو کی آنکھین کھل جاتین پھر آنکھون کے اندر سے دو تیر نکل کر آپ کے بدن مین گھس جاتے۔ پھر آپ کا زندہ رہنا کسی طرح ممکن نہ تھا۔

کرشن کمار۔ جب یہ بات ہے پھر کیون مجھے ایسے خطرے مین پھنسانا چاہتے ہین۔

بڈھا۔ اوہ وہ بات گئی۔ اب اور بات ہے۔ اب آپ وہان تک بلا خوف چلے جا سکتے ہین۔ دیکھیئے جو مین کہتا ہون ذرا غور سے سنیئے۔ کیونکہ میری اس تقریر پر آپکی موت و زندگی کا انحصار ہے۔

کرشن کمار۔ آپ فرمائین۔ بندہ سُن رہا ہے۔

بڈھا۔ آپ کے پیرون کے تلے صحن مین جو کونے کے درمیان سنگ سرخ کی پٹیان لگی ہوئی ہین یہ پٹیان دیو کے پاس تک ایک لمبی اور پتلی مگر سیدھی راہ کی صورت مین جڑ دی گئی ہین۔ آپ کو چاہیئے ان پٹیون پر قدم رکھتے ہوئے اُس دیو کے قریب تک جائین۔ آپ دیکھ رہے ہین اسوقت دیو کا چہرہ آپ کے سامنے نہین ہے۔ آپ جب اُسکے پاس پہونچین گے۔ تو آپ ملاحظہ کیجیئے گا کہ اس دیو کی کھوپڑی مین پیتل کی ایک گولی جکڑ دی گئی ہے۔ آپ اُس گولی کے پاس پہونچین داہنے ہاتھ سے زور کرین گولی گھوم جائیگی۔ پھر آپ کو تماشہ دکھائی دے گا۔ لیکن پیارے کنور جی! یاد رکھنا اگر دیو کے سر کی گولی تمھاری طاقت سے نہ گھوم سکی تو ایشور کے لیئے اپنی جان کے لیے جہانتک جلدی ہو سکے دیو کے پاس سے اُنھین لال پٹیون پر قدم رکھتے ادھر بھاگ آئیے گا۔ ہان خوب یاد آیا آپ کے پاس کوئی ہتھیار بھی نہین ہے۔

یہ کہکر بڈھے نے اپنی کمر سے تلوار نکال کر کرشن کمار کے حوالے کی اور داہنے ہاتھ سے سر کی طرف اشارہ کیا۔ اشارہ پاتے ہی کرشن کمار نے دیو کی جانب قدم اُٹھا دیے۔ بڈھا دیکھتا رہا۔ راج کمار پاس پہونچ گئے اور بڑی دلیری سے دیو کی کھوپڑی پر ہاتھ مارا۔ اِس وقت بڈھے کی عجب حالت تھی۔ بت بنا کھڑا تھا۔ ایشور خیر کرے تیرے بنائے سب کام بن جاتے ہین تو اُسکا محافظ رہیو۔ بڈھا دل مین ایشور سے دعا مانگتا تھا ادھر راج کمار نے گولی پر زور دیا گولی گھوم گئی۔ دھڑاکا ہوا۔ اور دیو کا سر اپنی جگہ سے جنبش کرتا ہوا اپنی جانب اوندھے منھ صحن مین گر پڑا اور اُسکی گردن کے بجائے بہت گہرا غار جسکے اندر قیامت تو اندھیرا تھا نظر آنے لگا۔

بڈھا۔ (للکار کر) لڑکے مین تجھے مبارکباد دیتا ہون۔ واقعی تو اس طلسم کا فتاح ہے یہان کا خزانہ تیرے ہی لیے ہے۔ میرے شیر ابلا وسواس غار مین کود پڑ۔ ایک ایسی جگہ پہونچے گا جہان تیری طاقت دلیری اور جودت سے وہ کتاب مل سکتی ہے جسکی مدد سے تم اس طلسم کو برباد کر کے خزانہ تک پہونچ سکتے ہو۔ گھبرانا نہین۔ ایشور تمھارا مددگار ہے انھین غیبی مدد ملیگی۔ کتاب کی ہدایت کے بموجب کام کرنا۔ مین زیادہ ٹھہر نہین سکتا۔ جاتا ہون۔

کرشن کمار کھڑے کھڑے کچھ سوچتے رہے اور پھر بڈھے کے جوش دلانے سے غار مین کود پڑے ۔ بڈھا کچھ دیر تک غار کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر انھین لال پتھرون پر قدم رکھتا ہوا غار کی طرف بڑھا۔ پاس پہونچتے ہی غار کے اندر سے دھڑاکے کی آواز سنائی دی بڈھے کے مُنھ سے خوشی کا نعرہ نکل گیا۔ اور شاباش مرحبا کہتا ہوا غار مین کود پڑا۔

اب ہم ناظرین کو کرشن کمار کے پاس لیے چلتے ہین ۔ بڈھا پیچھے پیچھے آتا رہیگا۔ کرشن کمار کو دیکھو وہ کیا کر رہے ہین ۔

غار کے اندر آتے ہی کچھ ایسی خوشبو ناک مین پہونچی کہ وہ بیہوش ہو گئے ۔ جب آنکھ کھُلی تو اپنے تئین باغیچہ کے سبزہ زار پر پڑا ہوا دیکھا۔ کرشن کمار آنکھ ملتے ہوئے اُٹھ کھڑے ہوئے ۔ قریب نخل پہونچے سامنے سنگ مرمر کی کوٹھی بنی ہوئی تھی ۔ کوٹھی کے چارون طرف پانی سے لبریز خندقین تھین ۔ دروازون مین آہنی تختے لگے تھے طلسمی شعبدون کو دیکھتے دیکھتے کرشن کمار کو یہ معلوم ہو گیا تھا کہ یہ کوٹھی بھی شعبدون سے خالی نہین ہی۔ آفتاب کی حدت زور پکڑتی جاتی ہی اُسکی تیز شعاعین پانی مین پڑ کر عجیب لطف پیدا کر رہی ہین کوٹھی کی دیوار مین لپشتہ تھا۔ خندقون کی موجین ہوا کے جھونکون سے اٹکھیلیان کرتی ہوئین پشتے کو چوم رہی تھین ۔ کرشن کمار کوٹھی کے چار طرف چکر لگا رہے ہین شاید کوئی سبیل نکل آئے کوٹھی کے اندر دیکھین کیا عجائبات ہین ۔ کیا طلسمات ہین گشت لگاتے لگاتے مغرب طرف نشیب مین ایک چور دروازہ نظر آیا دروازے سے چوبی زینہ لگا ہوا خندق مین اُتر گیا تھا دروازے کے ملے برجی تھے ۔ دور سے آفتاب کی شعاعون مین جھلک رہے تھے جنپر گمان ہوتا تھا واقعی سونے کے ہین ۔

کرشن کمار نے خندق کے کنارے پہونچ کر دیکھا ایک چھوٹی کشتی کھونٹے سے بندھی ہوئی ہی ۔ کشتی مین کمان تیر رکھا ہوا ہی۔ کرشن کمار خوشی خوشی کشتی مین کود کے رسّی کھونٹے سے کھول لینا چاہتے تھے کسی نے آواز دی ۔ خبردار ۔ کیا غضب کرتے ہو کرشن کمار نے ہاتھ کھینچ لیا۔ سمند نگاہ سرپٹ بھٹکنے لگے ۔ آواز لگانے والا کہان ہی۔ دیکھا خندق کے کنارے طلسم نیلم کا سابق راجہ چندر سین کھڑا ہی کرشن کمار کی باچھین کھل گئین ۔ ایک مددگار مل گیا۔ پوچھا ۔ کہیئے جناب ! ۔ اب کیا کرنا ہوگا ۔ ؟

چندر سین

چندر سین ۔ کشتی کھلتے ہی تیر کی مثال چل دیگی ۔ زینے کے پاس پہونچ کر ٹکر لیگی اور پھر اُلٹ جائیگی آپ پانی مین ڈوب جائین گے ۔ اور یہ کشتی بدستور اپنی جگہ آ کر کھونٹے سے بندھ جائیگی ۔

کرشن کمار ۔ پھر کوئی ترکیب بتایئے کس طرح کوٹھی کے اندر ہمارا دخل ہو گا ۔

چندر سین ۔ کشتی مین کمان و تیر رکھے ہوئے ہین انھین اُٹھا لیجیے ۔ اور دیکھیے برجی دروازے کے داہنے بازو پر سیاہ داغ دکھائی دے رہا ہی۔ کشتی کھول دیجیے جب وہ زینے کے پاس پہونچے ۔ فوراً اُس سیاہ داغ کو تیر کا نشانہ بنایئے اگر تیر نشانے پر بیٹھ گیا مراد حاصل ہو گئی کشتی کی تیز رفتاری جاتی رہیگی اور آہستہ آہستہ بہنے لگیگی ۔ اور زینے سے ٹکرانے کا خوف بھی جاتا رہیگا ۔ اور نہ ڈوب ہی سکتی ہی ۔ اور ایشور نہ کرے نشانہ خالی گیا تو سمجھ لیجیے ملک الموت سر پر کھڑے ہین کیسی طرح جانبری نہین ہو سکتی ۔

راج کمار ۔ تیر کمان اُٹھا کر طلسم کا شکست کرنا موت کے منھ مین جانا ہی ۔ اگر نشانہ نے خطا کی آغوش مرگ نصیب ہوئی ۔ اور اگر ہدف پر بیٹھا کامیاب ہوئے ۔

کرشن کمار نے تیر کمان اٹھالی ۔ کشتی کھول دی ۔ رسی کھلتے ہی کشتی ہوا سے باتین کرنے لگی تیر کی طرح دوسرے ساحل کی طرف چلی جاتی ہی ۔ کرشن کمار چلّے پر تیر چڑھائے سنبھلے ہوئے بیٹھے ہین دور ہی سے سیاہ داغ پر نشانہ تاک لیا تھا ۔ جب ادھر کشتی ساحل کے قریب پہونچی اُدھر کرشن کمار کا تیر شن شن کرتا ہوا سیاہ داغ پر پڑا ۔ پانی مین لہرین اُٹھنے لگین ۔ اور کشتی کی وہ سرعت ایک جھٹکے کے ساتھ رُک گئی ۔ زینہ قریب تھا ۔ کرشن کمار پھرتی سے زینے پر کود پڑے اور گردن پھیر کر بڈھے کی طرف دیکھا ۔

چندر سین ۔ پہلے اس کشتی کو دھکا دے کر اس پار کر دو ۔ پھر زینے پر چڑھ کر برجی دروازہ کھول لنا اور قصر کے اندر قدم رکھنا ۔

کرشن کمار نے ایسا ہی کیا ۔ کشتی پانون سے ڈھکیل دی وہ بہتی ہوئی بڈھے کی جانب آئی ۔

ادھر کرشن کمار کھٹ کھٹ زینے پر چڑھ گئے اور دروازے کے پاس آئے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئے ۔

جس مقام پر کرشن کمار کا پہلا قدم پڑا وہ ایک لمبی کوٹھری تھی۔ جس مین دروازے کے علاوہ کئی کھڑکیان اور غرفے تھے۔ کھڑکیون روشندانون سے روشنی آ رہی تھی۔

کرشن کمار آگے بڑھے دیکھا ایک ہجدہ سالہ عورت کوٹھری کے گوشے مین کھڑی ہوئی انکی طرف بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہے۔ اسکی خوبصورتی بانکپن اور نازک نازک سڈول اعضا دیکھ کر راج کمار دنگ ہو گئے۔ اللہ رے جمال اللہ ری شوخی کس طرح مسکرا رہی ہے دل کھنچا جاتا ہے۔ وہ سیمین عذار ناز سے قدم دھرتی چھل بل دکھاتی راج کمار کی طرف بڑھی اور ادائے دلربایانہ سے بولی۔

"آیئے آیئے۔ مدتون سے آپ کا انتظار کھینچ رہی تھی آج مقدر نے رنگ دکھایا کہ مجھ سوختہ قسمت کو حضور کی زیارت ہوئی"

کرشن کمار اسکی شوخی و طراری دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ نازنین کیا ہے قاف کی پری یا فردوس کی حور۔ بلا کا حسن۔ حسن مین ملاحت اور اس ملاحت مین خدا جانے کہان کی نمکینیان بھر دی گئی ہین۔ کرشن کمار کو اس بات کی حیرت تھی۔ یہ دلربا مجھے کیا جانے۔ یہ تو وہی مثل ٹھہری جان نہ پہچان خالہ بوبو سلام۔

کرشن کمار کو بڈھے کی باتون کا خیال آگیا یہ مقام طلسم ہے نت نئے شعبدے دکھائی پڑتے ہین یہ کوئی شعبدہ باز عورت ہوئی تو مشکل ہو جائیگی اس خیال سے انھون نے گردن پھیر لی۔ کچھ جواب نہ دیا۔

وہ نازنین اٹھلاتی ہوئی آگے بڑھی اور کرشن کمار کا ہاتھ اپنے دست سیمین سے دبانے لگی۔

نازنین۔ کیون پیارے ایسی شرط وفاداری ہے مین تو تمھارے لیے اسقدر بیتاب ہون دروازہ تکتے تکتے مدتین ہو گئین۔ اور تمھاری یہ بے التفاتی یہ کج رخی۔ ماشاءاللہ آپ خوش رو ہین اسی کا آپ کو گھمنڈ ہے۔

کرشن کمار شش و پنج مین پڑ گئے۔ کرین تو کیا کرین۔ ایک گلبدن حور شمائل کا ملتفت ہونا اور اپنی بیرخی دکھانا انسانیت سے بعید ہے۔ جو کچھ ہوگا دیکھ لینگے۔ چلو اس دلربا کے بستر پر چلین۔

یہ سوچ کر کرشن کمار چلنے پر راضی ہو گئے۔ دلربا ہاتھ پکڑے کھینچے لیے جاتی تھی

اور کرشن کمار پیچھے پھر پھر کر دیکھتے جاتے تھے شاید بڈھے میان آجائین یقین ہے وہ منع نہ کرینگے اس دلربا سے خوب کام نکلین گے۔ یہ طلسمی رازون سے واقف ہوگی۔

نازنین ہاتھ تھامے کوٹھری سے نکلکر ایک مربع صحن مین پہونچی۔ دھوپ پھیلی ہوئی تھی۔ صحن کے سامنے مغرب رویہ ایک وسیع دالان تھا۔ دالان پھاندتی ہوئی ایک کوٹھری مین آئی۔ کرشن کمار نے دیکھا وہ کوٹھری خوب آراستہ ہے۔ دردون مین زربفت کے پردے آویزان ہین۔ رنگ برنگ ہانڈیان۔ یاقوت نیلم و عقیق کے جھاڑ جنیر قیمتی کنول چڑھے ہوئے۔ سبز۔ سرخ آسمانی۔ زرد دلپسند شنجرفی۔ شیشے کے گلدستے سنگ مرمر کی چوکیون پر رکھے ہوئے اس کوٹھری کی آب و تاب بڑھا رہے ہین۔ مکلف فرش پر جواہر نگار مسہری لگی ہوئی ہے۔ کرشن کمار اس خوبصورت نازنین کے ہاتھ مین ہاتھ دیے مسہری پر بیٹھ گئے۔ نازنین نے بادۂ لعلگون سے جام زرین بھر کر پیش کیا اور اصرار کرنے لگی۔ آپ کو میری محبت کی قسم اسے نوش کر دیجیے۔ کرشن کمار گومگو کی حالت مین تھے انکا دل دھڑکتا ہے کہین دھوکا نہ اٹھانا پڑے۔ وہ قطعی انکار کر رہے ہین۔ مین شراب نہین پیتا اس سے تو معذور رکھا جاؤن۔ دلربا ہٹ کر رہی ہے۔ نہین جان جان بغیر شراب کے لطف صحبت نہین دو ایک جام پیجیے۔ آنکھون مین سرور گھٹے محبت کے پینگ بڑھین۔

اسی حیص بیص مین کرشن کمار کی نظر ایک تختی پر پڑی جو سامنے کی دیوار پر کھونٹی سے لٹک رہی تھی۔ اس مین لکھا تھا۔ طلسم کشا اگر اس کمرے مین آئے اس تختی کو دیکھ لے اس نازنین کی شراب اسکے حق مین زہر ہے۔ یہ انسان نہین ہے بلکہ طلسمی پتلی ہے۔ اسکے کہنے مین مت پڑنا۔ یہ تمھین شراب پلا کر ہلاک کیا چاہتی ہے۔ تمھین چاہیے کہ اسکے ہاتھ سے جام لیکر اسی کے سر پر الٹ دو۔ پھر طلسمی تماشہ دیکھو۔

کرشن کمار ان سطرون کو پڑھ کر سنبھل بیٹھے۔ پتلی کے ہاتھ سے جام لے لیا۔ اور آنکھ بچا کر وہ شراب سر پر ڈال دی۔ شراب کے قطرے سر سے بہتے ہوئے چہرے پر ڈھلک آئے۔ پتلی گھبرا کر بسوختنی کی طرح جلی جلی کہتی ہوئی کمرے سے باہر نکل گئی۔ کرشن کمار بیٹھے ہوئے تماشہ دیکھ رہے تھے۔

پتلی ٹھیک سودائیون کی طرح ہائے وادیلا کرتی صحن مین پالتھی مار کر بیٹھ گئی اور دونون ہاتھ

آسمان کی طرف اُٹھا دیے ہائے جلی ہائے مری کے نعروں سے تمام مکان گونج اُٹھا۔

ابھی پتلی کو منٹ بھر بھی بیٹھے نہ گذرا ہوگا دفعتہً اُسکے سر سے آگ کی لپٹ نکلی پتلی اسوقت تک جلی جلی چیخی رہی جب تک اُسکا چہرہ جل بھن کر خاک نہو گیا۔ یہان تک کہ اُسکے تمام جسم سے شعلے بھڑک اُٹھے۔ وہ ہیزم خشک کی طرح جلنے لگی اور آناً فاناً راکھ کا ڈھیر بن گئی۔

کرشن کمار بیٹھے ہوئے تماشہ دیکھ رہے تھے۔ اُنھین بڈھے چندر سین کی متعلق خبر نہ رہی۔ وہ کیا جانتے تھے بڈھا صحن مین کھڑا ہوا اس پتلی کا تماشہ دیکھ رہا ہے۔ بڈھا چندر سین راج کمار کے پیچھے اس کوٹھری مین آکر چھپ رہا تھا۔ پتلی کے ساتھ ہی وہ بھی صحن مین نکل آیا پتلی کے خاک ہو جانے کے بعد راج کمار کو بڈھے کی یاد آئی۔ بڈھا سامنے کھڑا ہوا تھا۔ راج کمار کو دیکھ کر بول اُٹھا۔

بڈھا۔ کنور صاحب تاخیر نہ کیجئے۔ اُٹھیے۔ اُٹھیے۔ اس پتلی کی راکھ ایک کنارے لگا دیجئے۔

راج کمار نے تعمیل کی راکھ کے ہٹتے ہی ایک موٹے لٹھے کا سر ظاہر ہوا۔ راج کمار لٹھے کو دیکھ کر تعجب کرنے لگے۔ رفتہ رفتہ اُس لٹھے مین حرکت ہوئی اور وہ بڑھنے لگا۔ یہانتک کہ غار سے نکل کر آٹھ ہاتھ لمبا اونچا ہو گیا۔

کرشن کمار نے لپک کر لٹھا پکڑ لیا اور دو تین ہچکے ایسے لگائے کہ وہ خم کھا کر ایک طرف جھک گیا۔ راج کمار نے دو تین ہچکولون پر وہ لٹھا زمین سے اُکھیڑ لیا اور صحن کے گوشے مین کھڑا کر دیا۔ جس مقام پر لٹھا گڑا تھا وہان پتھر کا ایک مستطیل چوکا جڑا ہوا تھا۔ راج کمار نے زور کر کے وہ چوکا بھی اُکھیڑ لیا۔ نیچے خالی جگہ دکھائی دی اندر تاریکی کی وجہ سے نگاہ کام نہ کرتی تھی۔

بڈھا بولا۔ یہی چور دروازہ ہے۔ اسکے اندر زینے کا سلسلہ دور تک چلا گیا ہے۔ (اپنے پاس سے مشعل نکال کر روشن کر کے) اس مشعل کو لیے ہوئے آپ بلا وسواس نیچے اُتر جائین۔ آپ کی محنت سوارتھ ہو گئی۔

کرشن کمار نے مشعل لے لی۔ پہلے اُنھین کچھ جھجک معلوم ہوئی۔ پھر ایشور کا نام لے کر زینے سے اُترنے لگے۔ زینے دور تک جا کر ایک پکّے دروازے کے متصل ختم ہو گئے تھے۔ کرشن کمار دروازے کے قریب پہونچ کر ٹھٹک رہے۔ کوٹھری کے اندر کیا بلا ہے

اسلیئے انھون نے اپنی مشعل کی روشنی کوٹھری کے اندر ڈالی۔ اب جو دیکھتے ہین تو ہوش پیرا ہوئے جاتے ہین عجیب قطع کی بھیانک صورتین اُسکے اندر دکھائی دیتی تھین۔ راج کمار کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ انھون نے دیکھا کہ وسط کوٹھری مین دس فیٹ کا گران ڈیل دیو گنبد سا سر۔ بڑے بڑے ہاتھ پانون سکالا بھجنگا حد سے زیادہ موٹا اور مضبوط بے خبر سو رہا ہے دیو خراٹے لے رہا تھا۔ خراٹون سے تمام کوٹھری گونج رہی تھی۔ کرشن کمار کھڑے ہوئے فکر مین تھے اب کیا کرنا چاہیے۔ جب کسی قدر دھڑک مٹی خوف دور ہوا کمر سے لٹکتی ہوئی تلوار کے قبضے پر ہاتھ پڑا تلوار کھینچ لی چاہتے تھے کہ اُس خوابیدہ فتنہ کو جگائین اور اُسے تیغ آبدار سے جہنم واصل کرین۔

یکایک اُنکے شانے پر کسی کا ہاتھ پڑا راج کمار نے پیچھے پھر کے دیکھا۔ راجہ چندر سین کھڑے ہوئے ہین۔ اور اُنکے چہرے پر مطلق خوف نہین ہے۔ چندر سین راج کمار سے اسطرح مخاطب ہوئے۔

اس کوٹھری مین جب آپ کا قدم آگے بڑھے گا یہ طلسمی دیو پانون کی چاپ سے اُٹھ کھڑا ہوگا۔ اور اُٹھتے ہی آپ پر حملہ کرے گا۔ اُسکے ہاتھ سے آپ کا بچنا محال ہے۔ لہذا آپ ایک کام کیجیے جسمین طلسمی دیو کا حملہ آپ پر کارگر نہو سکے۔

جس وقت اس کوٹھری مین قدم رکھین مین کہہ چکا ہون دیو اُٹھ بیٹھے گا۔ آپ اسکی کمر پر دھیان دین اُسکی کمر مین ایک جگہ سرخ سرخ گوشت اور سرخ ہی پوست کا دھبہ نظر آئیگا۔ آپ کمر کے اُس سرخ مقام کو اپنا نشانہ بنالین۔ جب وہ دیو آپ پر حملہ آور ہو آپ کی تلوار اُس سرخ پوست پر پڑے اُس وقت آپ کو طلسمی بہار دیکھنے مین آئیگی آپ دیکھین گے جس طرح صابن تار سے جدا ہو جاتا ہے یا جس طرح چاقو موم کے ٹکڑے کر دیتا ہے۔ اُسی طرح آپ کی تلوار اس ملعون کے دو ٹکڑے کر دیگی ہان بہادر! آپ جائین دیر نہ کرین اپنا کام شروع کر دین۔

کرشن کمار تلوار سُونتے ہوئے اُس کوٹھری مین داخل ہوئے۔ دست چپ مین مشعل تھی اور دست راست مین تلوار سے شرر افشان شعلے نکل رہے تھے۔

کرشن کمار کے قدم رکھتے ہی دیو کی سانس مین اور بھی حرکت ہوئی معلوم ہوتا تھا ریل کے انجن سے بھک بھک دھوان نکل رہا ہے۔ کرشن کمار بہت قریب پہونچ گئے

دیو اُٹھ کھڑا ہوا اور غراتا ہوا کرشن کمار کی جانب جھپٹا۔

اگرچہ یہ مقام بہت ہی خوفناک تھا۔ تاہم قاعدہ ہی کہ جس شخص کو آئے دن خطرون سے سامنا رہا کرتا ہی وہ نڈر بھی ہو جاتا ہی۔ کرشن کمار کو بھی دیو کی مطلق دہشت نہ تھی۔ وہ جیا پرچا کر ساتھ برابر بڑھتے ہی گئے۔ دیو بھی گرجتا ہوا آگے بڑھا۔ راج کمار نے کمر کا تیغ نشان تاک لیا۔ ادھر دیو نے اپنا لمبا ہاتھ بڑھایا چاہتا تھا۔ راج کمار کی گردن پکڑ کر منھ مین رکھ لے۔ اور ہڈیان پسلیان چبا جاے۔ راج کمار پینترا بدل کر کنائی کاٹ گئے۔ اور لپک کر ایک ایسا تلا ہوا ہاتھ اُس ناپاک کے جسم پر مارا کہ مثل خیار دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گر پڑا۔ جسم کے ٹکڑے الگ الگ پھڑکنے لگے۔ حیرت تو اس بات کی تھی کہ اُس ناپاک کے جسم سے بجاے خون کے آگ کی چنگاریان نکلنے لگین اور وہ آگ دیا سلائی کی طرح لگ کر دیو کے جسم کو پھونکنے لگی۔ دیو خشک لکڑی کی طرح جلنے لگا۔ رفتہ رفتہ دیو کے جسم سے لپٹین پیدا ہوئین اور دھوئین سے تمام کوٹھری بھر گئی۔ کرشن کمار اور چندرسین دھوئین سے پریشان ہو گئے۔ کچھ دیر کے لیے کوٹھری سے باہر نکل آئے۔ خدا خدا کر کے آگ فرو ہوئی۔ کرشن کمار اور چندرسین پھر کوٹھری مین گھسے دیو کے بجاے راکھ کا انبار لگا ہوا تھا۔

چندرسین۔ کنور صاحب! مرحبا آپ کے دست و بازو پر مرحبا۔ شاباش۔ بڑا کام کیا اس ناپاک کے مرنے سے سب بلائین دور ہو گئین۔ اب طلسمی لوح آپ کے ہاتھ آئے گی۔ دیو کی راکھ مین وہ دیکھیے کوئی شی چمک رہی ہی وہی اُس طلسم کی لوح ہی۔ جائیے اُسے اُٹھا لائیے۔

کرشن کمار لوح طلسمی لینے کو آگے بڑھے۔ ابھی دو ہی قدم آگے گئے ہونگے کہ پشت سے ایک ہیبت ناک صدا کان مین آئی۔

"لو مین آگئی ابھی تم دونون کا کام تمام کرتی ہون"

کرشن کمار نے گردن پھیر کر دیکھا تو وہی خبیثہ طلسم نیلم کی رانی للکارتی ہوئی آگے بڑھ رہی ہی۔

باب دسوان

پامال سرکشون سے رہے ہم جہان رہے
دب کر زمین کی طرح تہِ آسمان رہے

نایک جی! نایک جی!! دیکھیے تو سہی۔ یہ فوج کہان کی چلی آرہی ہی۔ شیو پور کے ایک اونچے برج پر کھڑے ہوئے ایک مسلح سنتری نے اپنے نایک سے اوپر والا جملہ کہا۔ جو اس سے پانچ قدم فاصلے پر کھڑا تھا۔

فوج کا نام سنتے ہی یہ بات تیر سی لگی۔ نایک چونک کر سنتری کے پاس آیا۔

سنتری نے اُنگلی کے اشارے سے بتایا۔ دیکھیے وہ گرد و غبار چھایا ہوا ہی۔ جوق جوق بیدل سوار آرہے ہین۔

نایک دیکھتے ہی گھبرا گیا اور فوراً اپنے کرنل کے پاس پہونچا۔ کرنل نے حوالدار کو اطلاع دی۔ حوالدار نے اسی وقت ایک سوار خبر لینے کے لیے بھیج دیا۔ کوئی آدھے گھنٹے کے قریب وہ سوار پلٹا۔ اور نایک سے سلام کر کے بولا۔

دو بایا نگر سے کوئی ہزار جوان مسلح اور پانچ سو سوار دھاوا مارے چلے آتے ہین۔ توپ خانہ بھی ساتھ ہی۔ فوجی کمانڈر کا نام گجراج ہی۔

نایک۔ گجراج کون ہی وہ جو یہان قید ہو کر آیا تھا جو چالاکی سے نکل بھاگا تھا۔

سوار۔ ہان ہان۔ وہی گجراج جو ہمارے مہاراج کا نمک پروردہ ہی اور جو اپنی نمک حرامیون سے ضرب المثل ہوا ہی۔

نایک۔ کس غرض سے آیا ہی۔

سوار۔ سواے لڑائی کے اور غرض کیا ہی۔ رنگ بیرنگ ہی۔

نایک سوار کو لیے مہاراج نرندھیر سنگھ کے پاس آیا اور جو کچھ کیفیت تھی عرض کی۔

نرندھیر سنگھ نے اسی وقت اپنے نائب کو بلا کر تاکید کر دی۔ اپنی فوج مین منادی کر دو۔ رسالے پلٹنین درست ہون۔ غنیم چڑھ آیا ہی۔ قلعہ کے برجون اور فصیلون پر اسی دم توپین چڑھا دی جائین۔

نائب۔ جو آگیا کہکر رخصت ہوا۔ قلعہ کی کگر و برجون پر مستعد ہونے لگی۔ فوجی [illegible]

ہتھیاروں کی دیکھ بھال کرنے لگے۔ گھوڑون پر کاٹھیان کسی جانے لگین ۔ توپین برجون پر چڑھادی گئین ۔ چار پانچ گھنٹون مین کُل انتظام ہو گیا ۔

رندھیر سنگھ نے اپنے فوجی افسر جوالا سنگھ کو جو رستم سنگھ کی ماتحتی مین کام کرتا تھا طلب کیا ۔ باتین ہونے لگین ۔ رندھیر سنگھ نے پوچھا ۔

"کل انتظام ہو گیا ۔ تمھارے پاس اس وقت کتنے جوان ہین ۔"

جوالا سنگھ ۔ صرف پانچ سو جوان ہین ۔

رندھیر سنگھ ۔ توپین کتنی ہین ۔

جوالا سنگھ ۔ پچیس جنمین بیس توپین فصیل اور برجون پر چڑھادی ہین ۔ باقی پانچ قلعہ کے صحن مین لگادی ہین ۔

رندھیر سنگھ ۔ آہ ! کیسا نازک وقت ہی ۔ کرشن کمار کا پتہ نہین سردار ارجن سنگھ اعتماد پور گئے ہوئے ہین ۔ ہرنام سنگھ کا وہ حال ہوا ستعلہ ہاتھ سے نکل گیا ۔ دشمن زبردست ہی ۔ بیدھڑک آگے بڑھا چلا آتا ہی ۔ ان مٹھی بھر جوانون سے کیونکر حریف کو جواب دیسکینگے میرے وفادار افسر تمھاری کیا رائے ہی ۔ کیا پچیس توپین اور پانچ سو جوان لیکر حریف کو سبق دے سکوگے ۔ جوالا سنگھ جی ! وہ پانچ توپین جو صحن مین لگادی گئی ہین پھاٹک کے اوپر والے برج پر چڑھادو ۔ جن مقامون پر چار پانچ سنتری گشت کیا کرتے تھے وہان کی تعداد دُگنی کردو ۔ جن برجون اور فصیلون پر سنتری نہین تھے ۔ وہان سنتری کا پہرہ کردو ۔ جاؤ مین بھی آتا ہون ۔

جوالا سنگھ جنگی سلام کرکے رخصت ہوا ۔ رندھیر سنگھ نے جنگی پوشاک پہنی ہتھیارون سے لیس ہوکر رنواس مین گئے ۔ مہارانی چندر کرن پوجا کر رہی تھین ۔ سپت ستی کا پاٹھ ابھی آرنبھ کیا تھا ۔ مہاراج کو دیکھتے ہی اُنھون نے آچمن کیا ۔

مہاراج بھی آسن پر بیٹھ گئے ۔ رانی نے پوچھا ۔

"پرتھی ناتھ ! کیا ہی ۔

رندھیر سنگھ ۔ ایک نئی بات ہی تمھین خبر دینے آیا ہون ۔

اتنے مین راج کماری دیپ مالا بھی اپنی سہیلیون کے ساتھ آگئی اور پتا کے پاس بیٹھ کر پوچھنے لگی ۔ آپ کچھ ملول معلوم ہوتے ہین ۔ سبب کیا ہی ۔

چندر کرن ۔ ہان آپ صاف صاف کہیئے ۔

رندھیر سنگھ ۔ رانی سنیتا ! جن طلسم نیلم کی مالک ہی اور جسنے دام تزویر مین پھانس کر راجکمار کرشن کنور کو طلسم نیلم مین بند کر رکھا ہی ۔ اسی کمبخت نے اِدھر بھی فوج بھیج دی شیوپور کا قلعہ گھیر لیا ہی ۔

اس خبر سے چندر کرن اور دیپ مالا گھبرا گئین ۔

دیپ مالا ۔ بولی ۔

"اگر اجازت ہو تو مین عرض کرون ۔ پتاجی ! مجھمین راجپوتی خون ہی ۔ گو استری ہون لیکن آپ دیکھین گے کس طرح میدان پکڑ کر دشمنون کو موڑ توڑ جواب دیتی ہون ۔ پتاجی ! آپ میدان کا رُخ نہ کرین ۔ مین سب کو ٹوک ٹوک کیا راجپوت مرنا جانتے ہین راجپوتون کی استریان مرنا نہین جانتین ۔ اسکے سوا آپکے جودھا راجپوت بھی کٹنے مرنے کے سوا اور کچھ نہین جانتے ۔ ہم سب ملکر دشمن کو جواب دے لینگے ۔

رندھیر سنگھ ۔ بیٹی تو دھن ہی ۔ شاباش تیری ہمت پر ! بیٹی میرے ہوتے تو میدان مین نہین جاسکتی ۔ چھتری دھرم پر آنچ آجائیگی ۔ رندھیر سنگھ میدان مین جائے گا اور حریف کو جواب دے گا ۔ بھگوان جانتا ہی ۔ اپنی مصیبتون سے راجپوت ذرا نہین گھبراتے وہ بڑے بڑے دُکھون کو سہہ لیتے ہین ۔ مگر اپنے ہوتے اپنی بیوی بچون پر تکلیف نہین آنے دیتے ۔

دیپ مالا ۔ پتاجی ! ہم چھتریون کا دھرم ہی لڑنے کا ہی اُسکے لیے آپ کیا کرینگے ۔ میری رائے مین آپ ایک کمیٹی کرین بڑے بڑے افسر عہدہ دار بلائے جائین اُنسے مشورہ لیا جائے جو رائے پاس ہو اُسپر عملدرآمد کیجیے ۔ پتاجی ! آپ باہر جائین دربار کا انتظام کرین ۔ مین قلعہ کے برجون فصیلون کی دیکھ بھال کرنے جاتی ہون ۔

دیپ مالا پرنام کرکے سیدھی قلعے کے پھاٹک پر پہونچی سب انتظام درست پایا اسوقت دیپ مالا جنگی پوشاک مین تھی ۔ کمر مین تلوار ۔ ہاتھ مین کمان اور پشت پر تیرون سے بھرا ہوا ترکش اُسکی مردانگی جیوٹ اور دلیری مین چار چاند لگا رہے تھے ۔ اعضائے جسم خوبصورت مردون کی طرح پھرتی دکھلا رہے تھے ۔ وہ اپنی کھڑی مردانی چال سے سولہ سترہ برس کا لڑکا نیتا جوان معلوم ہوتی تھی ۔ نشانہ لگانے مین اُسے کمال حاصل تھا ۔ کبھی خالی نہین گیا ۔

قلعہ کے برجون فصیلون پر بندوقچی تمن دار کپتان ۔ جرنیل کھڑے ہوئے غنیم کی آمد کا انتظار کررہے ہین ۔ دیپ مالا ایک افسر سے کھڑی کچھ تاکید کررہی ہی ۔ اتنے مین سامنے غبار اُڑتا ہوا دکھائی دیا ۔ دامن غبار چاک ہوتے ہی دیکھا کچھ سوار قلعہ کی جانب چلے آرہے ہین ۔ کچھ دیر بعد سوارون کا قافلہ قلعہ کے خندق کے پاس کھڑا ہو گیا ۔ ایک سوار نے آواز دی ۔ کوئی ہی ۔ مہارانا صاحب سے جاکر اطلاع کردے کہ چندر نگر کے راج کمار ۔ چندربھان اور اعتماد پور کے مہاراجہ ہرنام سنگھ تشریف لائے ہین ۔
سنتری ہرنام سنگھ کا نام سُنکر دیپ مالا کے پاس آیا ۔ دیپ مالا نے جواب دیا یہ ہمارے مہمان ہین فوراً پھاٹک کھول دو اور ہمارے مہمانون کو اندر لے آؤ ۔

کنور چندربھان اور ہرنام سنگھ دیپ مالا کے ساتھ مہارانا رندھیر سنگھ کے پاس گئے مہارانا نے ہر ایک کو گلے لگایا ۔ مزاج پرسی ہوئی ۔ چندربھان بولا ۔ اعتماد پور کا قلعہ ہاتھ سے نکل گیا ۔ یہ تو آپ سُن چکے ہونگے ۔ مین نے سُنا کہ شیو پور پر طلسم نیلم کی رانی نے چڑھائی کی ہی ۔ آپ کا کورنمک گجراج فوج لیکر قلعہ کا محاصرہ کرنے آیا ہی ۔ مہاراجہ ہرنام سنگھ کی رائے ہوئی ۔ شیو پور چلکر انتظام کرنا چاہیئے ۔ ایسا نہو کرشن کمار کی عدم موجودگی مین حریف قلعہ پر قابض ہوجائے ۔ اسلیئے چلکر مہارانا صاحب کا ہاتھ بٹانا چاہیئے ۔

رندھیر سنگھ ۔ خیر آپ لوگ آگئے بہت اچھا کیا ۔ کیا سردار ارجن سنگھ نہین آیا ۔

ہرنام سنگھ ۔ ارجن سنگھ ۔ رستم سنگھ ۔ فوجی دستون کو لئے ہوئے ہی مین چھوڑ دیے گئے ہین ہفتہ دو ہفتہ بعد اعتماد پور پر دھاوا کردینگے ۔ یقین ہی اب کی دفعہ غنیم نیچا دیکھ جائے کیونکہ فوج کا انتظام معقول کرلیا گیا ہی ۔ اندر موہنی کے پچاس ہزار سوار اور پیدل رسالے ارجن سنگھ کے شریک ہوگئے ہین روزمرہ رسد جاری رہتی ہی ۔ اغلب ہی شیو پور کی طرف بھی کچھ دستے روانہ کردیے جائین ۔ اندر موہنی نے اپنے نائب سے تاکید کردی ہی

چندربھان ۔ اندر موہنی جی کا ارادہ ہی کہ اعتماد پور کے ساتھ بہار پور کا بھی خاتمہ کردے مخبرون نے خبر پہونچائی کہ آپ کا کورنمک گجراج مایا نگر کی رانی سیتا سے مل گیا اسلیئے اُسکی سرکوبی کے لیئے کیسر اور چمپا نکل کھڑی ہوئی ہین ۔ وہ اُسے ٹھیک کردینگی اور عنقریب گجراج کی مشکین باندھ کر حضور کے سامنے ڈال دینگی ۔

مہارانا ۔ خیر ۔ مجھے تو زیادہ تر کرشن کمار کا خیال ہی ۔ اگر وہ ہوتے تو یہان کا رنگ

نہ بگڑتا ۔ ہمارا ارادہ ہی جب تک سری نگر کی فوج آئے یہان جسقدر جوان ہین اُنھین ساتھ لیکر اپنی اور اپنے بال بچون کی جانین بچائی جائین ۔

چندربھان ۔ پرتھی ناتھ! گھبرانے کی کون بات ہی ۔ کرشن کمار جی نہین ہین تو کیا ہوا کمترین موجود ہی ۔ مین حریف کو جواب دے دونگا ۔ میرے ہوتے آپ تکلیف گوارا نہین کرسکتے ۔ ہمارے ساتھ کی فوج تو پرسون تک آجائیگی اور رانی اندر موہنی کی فوج دو دن کے بعد اغلب ہی یہان پہونچ جائے ۔ بس اب دیر ہوتی ہی ۔ مجھے اجازت ملے مین قلعہ پر چڑھ کر حریف کی دیکھ بھال کردون ۔

رندھیر سنگھ ۔ بیٹا! ۔ تم ہمارے مہمان ہو ۔ آرام کرو ۔ میری زندگی مین یہ بات نہین ہوسکتی ۔ مین خود جاتا ہون ۔ بدنفس گجراج کیا مال ہی ۔ میری صورت دیکھتے ہی اُسکا پیشاب خطا ہوجائیگا ۔ وہ بزدل ہی اُسے جنگ کرنے کی تمیز نہین ۔

ہرنام سنگھ ۔ آپ کیا فرماتے ہین ۔ چھتریون کی گھٹی مین لڑائی پڑی ہوئی ہی ۔ آپ سمجھ سکتے ہین کہ شیو پور کی عزت وحرمت آپ کی خدمت سے وابستہ ہی اگر آپ میدان مصاف مین نکل کھڑے ہونگے تو حریف خیال کریگا کہ شیو پور مین کوئی بہادر افسر نہین ہی ۔ کیونکہ خود والی شیو پور نے عنان جنگ اپنے ہاتھ مین لے لی ہی ۔ یہ مین ایک طرح کی ہتک ہی ۔ شیو پور کی عظمت خاک مین ملجائیگی ۔ پھر گجراج جیسا مکار ہی آپ خود جان سکتے ہین کسی مکروحیلہ سے آپ کے دشمن ان پر قبضہ کرلے تو یہان کا بیڑا ہی ڈوب جائے ۔ اسلیئے ہم اور چندربھان جبتک زندہ ہین آپ میدان مصاف کا مُنہ نہین دیکھ سکتے ہم اپنے خون بہادینے کے لیے آئے ہین اب اجازت دیجئے ۔ دیر ہوئی جاتی ہی ۔

مہارانا کی نگاہون مین تمام اگلی پچھلی باتین خیالی تصویرین کر پھرنے لگین ۔ تھوڑی دیر تک سب خاموش رہے ۔ سناٹا چھایا رہا ۔ اُنھون نے بڑی حسرت و مایوسی کے لہجہ مین کہا

مہارانا ۔ آپ کی اس بھگتی کو دیکھ کر مین نہایت خوش ہوا ۔ اچھا آپ جائین جو مناسب ہو کرین ۔

ہرنام سنگھ اور کنور چندربھان اُٹھ کھڑے ہوئے ۔ قلعہ کے پھاٹک پر آئے دیپ مالا کھڑی کھڑی اسلحہ تقسیم کرارہی تھی ۔ میگزین کی درستی بارود کی تھیلیان توپون کی صفائی دیکھ کر دونون بہادر بہت خوش ہوئے ۔ دیپ مالا کے انتظام کی تعریف

کرنے لگے کوئی آلات حرب صاف کر رہا ہے۔ کوئی بڑھاوے دے دے کر دوسرے کے دل مین خوب جوش بڑھا رہا ہے۔ کہین ہندوقون کے لیے بارود اور گن گن کر گولیان تقسیم ہو رہی ہین۔ کسی جگہ قرابین والون کو گور کھ پوری پیسے تول تول کر دیے جا رہے ہین۔ غرضکہ جو کام ہے پھرتی سے ہو رہا ہے۔

چندر بھان۔ ہرنام سنگھ سے رخصت ہو کر قلعہ کے اُس طرف کی دیوار پر ہو پنچے جدھر سے غنیم کی فوج آنے والی تھی۔ وہان جا کر دیکھا ہر فوجی افسر قاعدے سے کھڑا ہوا فوج کی آمد کا انتظار کر رہا ہے۔ انتظام بہت معقول ہے۔ چندر بھان کے ہاتھ مین دوربین تھی۔ آنکھ پر چڑھائی دیکھا کہ طلسم کی رانی سیتا کے پیدل رسالے اور سوارون کے ایک ہزار جوان رپ رپ کرتے چلے آ رہے ہین جو کچھ دیر مین فوجی آئے آدھ میل کی دُوری پر ٹھہر گئے پھر دیکھا کہ سوارون کی ایک چھوٹی سی جماعت دھاوا کئے قلعہ کی طرف چلی آ رہی ہے۔ وہ جماعت قلعہ کی خندق پر آ کر کھڑی ہو گئی۔ اور ان مین سے للکار کر آواز دی۔ کوئی ایسا افسر یہان ہے جن سے دو چار باتین کی جائین۔

چندر بھان کے اشارے سے نایک نے برج پر سے کھڑے کھڑے جواب دیا۔ کیا چاہتے ہو۔ کچھ کہو۔؟

سوار۔ (اپنی فوج کی طرف اشارہ کر کے) ہماری فوج کے افسر مہاراج گجراج سنگھ تمھارے راجہ رندھیر سنگھ سے کچھ گفتگو کیا چاہتے ہین۔ ہمارے افسر گجراج سنگھ ہمارے ساتھ ہین۔ اپنے آقا سے جا کر اطلاع کرو کیا وہ اُنسے مِل سکتے ہین۔

نایک۔ گجراج سنگھ ہمارے یہان کا نفرا ہے مہارانا ایسے نمکحرامون سے بات چیت کرنا پسند نہین کرتے۔ دوم وہ مہاراجہ صاحب سے ملکر کیا کرے گا۔ اُسکی کیا غرض ہے۔

سوار۔ (ڈانٹ کر) ابے زبان سنبھال کے بات نہین کرتا۔ گجراج سنگھ معمولی آدمی نہین ہین۔ وہ تیرے راجہ سے بات کرنا چاہتے ہین تو کیون اپنی رائے ملاتا ہے۔ کہین ایسی باتین تجھ سے کہین جا سکتی ہین۔

چندر بھان نے دیکھا کہ نایک کو حرارت آگئی چہرہ تمتما گیا ہے۔ وہ بھی سخت جواب دیگا بات بڑھ جائیگی۔ اِسلیے ابھی اس آگ کو ٹھنڈا ہی کر دینا مناسب ہے۔ وہ خود بول اُٹھے۔

چندر بھان۔ لڑائی لڑنے آئے ہو کہ مصلحت کرنے۔ زبان کی تیزی نہ دکھلاؤ بہادر

تلوار کے جوہر دکھاتے ہین نہ کہ زبان کی طراری۔ چپ رہو۔

یہ کہکر چندر بھان خود نایک کے آگے کھڑے ہو گئے اور تیز آواز سے جواب دیا۔

چندر بھان۔ (سوار سے) جو کچھ کہا چاہتے ہو مجھ سے کہو۔ مہارانا نے اِس کام پر مقرر کر دیا ہے۔ مین تمھاری ہر ایک بات کا جواب مہارانا کی طرف سے دے سکتا ہون۔ جو شخص مہارانا سے ملکر جواب لیا چاہتا ہے وہ مجھسے بات چیت کرے۔ اگر کوئی پوشیدہ بات ہے تو مین قلعہ سے باہر بھی آ سکتا ہون۔ مہارانا صاحب اِس وقت تم سے نہین مِل سکتے انکو فرصت نہین ہے۔

سوار۔ اُف اوہ۔ بڑی نخوت سوار ہے۔ مل نہین سکتے۔

چندر بھان نے دیکھا کہ ایک لحیم و شحیم کرو النسان سوارون کے جھرمٹ سے نکلکر اُس سوار کی بغل مین آکر کھڑا ہو گیا۔ اور گرج کر آواز دی۔

وہ ہم اِس فوج کے سپہ سالار ہین۔ ہمارا نام گجراج سنگھ ہے۔ یہ فوج قلعہ شیو پور مسخر کرنے آئی ہے۔ اِسلیئے ہم تمھین دوستانہ صلاح دیتے ہین کہ تم اور تمھارا راجہ رندھیر سنگھ ہاتھ باندھ کر ہمارے کیمپ مین چلے آئین۔ رانی چندر کرن اور راج کماری دیپ مالا کو بھی ساتھ لیتے آئین تو ہم تمھارے ملک کا محاصرہ نہ کرینگے۔ ورنہ سمجھ رکھو۔ اِس قلعہ کا ایک آدمی بھی زندہ نہین بچ سکتا۔

نفس پرست گجراج کا نام سُنکر چندر بھان کے آگ ہی لگ گئی اُسنے کھڑک کر جواب دیا وہ او ملعون تیری خطرناک سازش کی خبر ہملوگون کو پہلے ہی لگ چکی تھی۔ تو دیکھ چکا ہے کئی مرتبہ قید ہو کر ہماری پناہ مین آ چکا ہے اب بھی ہوش ٹھکانے نہین۔ تو اس گھر کا نفرا ہو کر اس طرح طول کلامی کرتا ہے۔ تیری خطاؤن سے بارہا اندر کیا گیا طرح دی گئی۔ اُسکا عوض جکانے آیا ہے تو کیا اور تیری رانی کیا تیرا ٹکمنڈ ناک کی راہ سے نکال دیا جائیگا۔ تیرے ہتکھنڈون سے ہم خوب واقف ہین ہم جانتے تھے تو زندہ نکل گیا ہے ضرور فتنہ و فساد برپا کریگا۔ معلوم ہوا مایا نگر کی رانی سیتا کی بھی شامت آگئی تو اپنے پھندون مین پھانس کر اُسے تباہ کیا چاہتا ہے۔ سمجھ رکھ ایک دن طلسم نیلم جسپر تیری رانی بھولی ہوئی ہے برباد ہو جائیگا۔ اور مایا نگر کی اینٹ سے اینٹ کھد جائیگی۔ تو دیکھے گا کہ ہماری فوج کیا کام کرتی ہے۔

چندر بھان کی جوش بھری آواز میدان مین گونج گئی طرفین کے بہادر سپاہی

کھڑے سُن رہے تھے۔

گجراج (تیز آواز سے ڈانٹتا ہوا) معلوم ہوا مہاراجہ رندھیر سنگھ کی موت کندھون پر سوار ہے۔ کشن دت بنکر مجھے بہت سے چونگے دیے۔ مجھے اُن سے قصاص لینا ہے چندربھان ابھی تمھاری عمر ہی کیا ہے۔ تلوار پکڑنا سیکھو۔ بہت نہ اینٹھو۔ میدان جنگ گڑیون کا گھروندا نہین۔ تم بچے ہو ہمارا کچھ بگاڑ نہین سکتے اور نہ تم سے مجھے کچھ خصومت ہے۔ مین تو رندھیر سنگھ کے خون کا پیاسا ہون۔ ایشور چاہیگا تو اُنکے خون سے اپنی پیاس بجھاؤنگا۔ اُس بڈھے کو اپنے سوارون کی ٹاپون سے کچلوا دُونگا۔ تم یاد رکھنا آج شیوپور مین قتل عام ہوگا۔ صبح تک ایک متنفس بھی باقی نہ رہے گا۔

چندربھان۔ (غیظ آلود نگاہ سے گھور کر) تو کیا لاف وگزاف ہانک رہا ہے جانتا نہین ہم راجپوت ہین۔ جس طرح ہولیون کے دنون مین چارون طرف سُرخ گلال اُڑایا جاتا ہے۔ اور لوگ خوشی کے مارے پھولے نہین سماتے۔ اسی طرح آج راجپوتون کی اصلی اور سچی خوشی کا دن ہے۔ آج سرون کی بارش ہوگی۔ رنگ کے بجاے خون کی ندیان بہ نکلینگی۔ فتح کا غیر معمولی بینڈ بج رہا ہوگا۔ راجپوت شیرون سے زمین کانپ اُٹھیگی اور آسمان گونج اُٹھیگا۔ او بزدلے۔ تو نہین جانتا ہم راجپوت موت سے نہین ڈرتے۔ جہان ہتک اور بے عزتی کا معاملہ آپڑتا ہے اپنی شان برقرار رکھنے کے لیے جان پر کھیل جایا کرتے ہین۔ جی مین آتا ہے حلق چیر کر ابھی تیری زبان نکال لون لیکن لڑائی کے قاعدہ کے خلاف سمجھ کر طرح دیتا ہون۔ اب تو جا اور جو کچھ بن پڑے اُٹھا نہ رکھ۔

چندربھان کی تقریر ابھی ختم نہین ہوئی تھی کہ بدنفس گجراج نے گھوڑا پھیر کر اپنے کیمپ کا راستہ پکڑا۔

گجراج کے پیٹھ پھیرتے ہی چندربھان نے اپنے پاس کھڑے ہوئے نایک سے کہا چار سو جوان تیر و کمان لیے ہوئے قلعہ کی فصیلون پر بیٹھ جائین گولنداز توپ خانے پر مستعد ہو رہین۔ سو سپاہی صحن مین آلات حرب سے مسلح کھڑے رہین اور اُنھین سمجھا دو کہ وہ اپنے کو اسقدر طیار رکھین کہ دوسرے وقت اُن سے کام لیا جا سکے۔

حکم سُنتے ہی نایک وہان سے کھسکا چندربھان نے برج سے دیکھا کہ اس حکم کی

تعمیل بہت پھرتی سے ہو رہی ہے۔ بڑے بڑے قادر انداز بڑے بڑے نشانہ باز تیر و ترکش سے لیس ہو کر قلعہ کی دیوارون پر بیٹھ رہے۔ توپچی کیل کانٹے سے درست ہو کر توپ خانے کے پاس ڈٹے کھڑے ہین۔ اِدھر اُدھر لوگ دوڑ رہے ہین۔

خلاصہ یہ کہ چندربھان کو اطمینان ہو گیا کہ اُسکے مستعد ماتحت افسر و سپاہی پوری مستعدی سے کام کر رہے ہین۔

چندربھان نے دوربین لگا کر حریف کے لشکر پر نگاہ دوڑائی۔ اُسنے دیکھا فوج مین حرکت ہوئی۔ پیدل اور سوارون کے رسالے آہستہ آہستہ شیوپور کے قلعہ کی جانب بڑھ رہے ہین۔

ایک نایک بولا۔ سرکار نے ملاحظہ کیا۔ حریف کی فوج سیلاب کی طرح اُمنڈتی ہوئی چلی آتی ہے۔

چندربھان۔ بیشک! دشمنون نے دھاوا بول دیا۔ تمھارے گولہ انداز طیار ہین۔ قادر انداز سپاہی تیر و کمان لیکر دیوار پر بیٹھ گئے۔

نایک۔ سب معاملہ لیس ہے۔ حضور دیکھ لین۔ بخوبی انتظام کر لیا گیا ہے۔

چندربھان۔ کُل گولہ انداز ہوشیار رہین۔ توپخانے کے افسرون کو حکم دو کہ حریف کی فوج زد پر آتے ہی فوراً گولہ باری کر دین۔

نایک بہت خوب کہکر توپ خانے کے پاس پہونچا۔ اور کنور چندربھان کا حکم سنا دیا۔

چندربھان کی نگاہ حریف کے عساکر پر تھی۔ دشمنون کی فوج قلعے کے متصل پہونچکر چار قطارون مین تقسیم ہو گئی۔ ایک قطار نے قلعے کی جانب سیدھ باندھ لی اور ادھر گھوڑے خیز کر دیے اور باقی دو رسالون مین سے ایک رسالے نے داہنی طرف رُخ کر دیا اور دوسرا بائین پہلو کو دباتا ہوا چل کھڑا ہوا۔

چندربھان۔ غنیم کا ارادہ ہے چہار طرف سے قلعہ گھیر کر حملہ کر دیا جاے۔

نایک۔ ہمارے گولنداز اور کمانیر تنے ہین۔ حکم کے منتظر ہین جس وقت حکم ملا توپون پر بتی رکھ دی گئی اور دنادن فیر ہونا شروع ہو گئین اب دیکھیے کیا ہوتا ہے حقیقت مین غنیم کے لشکر کا پہلا حصہ قلعے کی طرف بڑھتا چلا آتا ہے۔ وہ دیکھیے سامنے والے میدان مین توپ خانہ لگا دیا گیا گولہ اندازون نے توپ مین بتی دیدی

دیکھا آپ نے گولے سنسناتے ہوئے قلعہ کی خندقوں مین گرنے لگے۔

چندر بھان نے فوراً بگل لگایا۔ فیر پر فیر ہونا شروع ہوگئی۔ غنیم کے تینوں طرف سے گولوں کی مار ہونے لگی۔ اِدھر شیو پور سے بھی پانچ توپین فیر کر رہی تھین۔ یہ توپین قلعے کی برج و فصیل پر اسی لئے چڑھا دی گئی تھین کہ غنیم کا لشکر آتے ہی باڑھ ماری جائیگی۔

طرفین سے گولہ باری ہو رہی ہے۔ چندر بھان نے کہا۔ دشمنون نے تین طرف سے دھاوا کر دیا ہے۔ ہمین بھی ہر طرف جواب دینا چاہیئے۔

یہ کہکر چندر بھان نے اپنے سمند تیز خرام کو ایڑ دی وہ فراٹے بھرتا کبھی اس طرف آیا اور کبھی اُس طرف نکل گیا۔ اُنھون نے دیکھا کہ سوار اور پیدل سیڑھیان لیے قلعہ کی جانب بڑھے آتے ہین۔ حالانکہ قلعے کی توپین بہت اچھا کام کر رہی تھین۔ غنیم کا لشکر نقصان اُٹھاتا جاتا تھا۔ تاہم جوش مین کمی نہ تھی وہ یورش کرتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا یہانتک کہ وہ رسالہ جو قلعہ کی پشت کی طرف دھاوا مار رہا تھا جلتے بھنتے قلعہ کے نزدیک پہونچ گیا ادھر سے کھولتے ہوئے تیل کی ہانڈیان جلتے ہوئے تختے اور تیرون کی بوچھار شروع کر دی گئی۔ لیکن حریف نے مطلق پروا نہ کی برابر بڑھتا ہی چلا آتا ہے۔

جب دیوار قلعہ قریب رہگئی۔ حریف کے پیدل رسالے نے رسّون سے باندھ کر کئی تختے خندق مین تیرا دیے۔ اور خندق پار کر کے قلعے کی دیوار کے نیچے جا پہونچے سیڑھیان لگا دی گئین۔ سپاہی ڈنڈون پر چڑھ کر مرتے کٹتے قلعہ کی دیوار پر آ گئے۔ یہان غضب کی لڑائی ہوئی۔ بڑے بڑے بہادر بڑے بڑے قوی ہیکل تیغ بیدریغ کی نذر ہوتے جاتے ہین۔ لاشے پر لاشہ گر رہا ہے۔

چندر بھان اور ہرنام سنگھ سو سوارون کو لیے ہوئے اس مقام پر پہونچ گئے بازار کشت و خون اور گرم ہوگیا۔ اتنے مین ایک نایک دوڑتا ہوا چندر بھان کے پاس آیا اور گھبرائی ہوئی آواز سے بولا۔

سرکار! غضب ہوگیا۔ کمبخت گجراج عیاری کی چال چل گیا۔ ہماری طاقت قلعہ کے پھاٹک سے ہٹا دی ہم لوگون کا رجحان پشت قلعہ پر ہوگیا۔ پھاٹک پر تھوڑی سی جماعت کیا کر سکتی ہے۔ خالی میدان پا کر حریف کے سوار اور پیدل پھاٹک پر ڈٹ گئے۔ فوجی رسالے پھاٹک توڑے ڈالتے ہین۔ ہم لوگ کسی طرح روک نہین سکتے

پھاٹک شکست ہو جائیگا۔ تمام فوج قلعے مین بھر جائیگی اور پھر سربر ہونا امکان سے باہر ہو جائیگا

چندر بھان شمشیر علم کیے ہوئے پھاٹک پر گھوڑا اُڑاتے چل دیے۔ نایک سے حکم دیتے گئے "بہت جلد اُن بقیہ جوانون کو اس طرف بھیج دو قلعہ پر ہنگامہ مچا ہوا ہے"

حریف کے سپاہی سیڑھیون سے بام قلعہ پر آیا چاہتے ہین۔ پھاٹک پر دنادن ہتوڑے پڑ رہے ہین۔ اہل قلعہ سربکف جی توڑ کر حملہ کر رہے ہین۔ کسی طرح غنیم پسپا نہین ہوتا کیونکہ ایک کی دوا دو وہان ہزارون کی جماعت چلے سپاہیون سے کچھ بن نہین پڑتا

چندر بھان نے دیکھا غنیم نے ایک برج پر قبضہ کر لیا اور رایا نگر کی رانی سیتا کے نام کا پھریرا اُڑنے لگا۔ چندر بھان نے گھوڑا اور آگے بڑھایا سامنے دیکھا خبیث گجراج دو دستی تلوار چلا رہا ہے۔ شیو پور کے جانباز جانون کی پروا نہ کرتے ہوئے حریف کے دانت کھٹے کیے دیتے ہین قدم آگے نہین بڑھنے دیتے۔

چندر بھان نے زور سے للکارا۔

بہادرو! مت گھبرانا۔ تمھاری مدد کے لئے تازہ دم فوج آیا چاہتی ہے۔ اور سُو مین بھی آگیا۔ اس مردود کی موت میرے ہاتھ سے ہے۔

یہ کہکر چندر بھان حریف کے لشکر پر ٹوٹ پڑا اور فن سپہ گری کے کرتب دکھانے لگا۔ گجراج چندر بھان کو دیکھ کر آگ بگولہ ہوگیا۔ خون اُدھڑنے لگا۔ خبردار خبردار کہتا ہوا چندر بھان کے سامنے آیا۔ شپا شپ تلوار چلنے لگی۔ چندر بھان کا جوش گجراج کو دیکھ کر دوبالا ہوگیا صفون کو چیرتے پھاڑتے مردود گجراج کے پاس پہونچ ہی گئے گجراج کنائی کاٹ کر بہادر چندر بھان کی پشت پر پہونچا اور ایک بھرپور ہاتھ کچھ اس ستم کا چندر بھان کے بازو پر رسید کیا کہ تلوار چار آئینہ کو کاٹتی ہوئی ہڈی تک نکل گئی چندر بھان چوٹ کھا کر شیر غزان کی طرح بپھر گیا اور پُر زور ہاتھ گجراج کی ران پر کچھ ایسا پڑا کہ داہنی ٹانگ کٹ کر زمین پر آ رہی۔ اور وہ خود لنڈھکتا قلا کھاتا پشت زین سے نیچے گر گیا۔

حریف کی فوج مین ہلڑ مچ گیا۔ سردار مارا گیا۔ پاؤن اُکھڑ گئے وہ زور رہ خم وہ دم وہ حوصلہ جاتا رہا۔ کچھ لوگ گجراج سنگھ کو اٹھا لائے اور رتھ سے اتر کر کیمپ کی طرف لے بھاگے۔

ادھر وہ نئے برق دم سپاہی بھی مدد کے لیے آ گئے جنھین نایک کے ذریعے سے چندر بھان نے بلا بھیجا تھا۔ اُنکے آتے ہی ہزیمت خوردہ فوج سر پر پانؤن رکھ کر بھاگ کھڑی ہوئی۔

چندر بھان یہانتک پر اپنی کامیابی دیکھ کر اپنے مظفر و منصور سپاہیون کی جماعت مین قلعہ کی دوسری جانب آئے۔ وہان بھی حشر بپا تھا۔ دشمن قلعہ پر آ گئے تھے۔ چندر بھان کچھ زخم خوردہ تھے مگر جوش اس مین کمی نہ تھی۔ اُنکا دل گجراج کے گرنے سے اور شیر ہو گیا۔ بھاگتے ہی للکارا "بہادرو! گھبرانا نہین۔ کور نفس گجراج کی خبر لے لی گئی وہ زخمی ہوکر بھاگ گیا ان بدمعاشون کا مار لینا کتنی بڑی بات ہے"۔

اس تقریر کا اثر یہ ہوا کہ بہادرون کی رگ رگ مین جوش بھر گیا۔ یکدل ہوکر حریفون پر ٹوٹ پڑے۔ گجراج کی فوج کے دل گجراج کے گر جانے سے چھوٹے ہو گئے۔ وہ تاب مقاومت نہ لا سکے بھاگ کھڑے ہوئے قلعے کی پشت اور قلعے کے اگلے حصے کی یہ کیفیت ہوئی کہ بازو پر گولندازون نے خبر لی تھی۔ گولون نے فشار کردیا۔ کسکی جان فالتو تھی جو اس آگ کے سمندر مین غوطہ لگاتا۔ اُنکے قدم انچھ بھر بھی آگے نہ بڑھنے پائے۔

اس طرح دشمن کو شکست فاش دے کر لنو بہ چندر بھان کے نام آج کی فتح سنہرے الفاظ مین لکھ لی گئی۔ مہارانا رندھیر سنگھ نے خوشی مین آ کر راج کمار کو گود مین اُٹھا لیا اُنکے دست و بازو کو بوجا اور پھر پاس بٹھا کر کہا۔

بہادر بیٹے! تمھاری غیر معمولی ہمت اور حوصلہ دیکھ کر میرے دل کو نہایت خوشی ہوئی ہے

چندر بھان۔ شری مان! مصیبت کے وقت دیش اور جاتی کی عزت رکھنا چھتریون کا دھرم ہے۔ اس مین مین نے کوئی لائق تعریف کام نہین کیا۔ جو کچھ کیا آپکے اقبال نے کیا

رندھیر سنگھ۔ بہادر بیٹے! کیا کہون۔ ہماری فوج اعتماد پور کے محاصرے مین پڑی ہے راج کمار کرشن کنور یہان نہین ورنہ اس مایا نگر کی رانی کو ضرور بتا دیتا کہ سوتے ہوئے شیر کو جگانا تیرے حق مین کہانتک فائدہ بخش ہے خیر دیکھا جائیگا۔ اس ملعونہ کو ایک نہ ایک دن ضرور نیچا دکھانا ہے۔

چندر بھان۔ ایشور چاہیگا حضور کی نیت سپھل ہوگی۔

یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ ایک مخبر خبر لایا۔ اور عرض کیا —

"مہاراج! گجراج زخمی ہوکر اپنے کیمپ مین پہونچ گیا۔ اور اب کیمپ قلعہ سے میل بھر کے

فاصلے پر ایک بڑے میدان مین قایم کردیا گیا ہے۔ رانی ستیا کو آج کی ہزیمت کی خبر لکھ بھیجی گئی ہے۔ اور نئی فوج اور نیا کمانڈر طلب کیا گیا ہے۔"

رندھیر سنگھ۔ اوہ۔ ابھی لڑائی کا خدشہ نہین مٹتا۔ ملعونہ رانی ضرور فوج روانہ کریگی۔ پیارے چندر بھان تم بھی فوج بھرتی کرنا شروع کردو تمھارے بہادر سپاہی بہت کام آ گئے ہین۔

چندر بھان۔ بہت خوب! مین آج اپنے پتا مہارانا دلیپ سنگھ کو اطلاع دیتا ہون وہان سے بھی جنگی رسالے آ جائینگے اور ابکی قلعہ سے باہر نکلکر حریف سے مقابلہ ہوگا۔

اسکے بعد سبھا برخاست ہوئی۔ تھکے ماندے سپاہی آرام کرنے لگے۔ کوئی سپاہی اپنی دلیری اپنی ویرتا کی تعریف کرتا ہے کوئی اپنے بھائی کے مارے جانے کے سوگ مین آنسو بہا رہا ہے۔ کوئی آئندہ لڑائی کی بابت ذکر کر رہا ہے۔ لوگ اپنی اپنی سنا رہے تھے۔ اتنے مین ایک خبر نے سب کے دلون مین تازہ روح پھونک دی۔ انھین معلوم ہوا کہ چھ ہزار کی ایک زبردست فوج سری نگر سے مہارانا صاحب کی مدد کے لیے آ رہی ہے۔

باب گیارھوان

بارہ پر آئے تب بے موت مرین مردم آب
گھاٹ مین یار کی تلوار کے وہ پانی ہے

جب کنور کرشن کمار نے دیو کی راکھ کریدنے کے لیے آگے قدم بڑھائے وہ چاہتے ہین طلسمی لوح نکال لین اتنے مین کسی کی گھن گرج آواز نے انکے پانؤن روک دیے پلٹ کر دیکھا تو طلسم کی رانی جھپٹتی چلی آتی ہے۔ اس نئی آفت کے آ جانے سے بڈھے چندر سین کے بھی حواس گم ہو گئے۔ لیکن کرشن کمار کی ہمت نے کمی نہ کی وہ لپک کر راکھ کے پاس آئے۔ طلسمی لوح نکال لی پھر قبضہ پر ہاتھ ڈالا۔ تلوار کھینچ لی اور رانی کا چہرہ گھورنے لگے۔ طلسمی لوح ہاتھ آ جانے سے طلسم کی رانی ڈر گئی اندر قدم نہ رکھ سکی۔ چندر سین جو مبہوت سا کھڑا ہوا منھ تک رہا تھا۔ جھپٹ کر راج کمار کے پاس آیا۔ اور باریک آواز مین آہستگی کے ساتھ کہا۔

چندر سین۔ طلسمی لوح چمکاتے ہوئے اس خبیثہ کی طرف بڑھیے۔ دیر کرنے مین قباحت

ہے۔ کوئی نہ کوئی فتور اُٹھ کھڑا ہوگا۔

کرشن کمار لوح چمکاتے ہوئے آگے بڑھے۔ رانی کا مُنھ فق ہو گیا تھا۔ چہرے پر ہوائیان چھوٹ رہی تھین۔ خوف و دہشت نے حواس کھو دیے تھے۔ کرشن کمار کو بڑھتے دیکھ کر پہلے پیچھے ہٹی پھر اپنے سر پر ہاتھ رکھا اور نظر سے غائب ہو گئی ۔

چندر سین۔ رانی غائب ہو گئی ہے۔ کوئی نئی بلا آنے والی ہے۔ آپ ایک کام کیجیے اِس سیڑھی پر چڑھ جائیے۔ مین بھی آتا ہون۔

جب راج کمار اور چندر سین بڈھے کے پاس پہونچے۔ چندر سین بول اُٹھا۔ ابھی آپ میرے ساتھ چلین۔ پہلے اِس مکان سے باہر ہو لین۔ آپ کو طلسم خانے مین پہونچا دون جسمین آپ طلسم توڑنا شروع کر دین۔

کرشن کمار بڈھے کے ساتھ ہو لیے۔ باہر آئے۔ بڈھا کرشن کمار کو ساتھ لیے ہوئے اُس سیڑھی کے پاس پہونچا جسکے نیچے خندق کا پانی لہرین لے رہا تھا۔ بڈھے نے کہا۔

طلسمی لوح کو پانی مین ڈال دیجیے پھر تماشہ دیکھیے۔

کرشن کمار نے لوح پانی مین ڈال دی۔ عجیب کیفیت مشاہدہ مین آئی۔ وہ طلسمی لوح پانی مین پڑتے ہی کشتی کی صورت بن گئی ۔

بڈھے کے فرمانے سے کرشن کمار کشتی مین سوار ہو لیے۔ بڈھا بھی ساتھ رہا۔ کشتی خود بخود تیز رفتاری سے دوسرے ساحل کے پاس ہو رہی۔ اسی جگہ وہ کشتی کھونٹے سے بندھی ہوئی تھی جسپر کرشن کمار سوار ہو کر اس مکان مین آئے تھے دونون شخص اپنی کشتی سے اُترے۔ چندر سین نے کہا۔

لوح اُٹھا لیجیے۔

راج کمار نے کشتی پر ہاتھ ڈالا وہ کشتی بہت ہی ہلکی تھی آسانی سے اُٹھا لی۔ پانی سے نکال کر خشکی پر ڈال دی۔ دو منٹ کے بعد وہ کشتی پھر لوح کی صورت بن گئی جس طرح پہلے تھی۔

بڈھا۔ اب آپ اِس لوح مین دیکھیے کیا لکھا ہے۔؟

کرشن کمار نے لوح پر نگاہ دوڑائی۔ اُس مین یہ جملے لکھے ہوئے نظر آئے

"طلسم کشا کو ہمارا سلام! ہم وہی حکیم ہین جس نے طلسم نیلم بنایا ہے۔ طلسم کشا کو چاہیے

طلسمی مکان سے نکلکر طلسمی لوح کو خندق کے پانی مین ڈال دے اور ایشور کی قدرت مشاہدہ کرے"

کرشن کمار بفرمودۂ لوح کاربند ہوئے جیسے ہی لوح طلسمی خندق مین گری۔ بڑے زور کی آواز پیدا ہوئی۔ زمین ہل اُٹھی۔ معلوم ہوتا تھا سینکڑون بجلیان کڑک رہی ہین پانی کا وہ تلاطم کہ الامان۔ بلیون اُچھل رہا تھا۔ رفتہ رفتہ وہ پانی سیاہ دھوئین کی شکل مین اُڑنے لگا۔ بقعہ کے بقعہ دھوئین کے نکل رہے ہین زمین سے آسمان تک دھوئین کا ابر چھا گیا۔ مکانات درخت کچھ محسوس نہین ہوتے۔ جدھر آنکھ اُٹھتی ہے دھوان دھار ہے۔ کرشن کمار گھبرا کر کبھی آنکھین بند کر لیتے ہین اور کبھی کھول دیتے ہین اِسی تشویش ناک حالت مین کسی شخص نے اُنکے شانے پر ہاتھ رکھا اور دھکیلتا ہوا لے چلا کرشن کمار لاکھ چاہتے ہین قدم ٹکے اور اِس آدمی سے بھڑ پڑین۔ مگر قدم کسی طرح رُک سکتا نہین دس بیس قدم دھکا کھاتے آگے بڑھ ہی گئے اتنے مین دھکا دینا بند ہو گیا۔ راج کمار کھڑے ہو رہے۔ آنکھ کھولی۔ دیکھتے کیا ہین اُسی صحن مین کھڑے ہوئے ہین جہان دیو کا سر دھڑ سے الگ کر کے گردن کے سوراخ مین کود پڑے تھے۔ دیو کا سر جل گیا تھا۔ راکھ کا انبار لگا ہوا تھا اور اُس انبار مین ایک غار نظر آتا تھا۔

کرشن کمار جب یہان پہونچے چارون طرف دیکھا۔ مددگار بڈھے کو تلاش کیا۔ بڈھا وہان موجود نہ تھا۔ انھین سخت تردد ہوا۔ کیا کرین کس سے پوچھین یکایک لوح پر نگاہ پڑ گئی اُس مین لکھا تھا۔

"اِس صحن کے پورب سمت جو دالان ہے اُس دالان مین طلسم کشا بیدھڑک چلا جائے اور داہنے گوشے مین پہونچ کر یہ لوح وہان کی دیوار مین چسپان کر دے اور پھر تماشا دیکھے"

کرشن کمار نے ایسا ہی کیا۔ لوح دیوار سے چسپان کر دی۔ یکایک دالان ہلنے لگا۔ بجلی کی کڑک اور رعد کی گرج کان پھاڑنے لگی۔ دو تین دفعہ بجلی کے کونکنے سے کرشن کمار کی آنکھ جھپک گئی۔ جب آنکھ کھلی اِس دیوار مین ایک دروازہ نظر آیا کرشن کمار نے پھر لوح پڑھی۔ یہ جملہ نظر سے گذرا۔

"یہ مقام طلسم نیلم کا ڈانڈا ہے۔ طلسم کشا پر واجب ہے۔ ابھی دروازہ سے بے غل و غش گھس جائے اور طلسمی عجائبات توڑنا شروع کر دے"

کرشن کمار نے دروازے کے اندر قدم رکھا۔ دھڑاکے کی آواز آئی راج کمار کی نگاہ پیچھے پھر گئی۔ نہ تو وہ دروازہ ہے اور نہ دالان بلکہ ایک لق ودق میدان ہے جہان درخت کا کوسون پتہ نہین۔ اس لمبے چوڑے میدان مین احاطے کی دیوارین البتہ نظر آتی تھین دیوارون کے کنارے کنارے چارون طرف آگ کے شعلے بھڑک رہے تھے۔ کرشن کمار کچھ دیر سوچا کیے پھر آگ کے قریب گئے۔ ایک بابا آدم کے وقت کا کنوان نظر آیا جسکی جگت تک نہ تھی۔ پتھرون کے انبار پڑے ہوئے تھے۔ اس کنوئین سے آگ کی لپٹین نکل رہی تھین جنھون نے پھیل پھیل کر تمام احاطہ کی دیوارون مین آگ لگا رکھی تھی۔

کرشن کمار دور سے کھڑے تماشا دیکھ رہے تھے یکایک کنوئین کے اندر سے بھیانک آواز سننے مین آئی۔ کرشن کمار چونک کر اور پیچھے ہٹ گئے۔ اب نگاہ پڑتی ہی اُنھین اُسی کنوئین سے ایک آہنی زنجیر جو آگ کی لپٹون سے انگارے کی طرح دہک رہی تھی باہر نکلتی دکھائی دی۔ وہ زنجیر کرشن کمار کی طرف بڑھتی چلی آتی ہے۔ کرشن کمار پیچھے ہٹتے جاتے ہین اور زنجیر پاس آتی جاتی ہے۔ کرشن کمار نے گھبرا کر لوح پر نگاہ ڈالی لوح نے حکم دیا "خبردار سامنے سے نہ بھاگنا بلکہ داہنا بازو دباتے ہوئے بغلی ڈوب جاؤ وہان ایک چھوٹا سا کنڈ ملے گا۔ اُس کنوئین مین لوح طلسمی ڈال دو"۔

کرشن کمار داہنے بازو کا کونا دباتے ہوئے چل کھڑے ہوئے کچھ دور پر کنڈ ملا راج کمار نے لوح کنڈ مین ڈال دی۔ دفعتہ بادل کی گرج پانی سے پیدا ہوئی۔ پانی اُبلنے لگا۔ رفتہ رفتہ وہ پانی کنڈ سے نکل کر اُس آگ سے دہکتی ہوئی زنجیر کی طرف بڑھا پانی کو اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر وہ زنجیر پیچھے کھسکی۔ پانی کی دھار سیلاب کی طرح اُمنڈتی چلی جاتی تھی۔ یہانتک کہ وہ زنجیر پیچھے ہٹتے ہٹتے اُس کنوئین مین گر پڑی جہان سے نکلی تھی۔ پانی بھی اُمنڈتا ہوا زنجیر کے تعاقب مین کنوئین کے پاس آیا جس طرح پہاڑ کے سوتے سے دھڑ دھڑ نشیب مین پانی گرتا ہے اسی طرح پانی بہتا ہوا کنوئین مین گرنے لگا۔ اس پانی کے آگ مین گرتے ہی ایسی ہیبت ناک آواز آئی کہ راجکمار کا دل تاب نہ لا سکا۔ وہ سہم گئے۔ بلکہ بیہوش ہو کر زمین پر ڈھیر ہو گئے۔

جب ہوش حواس درست ہوئے۔ دیکھتے کیا ہین ایک دریاے زخار مین پڑے ہوئے غوطے کھا رہے ہین اوپر سیاہ بادل چھایا ہوا ہے۔ اور اُس بادل مین کبھی کبھی

ج ۴

ستارے جھلک جاتے ہین دریا مین تلاطم مچا ہوا ہے طوفان نے زور برپا کر رکھا ہے۔ پانی کی چادر گزون اُچھلتی تھی کرشن کمار اُس چادر مین قلا کھاتے کبھی تہ آب تک پہونچ جاتے اور کبھی سطح آب سے پندرہ فیٹ اوپر اُچھل جاتے تھے۔ سواے الیشور کے کون مددگار تھا۔ وہ بے اختیار ہو کر چیخ اُٹھے۔ پرماتما اس بلا سے نجات دے الیشور کا مقدس نام ورد زبان ہے۔ تاریکی قیامت توڑ رہی ہے پانی کے جھکولے سانس تک نہین لینے دیتے تھے لوح کا خیال جاتا رہا۔ اتنی فرصت کہان کہ لوح آنکھ کے سامنے کرین۔ دیکھین کیا لکھا ہے کس طرح اس بلا سے نجات ملیگی۔

راج کمار پانی مین غوطے کھا رہے تھے اتفاق سے آنکھ کھل گئی دیکھتے ہین ایک لٹھا پندرہ بیس ہاتھ لمبا پانی سے نکلکر کئی گز کی اُنچائی پر ہوا مین کھڑا ہو گیا۔ کرشن کمار کو پانی کے تھپیڑے بہا کر لٹھے کے قریب لے گئے۔ آہنی زنجیر لٹھے سے بندھی ہوئی پانی مین لٹک رہی تھی۔ وہ زنجیر ڈوبتے کو تنکے کا سہارا ہو گئی۔ راج کمار نے فرط خوشی سے اُچھلکر زنجیر پر ہاتھ ڈال دیا۔ چاہتے تھے اُسکا سہارا لیکر لٹھے سے چمٹ جائین۔ دفعتہ کڑاکے کی آواز آئی زنجیر لٹھے سے ٹوٹ گئی۔

کرشن کمار پھر پانی مین ڈبکیان لینے لگے۔ اُنھین پھر دنیا کا ہوش نہ رہا۔ راج کمار سطح آب پر پڑے ہاتھ پانون مار رہے تھے جب آنکھ کھلی اپنے کو لب حوض کھڑا پایا یہ حوض سنگ مرمر کا تھا۔ حوض کے اندر کئی جادو جمال عورتین برہنہ نہا رہی تھین۔ کوئی عورت کسی پر چھینٹے دے رہی ہے۔ کوئی غوطے لگاتی ہے۔ کوئی پانی اُچھالتی ہے۔ غرض جتنی تھین سب نوجوان تھین سب خوش فعلیان کر رہی تھین۔ یہ حوض ایک وسیع دالان مین بنا تھا۔ جسکی دیوارون پر رنگ برنگ شیشے جڑے ہوئے تھے جنکی رنگین روشنی اُن حور لقاؤن کے نازنین جسم پر پڑ کر عجیب لطف پیدا کرتی تھی۔ گویا آئینون کا عکس مچل مچل کر ان زہرہ جبینون سے گلے ملتا تھا اٹکھیلیان کرتا ہے۔ کرشن کمار لب حوض کھڑے تماشا دیکھ رہے تھے۔ مگر ان ملایک فریب ماہ وشون کی نگاہ اُنپر نہین پڑتی تھی۔

کرشن کمار نے لوح پر نگاہ ڈالی۔ تحریر تھا طلسم کشا کو چاہیے ان عورتون سے پوچھے کہ تمھاری ملکہ نیلم کہان ہین۔

کرشن کمار نے آواز دی۔ اے پریو! اے نازنینو! بتاؤ اس وقت تمھاری

ملکہ کہان تشریف رکھتی ہین - جتنی عورتین نہارہی تھین راج کمار کی آواز سُنکر غوطہ لگا گیئن - کوئی دو منٹ بعد ایک حسین نے چادر آب سے سر نکالا اور کرشن کمار کی طرف دیکھ کر مخاطب ہوئی -

حسین - ملکہ نیلم کی یاد آپ کیون کر رہے ہین -؟

راج کمار نے لوح طلسمی دیکھی - لکھا پایا - یہی ملکہ ہے اِسے لوح دکھا دو -

کرشن کمار نے لوح سامنے کردی - کہا اِسے دیکھ لیجیے - اِس عورت یعنی ملکہ کی نگاہ جب اُس لوح پر پڑی اُسے جنون ہو گیا - کپڑے پھاڑنے لگی - حوض سے اُچھلی باہر آکر سر پیٹنے لگی - پھر کرشن کمار کی طرف جھپٹی - وہ مادر زاد ننگی تھی چاہتی ہے کرشن کمار سے لپٹ جائے - کرشن کمار پیچھے ہٹ رہے ہین وہ جھلاتی ہے چھاتی پر دوہتڑ مارتی ہے - اور پھر لپکتی ہے - اُسنے جھپٹ کے لوح پر ہاتھ ڈال دیا - کرشن کمار مبہوت ہو رہے ہین عجب چڑیل سے سامنا پڑا ہے - ایسا نہو لوح چھین لے - راج کمار لوح مٹھی مین لیے ہوئے ہین چھونے نہین دیتے - اتفاق سے لوح ملکہ کے ہاتھ پڑ گئی - لوح ہاتھ مین آتے ہی وہ عورت زمین پر گر پڑی اور لوٹنے لگی - کچھ ہی دیر مین وہ ایک بہت بڑی طاؤس کی شکل بنکر ناچنے لگی - راج کمار نے دیکھا لوح زمین پر پڑی ہوئی ہے جھپٹ کر اُٹھالی - اُس مین تحریر تھا - اس طاؤس کی پشت پر سوار ہو جاؤ -

کرشن کمار نے ذقند بھری طاؤس کی پشت پر ہو رہے ابھی جم کر بیٹھ نہ سکے تھے طاؤس نے پر تولے اور اُڑ کر کرۂ ہوا مین چکر لگانے لگا - اُسکے پرون مین اسقدر پرواز تھی گویا آندھی چل رہی ہے - کرشن کمار کی آنکھین ہوا کے تھپیڑون سے بند ہو گیئن بلکہ بیہوش ہو گئے اتنے مین انکی کمر مین کچھ ایسا جھٹکا لگا آنکھ کھل گئی تو اپنے تئین ایک کوٹھری مین کھڑے دیکھتے ہین جسمین ایک آہنی پنجرا لٹک رہا ہے پنجرے کے اندر کاٹھ کا طوطا بیٹھا ہوا ہے -

کرشن کمار پر نظر پڑتے ہی اُس بے جان جانور کے مُنھ سے بہت بڑی چیخ نکلی - "وہ طلسم کشا آگیا -"

اس آواز کے ساتھ ہی کوٹھری کی دیوار مین شگاف ہوا اور شگاف کے اندر سے ایک پیرزن نکلی جسکا سن ستر اسّی برس سے بھی تجاوز کر چکا تھا - پیرزن کھڑی

ہائے واویلا کر رہی ہے - اور کرشن کمار سے کہتی ہے -

"کنور جی! لوح میرے حوالے کر دیجیے - بیٹا! کلیجے کے درد سے پریشان ہون - اسے دھو کر پیونگی - تمھاری بدولت میری جان بچ جائیگی نہین تو تڑپ تڑپ کر مرنا ہوگا"

کرشن کمار نے لوح دیکھی لکھا تھا - طلسم کشا! خبردار اس بڑھیا کی باتون مین نہ آجانا یہ طلسمی ڈھکوسلا ہے - لوح اسکے ہاتھ مین ہرگز نہ دینا - بلکہ یہ لوح اُسکے داہنے شانے پر کھینچ مارو -

کرشن کمار نے لوح کھینچ ماری - لوح بڑھیا کے شانے پر پڑی - ہولناک آواز پیدا ہوئی - ساتھ ہی برق کا شعلہ لپک کر کرشن کمار کے سامنے گرا - آنکھ جھپک گئی - راج کمار دو ایک قدم پیچھے ہٹ گئے - پلک کھولی - دیکھا وہ کوٹھری نہین ہے بلکہ یہ دوسری کوٹھری ہے - ایک تخت بچھا ہوا ہے - اُسپر پندرہ پندرہ سولہ سولہ برس کی کئی نوخیز عورتین بیٹھی ہین - چوسر بچھی ہے - لیکن کوئی کھیلتی نہین سب کے چہرے اُداس سب باول مغموم سر جھکائے ہین سبکے منھ فق ہو رہے ہین - راج کمار کی طرف کسی نے آنکھ نہین اُٹھائی سب آپس مین باتین کر رہی ہین -

ایک - کیون بہینا! طلسم کشا کہان تک آیا ہوگا -

دوسری - طلسم کے تمام در بند ٹوٹ چکے ہین اب وہ یہان آیا چاہتا ہے -

پہلی - پھر کیا ہوگا -؟

دوسری - ہوگا کیا - ہم سب اس قید سے چھوٹ جائین گے اور صحرا کی ہوا کھانے لگینگے ہم بھوت پریت - چڑیل کے ہمیشہ معتقد رہے ہین ہم مرگھٹ مین پھرنا پسند کرتے ہین اسی سے حکیمون نے ہمارے خوارق اچھے نہ سمجھ کر ہمین اس طلسم مین بند کر دیا - اب ہم خلاصی پایا چاہتے ہین - بہن! امرت کے بعد اپنے اپنے گھر جائینگے -

کرشن کمار نے لوح طلسمی دیکھی اُس مین ہدایت تھی اس لوح کو ان عورتون مین پھینک کر طلسمی تماشہ دیکھو -

کرشن کمار نے عورتون کے درمیان لوح پھینک دی - معاً اُن عورتون کے منھ سے چیخ نکلی - پھر سب عورتین لوح پر اس طرح جھپٹ گیئن جس طرح ایک فاقہ مست بھوک سے بیتاب ہو کر کھانے پر منھ ڈالتا ہے -

کرشن کمار یہ کیفیت دیکھ کر دریاے حیرت مین غوطہ کھانے لگے۔

جب ان عورتون کے ہاتھ لوح پر پڑے۔ دفعتہً دناٹا ہوا۔ لوح سے ایک شرر فشان شعلہ تڑپ کر نکلا اور اُسکے شرارے ان عورتون کے سر پر پڑے وہ عورتین گویا بارود کی پتلیان تھین جس طرح انار سے آگ کا فوارہ نکلتا ہی بعینہٖ ہر ایک عورت کے سر گردن۔ ہاتھ پانون سے آگ کی لپٹین نکلنے لگین۔ کچھ دیر مین سبکی سب جل کر خاک کا تودہ بن گئین۔

جب یہ معرکہ ختم ہوا اور عورتین خاکستر ہوچکین تو کرشن کمار آگے بڑھے لوح اُٹھالی۔ جو اس راکھ کے ڈھیر مین آفتاب کی طرح شعاع دے رہی تھی۔

کرشن کمار نے لوح پڑھی اس مین یہ حروف کندہ تھے۔

طلسم کشا! یہان سے بسہولت تمام نکل جاؤ گے۔ آگے ایک دالان ملیگا۔ دالان کی پشت والی دیوار مین ایک دروازہ ہی۔ اُس مین ایک کوٹھری ہی کوٹھری مین حوض ہی اور اس حوض مین ایک پتلی بیٹھی ہوئی ہی وہان پہونچکر اُسکے سر سے اپنی لوح مس کردو۔ کرشن کمار نے تعمیل کی پتلی سے لوح مس ہوتے ہی ایک دھڑاکا ہوا۔ ایسا دھڑاکا آج تک نہوا تھا۔ راج کمار سمجھے کہ دس بارہ توپون پر یکدم سے بتیان رکھ دی گئین کل مکان ہلنے لگا۔ زلزلے کی سی حالت طاری تھی۔ اتنے مین جتنے مکان اُس قرب مین تھے سب ڈھیر ہوگئے۔ کرشن کمار اپنے کو سنبھال نہ سکے۔ ہاتھ پاؤن لڑکھڑائے دوران سر ہوا اور بیدم ہوکر زمین پر گر پڑے۔

کسی کے گلاب کیوڑا چھڑکنے سے اُنھون نے اپنی آنکھین کھول دین۔ وہ ایک ایسے عجیب مقام پر پڑے ہوتے ہین۔ جہان اپنے کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہی۔ وہ کہتے ہین ہائین یہان کہان آگیا۔ یہ مقام تو وہی ہی۔ جہان دیو ہلاک کیا گیا تھا۔ اسی مقام پر پہلے دیو کا سر تھا۔"

کرشن کمار حیرت و استعجاب مین غوطے کھا کھا کر چارون طرف دیکھتے ہین۔ اتنے مین چندرسین ایک گوشے مین بیٹھا ہوا دکھائی دیا۔ اسکے علاوہ یہ بھی دیکھا کہ صحن کے چار جانب جو دالان اور صحنچیان تھین اُنکا کہین نام بھی نہین۔ بجاے اسکے جلے ہوئے خیمے اور گری پڑی چھتین تھین۔ اسکے علاوہ بہت سی ٹوٹی پھوٹی شمشیر یان

دکھلائی

دکھلائی دین جنھین دیکھ کر کرشن کمار کی عقل دنگ ہوئی جاتی تھی۔

چندرسین اُٹھ کر کرشن کمار کے پاس آیا۔ اور بولا بہادر لڑکے! ذرا لوح دیکھیے اب کیا ہدایت ہی۔

کرشن کمار نے تعمیل کی۔ لوح پر نگاہ دوڑائی۔ لکھا تھا۔

"طلسم کشا کو طلسم کی فتح مبارک ہو۔ طلسم ٹوٹ گیا۔ جہان تم کھڑے ہو اسکے نیچے تہ خانہ ہی تہ خانے مین بہت بڑا خزانہ ہی اِس طلسم کا حکیم یہ خزانہ آپ کی نذر کرتا ہی۔

چندرسین۔ اب آپ ہمارے ساتھ آئین۔ مین آپ کو خزانہ دکھلاؤن۔

کرشن کمار۔ چندرسین کے ساتھ ہو لیے۔ دونون شخص ایک سُرنگ مین اُترے کرشن کمار نے اندر پہونچ کر دیکھا۔ یہ وہی سرنگ تھی اسی سرنگ سے امر سنگھ اور کرشن کمار اُس مقام پر پہونچے ہین۔ جہان حرف (وی) حرف کا دوراہہ بنا ہوا تھا چندرسین نے بائین ہاتھ کی طرف قدم بڑھا دیے۔ راج کمار اور امر سنگھ داہنی طرف گئے تھے۔ بائین طرف کا جانا ملتوی کر دیا گیا تھا اس راستے کے آخری حصے پر ایک فلک نما عمارت بنی ہوئی تھی۔ عمارت کا پھاٹک کُھلا ہوا تھا۔

چندرسین اور کرشن کمار بیدھڑک اندر چلے گئے خشتی زینہ تہ خانے مین اُترا ہوا تھا۔ دونون شخص زینے سے نیچے آئے۔ وہان جاکر دیکھتے ہین اشرفیان لعل و جواہر کے انبار لگے ہین۔ جواہرات پر نظر پڑتے ہی راج کمار کی آنکھین چوندھیا گئین اتنے بڑے خزانے کو دیکھ کر مبہوت سے ہو گئے۔ خیر اُنھون نے اپنے تئین سنبھالا ایشور کی بندگی کی۔ پرماتما! میری کیا حقیقت جو اس طلسم کو توڑ سکتا۔ تیرے رحم و کرم کا جلوہ نظر آیا۔"

اسکے بعد راج کمار نے بڈھے چندرسین کی طرف دیکھ کر کہا۔

"میرا وفادار دوست امر سنگھ کہان ہی۔ وہ ہوتا تو اس تماشے کو دیکھ کر پھولا نہ سماتا۔"

چندرسین۔ اُسے خبر پہونچ گئی ہی آپ نے طلسم توڑ دیا وہ اِس دوشیزہ کو لیے لب خندق کھڑا آپ کی راہ تک رہا ہوگا۔

راج کمار۔ کون خندق۔؟

چندرسین۔ آپنے دیکھا ہوگا اس محل کے چارون طرف پانی سے لبریز خندقین ہین

خندق کے اس جانب یہ طلسمی کارخانہ بنایا گیا تھا۔ خندق مین سحر و نیرنگ کا پانی بھر دیا گیا تھا۔ غرض یہ تھی جو شخص اس پانی مین قدم رکھیگا ڈوب جائے گا۔ اور پھر قید ہو کر طلسم خانے مین آپ بند ہو جائیگا۔

جس وقت طلسمی محل ٹوٹا ہی اُس خندق کا پانی بھی دھوان بن کر اُڑ گیا۔ اب ہمین یہان سے فوراً چل دینا چاہیئے کیونکہ قیاس کہتا ہی وہ ملعونہ یہان سے جا کر کچھ نہ کچھ فتور برپا کریگی۔

کرشن کمار۔ آخر کیا فتور برپا کریگی۔

چندر سین۔ طلسمی طاقت جو کچھ تھی جاتی رہی تاہم اندیشہ ہی وہ فوج لیکر شیو پور پر چڑھ دوڑے۔ اور کشت و خون مچا دے۔ کیونکہ اسکے پاس فوج کثیر ہی اور آپ کی فوج کھڑگ سنگھ کے مقابلہ پر ڈٹی ہی۔ ریاست مین بہت کم جوان رہ گئے ہین دو تین رسالے اُسکا کیا کر سکین گے۔

کرشن کمار۔ پھر ہم کیا کرین کس طرح والد ماجد کے پاس پہونچین۔ کیا انتظام ہو۔ کوئی ترکیب بتاؤ۔

چندر سین۔ گھبرایئے مت ہمارے پاس روپیہ ہی۔ اسی روپیہ سے دو تین گھنٹون کے اندر فوج بھرتی کر لی جائیگی۔ پہاڑی آدمی بہت دلیر ہوتے ہین۔ لڑنے مرنے کو نہین ڈرتے مین جاتا ہون اور ابھی انتظام کرتا ہون۔ آپ بھی پوری طاقت سے اُس حرامزادی کا پیچھا نہ چھوڑین۔ جب تک اُس خبیثہ سے عوض نہ لونگا میرے کلیجے کی آگ نہ بجھیگی۔

کرشن کمار۔ خیر جو مناسب ہو کیجئے۔

باب بارھوان

یقین ہی تاب نہ لائے حرارت دل کی
جو دو گھڑی مری بالین پر آفتاب رہے

جس وقت "لینا لینا" کہتے ہوئے جنگی سپاہی کنور بلبھدر سنگھ اجیتی۔ کیشو سنگھ رن بیر سنگھ۔ سد لیشور۔ اور للتا۔ پر حملہ آور ہوئے تو ہمارے دلیر بہادرون نے بھی پھرتی دکھلائی۔ تہ خانے سے نکلکر طلسمی تلوارون سے کام لیا۔ کھٹکا دبا تے ہی۔ زرد۔ سرخ نیلی۔ سبز غرض متعدد رنگ کی بجلیون سے تمام کمرہ چمک اُٹھا۔ طلسمی تلوارون کے

شرارون

شرارون سے اعدا کی نگاہین جھپک گئین۔ کوئی آنکھ ملتا ہی۔ کوئی نگاہ پھاڑ پھاڑ کر دیکھتا ہی۔ جوہر دار تلوارون کی چمک آنکھین چوندھیائے دیتی ہین۔ جو جہان کھڑا تھا۔ کھڑا رہ گیا۔ آگے قدم نہین پڑتا۔ کنور بلبھدر سنگھ کو اس سے بڑھکر اور کون موقع ہاتھ آسکتا تھا۔ انھون نے اور اُنکے ساتھیون نے ایک ایک سپاہی کی خبر لی یعنی طلسمی تلوارین ہر ایک کے بدن سے چھلا دین جتنے سپاہی تھے سب بیہوش ہو کر گر پڑے رام دیو اور لال سنگھ دشمنون کے نرغے مین پھنسے ہوئے دو دستی تلوار چلا رہے تھے عنقریب تھا کہ تھک کر گر پڑین۔ کنور بلبھدر سنگھ اور اُنکے ساتھیون کے یکایک آجانے نے اُنکے حوصلون مین اضافہ کر دیا۔ دونون عیار بھیڑ سے نکلکر کنور صاحب کے قدمون پر گر پڑے۔ کنور جی نے محبت سے سینہ سے لگایا دیر تک تعریف کی ہمت پر آفرین بھیجی۔

طلسمی قیدیون کو جو بسبب کمزوری کے اس ہولناک معرکہ سے ڈر گئے تھے اُنھین سر و پیر کی خبر نہ تھی۔ رن بیر سنگھ پانی کے چھینٹے دے دے کر سب کو ہوش مین لایا کنور بلبھدر سنگھ معہ اپنے ساتھیون کے چاہتے تھے کہ یہان سے آگے بڑھین۔ یکایک ایک دھڑاکے کی آواز ہوئی۔ اور ایک طلسمی آہنی پتلا زمین سے نکلکر دونون ہاتھون سے تلوار گھماتا ہوا کنور بلبھدر سنگھ کی طرف بڑھا۔ کنور جی اور اُنکے رفیق ساتھیون نے طلسمی تلوارون کو حرکت دی۔ بجلیان چمکنے لگین وہ سمجھتے تھے طلسمی تلوارون کے چمکنے سے وہ پتلا آگے نہ بڑھ سکیگا۔ مگر یہ خیال خام تھا۔ کچھ نتیجہ نہ نکلا۔ جب وہ جاندار انسان ہوتا تو طلسمی تلوار بھی کام کرتی۔ وہ تو طلسمی پتلا تھا۔ بات کہتے کنور جی کے سر پر پہونچ گیا۔ کنور جی نہایت ثابت قدمی سے اُسکے مقابلہ پر ڈٹے رہے مگر سامنا نہین کرتے۔ کبھی بغلی ڈوب جاتے ہین۔ کبھی کبھی لیٹ جاتے ہین اور کبھی پینترا بدل کر پشت پر ہو رہتے ہین۔ وہ پتلا بھی چارون طرف گھوم گھوم کر کنور جی پر حملہ کرتا ہی۔ راج کمار اُسکی زد پر نہ آتے تھے۔ اتفاق سے راج کمار کو کچھ یاد آگیا۔ اسی وقت طلسمی خنجر کا کھٹکا دبایا۔ کھٹکا دبتے ہی خنجر کا پھل خنجر سے نکل کر پتلے کے کلیجے مین پیوست ہو گیا۔ اور پتلا چکر کھا کر جھم سے زمین پر گر پڑا پتلے کے گرتے ہی اُسکے کلیجے والے سوراخ سے جسمین خنجر پیوست تھا۔ دھڑاکے کی آواز آئی اور اُس سوراخ سے آتشبازی کی پھلجھڑیان

چھوٹنے لگین۔ آناً فاناً وہ پتلا جل بھنکر خاک ہوگیا۔

کنورجی کو اُسکی راکھ مین کوئی چیز چمکتی ہوئی دکھائی دی راج کمار نے دوڑکر خنجر کی نوک سے راکھ کریدی اور وہ چیز نکال لی۔ وہ ایک طلائی بکس تھا جو بعینہ چھوٹی سی کتاب معلوم ہوتی تھی۔ اس بکس پر خوبصورت خوبصورت حرف ہیرون کے نگینون کی طرح جڑے ہوئے تھے۔ کنورجی نے بکس ہاتھ مین لے لیا اور غور سے پڑھنے لگے۔ اُس مین لکھا تھا۔

"طلسمی نقشے کی کتاب۔"

کنورجی نے بڑی خوشی سے بکس کھولا۔ اُسکے اندر سُنہری ابری سے منڈھی ہوئی طلسمی کتاب نظر آئی۔ راج کمار نے اپنے ساتھیون کو کتاب دکھلائی۔ ساتھیون نے کتاب دیکھ کر بڑی خوشی ظاہر کی اور کنورجی کو اس عجیب کتاب دستیاب ہونے پر مبارکباد دی۔ سب کی رائے سے کنورجی نے کتاب کھول ڈالی۔ اس کتاب کے ورق بھوج پتر کے تھے۔ ورقون پر سنہری بیل بوٹے بنے ہوئے تھے سنہرے حرفون مین عبارت لکھی ہوئی تھی کنورجی پڑھنے لگے۔ یہ مضمون لکھا تھا۔

طلسم کشا کو چاہیے یہان سے طلسم حیرت کی طرف جائے اور وہان کے کمرون سے اپنے ساتھیون کو نکال کر سامنے والے میدان مین اپنا ڈیرا جمائے۔ یہان معمولی کامون سے فرصت کرکے کچھ کھانے پینے کا انتظام کرے کھاپی کر گھنٹہ بھر آرام کرے اور پھر طلسمی کتاب دیکھے اُس وقت جو ہدایت ہو اُسکا عامل بنے۔ کیونکہ جب طلسم مین جانا ہوگا تو دو تین دن تک وہان کے کامون سے چھٹی نہین مل سکتی۔ کھانا آپ کا ساتھی کسی نہ کسی ترکیب سے آپ تک پہونچا دیا کریگا۔

راج کمار نے یہان تک پڑھ کر طلسمی کتاب حفاظت سے رکھ لی اسکے بعد وہ معہ اپنے ساتھیون اور قیدیون کے بدھڑک اُس کمرے سے باہر نکل آئے قریب ایک چھوٹا سا تالاب جو صاف وشفاف پانی سے لبریز تھا دکھائی دیا ساتھیون نے تالاب کے کنارے پہونچ کر اپنی اپنی کمرین کھولین اور داہنی طرف والے جنگل مین ضروری حاجتون سے فرصت کی۔ پھر تالاب مین آکر ہاتھ پانون دھوئے کُلّی کی نہا دھو کر تین دن کا کسل مٹایا۔ اور اُسی تالاب کے پکے گھاٹ پر بیٹھ کر

آسنون پر پوجا سندھیا کرنے لگے۔

پوجا سے فراغت کرکے ڈیرے پر آئے دیکھا تو اجنبی اور کشوری کا پتہ نہین۔ سب لوگ حیران پریشان۔ ابھی ابھی اجنبی اور کشوری موجود تھے۔ آخر کیا ہوئے کہان گئے۔ ادھر اُدھر ڈھونڈتے پھرے مگر کشوری اور اجنبی کا نشان نہ ملنا تھا نہ ملا۔ ناچار افسوس کے ساتھ گردن ڈالے سب لوگ اُس جگہ پر بیٹھ گئے۔ قریب ایک گھنٹہ کے اجنبی اور کشوری دور سے آتے دکھائی دیے۔ اُنکے پیچھے پچیس تیس خدمتگار سرون پر ٹوکرے لئے ساتھ ہین اُنھین دیکھ کر سب لوگ پھولے نہ سمائے خوشی سے اُچھل پڑے۔ اجنبی پاس آکر بیٹھ گیا راج کمار نے پوچھا۔ کہو دوست کہان چل دیے تھے۔ ہم لوگ آپ کے لیے بہت حیران و پریشان ہوئے۔

اجنبی۔ شہزادہ جی! حضور کے بھوجنون کا بندوبست کرنے گیا تھا۔ کھانا حاضر ہے۔ کچھ کھا لیجئے پھر کام مین مصروف ہوجیئے۔

بلبھدر سنگھ۔ شاید طلسمی کتاب مین آپ ہی پر اشارہ تھا۔

اجنبی۔ ہوسکتا ہے۔

خدمتگارون نے اجنبی کے اشارے پر صاف ستھری جگہ مین سونے چاندی کے تھال چُن دیے۔ اور خود چلتے ہوئے تھوڑی دیر بعد اپنے سرون پر ٹوکرے لیے حاضر ہوئے۔ جسمین بہت سے گلاس۔ لوٹے اور تھالیان بھری ہوئی تھین ان مین کچھ نقرئی ظروف تھے اور کچھ پھول پیتل کے۔

اجنبی۔ کشوری۔ سدلشیور۔ اور رن بیر سنگھ پھرتی کے ساتھ تھالیون مین کھانا چُننے لگے۔ خدمتگارون نے پاک وصاف مقام پر چوکا دے کر آسن لگا دیے۔ کنور بلبھدر سنگھ اور اُنکے ساتھی قیدیون کو لیے ہوئے پنگت مین بیٹھ گئے۔ للتا سدلشیور اور رن بیر سنگھ نے ایک ایک تھال سب کے آگے رکھ دیا۔ اور طرح طرح کے اطعمہ لذیذ فواکہات اچار۔ مربے۔ قسم قسم کی ترکاریان۔ مٹھائیان۔ اور خستہ پوری۔ تھالیون کٹورون رکابیون مین لگا دی گئین۔ اجنبی نے سب کی طرف دیکھ کر عرض کیا۔

"جناب! آپ لوگ آج میرے مہمان ہین۔ مین بڑی خوشی کے ساتھ آپ کی

فرمانبرداری کرونگا اور کر رہا ہون مجھے اپنے دوستون سے اُمید ہی کہ وہ ہنسی خوشی بلا کسی اندیشہ کے کھانا تناول فرمائین گے۔

اجنبی کی باتون سے سچی محبت کا اظہار ہوتا تھا سبھون نے بلا کسی پس و پیش کے کھانا شروع کر دیا۔ ہر ایک شخص اُسکے برتاؤ کا مدح سرا تھا۔ شکریہ کے ساتھ لوگون نے کھانا نوش فرمایا۔ کھانا بہت گرما گرم اور بہت ہی خوش ذائقہ تھا۔ اس ہولناک اور بیہڑ مقام مین اس قسم کی چیزین مہیا ہو جانا انسانی طاقت سے بعید سمجھا۔ کئی دن کے بھوکے تھے۔ سبنے خوب تن کر کھایا۔ راج کمار کی تو میوہ وغیرہ سے گذر ہو جاتی تھی۔ مگر بیچارے قیدیون کا دم فاقے کرتے کرتے نکلا جاتا تھا۔ آج سلونے۔ نمکین اور میٹھی چیزین جو آنکھ کے سامنے آئین گویا دنیا کی دولت مل گئی۔ خوب سیر ہو کر کھائین کھانے سے فارغ ہو کر ہاتھ منھ دھوئے۔ کلی کی۔ رومال سے ہاتھ صاف کیے اور گھاٹ کے کنارے چھتنارے درخت کے نیچے بستر لگا لگا کر آرام کرنے لگے۔

بچا ہوا سامان اور جوٹھے برتن قُم اٹھا کر خدمتگار جدھر سے آئے تھے چل دیے۔

اس وقت شام کے چار بج چکے تھے۔ آفتاب پچھم کی طرف ڈھل چکا تھا اور اُسکی تھکی ماندی کرنین اردگرد کے درختون پر پڑکر قدرتی منظر کا نمونہ بنا رہی تھین۔ ایسے وقت مین یکایک ایک طرف سے کسی کی میٹھی اور سُریلی آواز نے سب کو چونکا دیا۔ یہ آواز درخت کے پشت سے آئی تھی۔ سب کے کان کھڑے ہو گئے سب آواز کی طرف دیکھنے لگے۔ کنور بلبھدر سنگھ کی نگاہ ایک خوبصورت عورت پر پڑی۔ اُسنے کہا۔

عورت۔ طلسم کشا اور طلسم کشا کے ساتھیو! تم لوگون کو تعجب کس بات کا ہی۔ یہ مقام طلسم ہی ہمیشہ حیرت خیز کیفیت دیکھنے مین آئی ہی۔ جو بات ہوگی تعجب کی ہوگی۔ اگر تم لوگ ہر جگہ ایسا تعجب کرو گے تو تمھارا کام کبھی پورا نہین ہو سکتا آرام کرتے کرتے بہت دیر ہو گئی۔ اب اپنا کام شروع کرو۔

اُس عورت کی باتین سُنکر کنور بلبھدر سنگھ اور رن بیر سنگھ اُسکی طرف بڑھے اور چاہتے تھے کہ اُس کے پاس جا کر کچھ باتین کرین۔

عورت نے ڈپٹ کر کہا۔

"خبردار میرے پاس نہ آنا۔ دھوکا کھاؤ گے"

دونون شخص ٹھٹک رہے۔ وہ عورت دور سے سمجھانے لگی۔

"دیکھو اب تم سب لوگ اُٹھ کھڑے ہو اور کمرے کے اندر پہونچ کر زمین کھودو۔ دو گز کھودنے کے بعد ایک آہنی صندوق ملیگا جسکی کنجی اُسی صندوق کے قفل مین اٹکی ہوئی ہی تم فی الفور کنجی سے قفل کھول ڈالو۔ اُسکے اندر بہت کچھ سوغات ہی وہ تمھارے لئے طلسم کے بنانے والے نے مدت سے رکھ دی ہی کروڑون کا جواہرات ملے گا۔ تم اُسے پھر مقفل کر دو اور جب چاہے اُٹھالے جاؤ۔ مگر یہ خیال رہے اُس کمرے مین تمام صندوق گڑے ہوئے ہین ہر صندوق ایک ہی وضع ایک ہی ساخت کا ہی اور سب کی کنجیان بھی ایک ہی طرح کی ہین۔ ہر ایک صندوق کھولنے مین اول تو وقت ضایع جائیگا دوم خدشہ بھی ہی۔ اسلیئے مین نے جو صندوق بتایا ہی اُسی پر ہاتھ ڈالنا۔ دھوکا نہ کھا جانا"

یہ کہکر وہ عورت غائب ہو گئی۔ کنور بلبھدر سنگھ اور رن بیر سنگھ چاہتے تھے دریافت کرین اُن دوسرے صندوقون مین کیا ہی۔ لیکن پوچھین کس سے عورت کا پتہ نہین۔ دونون متفکر اور مشوش ساتھیون کے پاس آئے اور جو کچھ کیفیت اُس عورت کی زبانی سُنی تھی بیان کی۔ سبھون کی رائے ہوئی چلو طلسم حیرت والے کمرے مین چلین۔

رائے طے ہو جانے پر کنور بلبھدر سنگھ مع اپنی جماعت کے اُس درخت کے پاس آئے جسکی پشت سے عورت کی آواز آئی تھی۔ وہ جگہ جہان عورت کھڑی تھی کچھ زیادہ دور نہ تھی۔ کوئی سو قدم کا فاصلہ ہو گا۔ یہ لوگ وہان پہونچ کر غور سے دیکھنے لگے۔ سامنے ایک دیوار نظر آئی جسمین ایک بند دروازہ ہی یہ لوگ دیوار کے پاس آئے۔ کوئی دروازہ یا نشان کچھ بھی نہ دکھائی دیا۔ اب اور بھی حیرت ہوئی۔ معاملہ کیا ہی دور سے دیوار دروازہ سب کچھ نظر آتا ہی اور پاس جانے سے کچھ بھی نہین دکھائی دیتا۔ یہ لوگ واپس آکر پتھر کی چٹان پر بیٹھ گئے۔ باتین ہونے لگین۔

کنور بلبھدر سنگھ۔ بھائی رن بیر سنگھ یہان کے طلسمی کھیل ہماری سمجھ مین بالکل نہین آتے۔ تمھاری کیا رائے ہی۔ یہ عورت جو ابھی باتین کر رہی تھی یہ کوئی شعبدہ تھا یا درحقیقت عورت تھی۔

رن بیر سنگھ۔ یہی فکر تو مجھے بھی لگی ہوئی ہی یہان کی کارروائیان بہت سوچ سمجھ کر

کرنا چاہیے۔ یہ طلسم ہی یہاں ذرا چوکے اور مارے گئے۔ بات بات انسان کو چکر مین ڈال دیتی ہی۔

بلبھدر سنگھ۔ آخر تم نے کیا تجویز کی کس ڈھنگ سے کام کرنا چاہیئے۔

رن بیر سنگھ۔ میری تو عقل تسلیم کرتی ہی کہ اُس عورت نے جتنی باتین کہی ہین سب سچ ہین۔ کیونکہ اُسنے صاف کہدیا ہی یہ مقام طلسم ہی پھر ہمارے وہم کرنے کی گنجایش کہان رہی۔

بلبھدر سنگھ۔ اگر یہ عورت بھی کوئی طلسمی شعبدہ ٹھہری تو پھر اسپر بھروسہ کرلینا قرین عقل نہین۔ یہ ضرور بھولے بھٹکون کو دھوکا دینے آئی تھی۔

رن بیر سنگھ۔ جی نہین۔ اگر وہ شعبدہ باز ہوتی تو ہرگز ایسی باتین نہ کرتی۔ اُس نے صاف کہدیا ہی اُس صندوق کے سواے اور صندوق کھولے جائینگے تو دھوکا اُٹھانا پڑے گا۔

بلبھدر سنگھ۔ تو پھر وہ ہی کون۔؟

رن بیر سنگھ۔ وہ خاندانی عورت معلوم ہوتی ہی۔ کس مصیبت مین پھنس کر یہان چلی آئی ہی۔

بلبھدر۔ آخر یہان اُسکا گذارہ کیونکر ہوتا ہی۔ اور اُسے اس کمرے کے بھید کس طرح معلوم ہوگئے۔

سدلیشور۔ یہی تو ایک پوشیدہ راز ہی جسکی وجہ سے ہم لوگون کی عقل چکرا رہی ہی۔

مہندر ناتھ۔ جو ہوگا دیکھا جائیگا۔ چلیئے ہم سب کے سب اُس عورت کے کام کرینگے۔ مین جانتا ہون اُس صندوق کی عجوبہ چیزین آپ کو ملینگی۔ پھر ڈرنا فضول ہی۔

رام دیو۔ ہان کنور صاحب! اب اُٹھیے اور اپنا کام چلتو کیجیے۔

بلبھدر۔ مہندر ناتھ! تم نے کیونکر سمجھ لیا کہ اُس صندوق کی سوغات میرے ہی لئے رکھ دی گئی ہی۔ اور مین ہی وہ صندوق کھولونگا۔

مہندر ناتھ۔ بھائی صاحب کہین دور تو جانا ہی نہین طلسمی کتاب پاس ہی ہی دیکھ نہ لیجیے۔

کنور بلبھدر سنگھ نے پاکٹ سے طلسمی کتاب نکالی اُس مین تحریر تھا۔

وہ یہ طلسم کنور بلبھدر سنگھ کے ہاتھ سے شکست ہوگا اور اُسکی تمام دولت اور عجوبہ چیزین اُنکے کام آئین گی۔"

بلبھدر سنگھ۔ اچھا تو اب کام کرنا چاہیے۔ فضول وقت خراب ہو رہا ہی۔

یہ کہکر بلبھدر سنگھ اُٹھ کھڑے ہوئے اور ساتھ ہی رن بیر سنگھ۔ سدلیشور۔ رام دیو۔ مہندر ناتھ۔ اور کیشو سنگھ۔ کشوری وغیرہ عیار بھی طیار ہوگئے۔ سب ملکر طلسم حیرت کی طرف چلے۔ طلسم حیرت ٹوٹ چکا ہی۔ ناظرین جانتے ہین دو گھنٹے کی مسافت طی کرنے کے بعد یہ طلسم حیرت کے سامنے والے دالان مین پہونچے جسکا پتہ طلسمی کتاب نے دیا تھا۔ رات ہوگئی تھی۔ دالان مین جھاڑ کنول روشن تھے۔ یہ لوگ بے غل و غش دالان کے اندر والے کمرے مین پہونچے۔ سبھون نے ملکر اُس کمرے کا فرش ہٹایا اور اپنے اپنے طلسمی خنجر نکال نکال کر کمرے کی زمین کھودنے لگے۔

خنجرون کی مدد سے اُن لوگون نے بات کی بات مین ہاتھ بھر زمین کھود ڈالی۔ اب اُنکے خنجر کسی سخت چیز سے ٹکر لینے لگے۔ کیونکہ جب ضرب پڑتی تھی جھناٹے کی آواز سُنائی دیتی تھی۔ اسی سے اُن لوگون کو معلوم ہوگیا۔ کہ اب ہم لوگ اُس عورت کے بتلائے ہوئے صندوق تک پہونچ گئے۔

وہ لوگ اُس جگہ سے سرخی۔ پتھر۔ چونہ روڑے وغیرہ ہٹا ہی رہے تھے۔ کہ اوپر والا جھاڑ یکایک گُل ہوگیا۔ روشنی خاموش ہوجانے سے سب اندھے ہوگئے اتبو کنور بلبھدر سنگھ بہت ہی گھبرائے اور ساتھیون سے بولے۔

وہ غضب ہوگیا! افسوس کمند امید ٹوٹ گئی۔ بنا بنایا کھیل بگڑا جاتا ہی۔

رن بیر سنگھ۔ کوئی ہرج نہین۔ مین ابھی روشنی پیدا کرتا ہون۔

یہ کہکر رن بیر سنگھ اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور اپنے آس پاس کی جگہ ٹٹولنے لگا۔ آخر اُسنے اپنا بغچہ کھولا عیاری کا بٹوہ نکال کر لالٹین روشن کی اتبو سارا کمرہ پھر جگمگا اُٹھا۔ گویا جھاڑ کی روشنی اُسکے آگے کچھ حقیقت نہین رکھتی تھی۔

اس لالٹین سے کنور بلبھدر سنگھ نہبت خوش ہوئے اور رن بیر سنگھ کی دانائی پر آفرین بھیجنے لگے۔

رن بیر سنگھ نے ویسی ہی لالٹین نکال کر ایک ایک ساتھیون کو دی اور ایک

کنور صاحب کے حوالے کی۔
رن بیر سنگھ۔ اس لالٹین پر ہوا پانی کا اثر نہین ہو سکتا۔ یہ برقی لالٹین ہی۔ یہ کبھی گل نہین ہوتی تاوقتیکہ اسکا کھٹکا نہ دبایا جائے۔ اور زیادہ لطف ایک اور بھی ہی۔ یعنی جس شخص کے پاس یہ لالٹین ہوگی اُس پر بھوت پریت کا خلل نہین ہو سکتا۔ اس لالٹین کو ہر ایک شخص اپنے پاس رکھے۔ کنور صاحب لالٹین کی روشنی مین اپنا کام کرنے لگے۔

چند منٹ مین روڑے۔ سرخی۔ پتھر۔ چونہ ہٹاکر جگہ صاف کردی گئی۔ اب اُنھین صندوق نظر آیا۔

اسی طرح ہر ایک شخص نے ایک ایک صندوق پایا۔ کنور بلبھدر سنگھ نے کہا۔ بھئی ہمارے صندوق پر تو سُنہرے حرفون مین کچھ لکھا ہوا ہی۔ سبھون نے اپنے اپنے صندوق پر نگاہ دوڑائی۔ سبھون نے ایک زبان ہو کر یہی جملہ ادا کیا "جناب ہمارے صندوق پر بھی سُنہرے حرفون مین لکھا ہی۔ سب لوگ لالٹین کی روشنی مین صندوق کی عبارت پڑھنے لگے۔ یہ عبارت لکھی پائی۔
"کنور بلبھدر سنگھ کے لئے"

بکس پر اپنا نام دیکھ کر بلبھدر سنگھ حیرت واستعجاب کے بھنور مین غوطے کھانے لگے۔ لالٹین اونچی کی۔ رن بیر سنگھ سے فرمایا۔
بلبھدر سنگھ۔ ان تمام بکسون پر ہمارا نام کندہ کردیا گیا ہی۔ کیا اُنکا بنانے والا ہمارا نام جانتا تھا۔ اور اگر جانتا تھا تو کیونکر جانا۔
رن بیر سنگھ۔ بیشک جانتا تھا۔ علم جوتش بہت وسیع علم ہی جو شخص اسکا عامل ہی اُسکے نزدیک ان باتون کا جان لینا کوئی بڑی بات نہین۔ ستارہ شناس سب کچھ کر سکتے ہین۔ آپ کیون وہم مین پڑتے ہین اپنا کام کرین۔
کنور بلبھدر۔ ان صندوقون کی کنجیان تو مین نہین کیونکر کھولے جائین۔
رن بیر سنگھ۔ کنور صاحب! آپ کا حافظہ اسقدر کمزور ہوگیا ہی۔ کہ آپ کو گھڑی بھر کی بات یاد نہین رہتی۔ کیا اُس عورت نے آپ کو کنجی کا پتہ نہین بتایا تھا۔
بلبھدر سنگھ۔ برادر! بتایا تو تھا۔ بھول گیا۔ ابھی تلاش کرتا ہون۔

یہ کہکر عیار اور بلبھدر سنگھ صندوق کو چارون طرف ٹٹولنے لگے۔ ٹٹولتے ٹٹولتے اُنھین ایک طرف کنجیان مل گئین۔ اب کیا تھا کنور صاحب اور عیارون نے اپنے اپنے صندوق پھرتی سے کھول ڈالے۔ صندوق کھلتے ہی نگاہین سونے کے ورق پر پڑین ہر ورق پر نیچے لکھی ہوئی عبارت کندہ تھی۔
"خبردار یہان کی چیز پر ہاتھ نہ ڈالنا۔"
بلبھدر سنگھ نے وہ ورق رن بیر سنگھ کو دکھلائے اور رائے لی۔ کہو شفیق اسمین تو مخالفت ہی۔ ہم کیونکر صندوق کی چیزین دیکھ سکتے ہین۔
رن بیر سنگھ۔ آپ ایسی ایسی باتون کا کچھ خیال نہ کرین یہان اگر ایسے بند و بست نہ کیے جائین تو طلسم کسی طرح بچ نہین سکتا۔ اب آپ اس مین سے طلسمی کنجی نام کی کتاب نکال لیجیے۔
بلبھدر سنگھ اور اُنکے ساتھیون نے اپنے اپنے بکس سے طلسمی کنجی والی کتابین نکالنا شروع کردین۔ تقریباً پچیس کتابین ایکسی ہی وضع ایکسی ہی ساخت ایک ہی عبارت کی ڈھیر ہوگئین۔ جس کتاب کو دیکھتے ہین طلسمی کنجی لکھا پاتے ہین۔
یہ حال دیکھ کر بلبھدر سنگھ اور عیار بہت گھبرائے اور سوچنے لگے کہ کون سی کتاب ہمارے کام کی ہی۔ یہ تو سبھی طلسمی کنجیان ہین۔
ان باتون مین قریب قریب پندرہ منٹ گذر گئے۔ رن بیر سنگھ کی عقل بھی چکر کھا رہی ہی۔ کون کنجی کام دے گی۔ بلبھدر سنگھ علیحدہ اُدھیڑ بن مین پڑے ہوئے ہین۔ کسی کا قیاس نہین جمتا۔

رن بیر سنگھ نے آواز دی۔
"کنور صاحب! کب تک سوچتے رہیے گا۔ کام بہت کرنا ہی۔ ان کتابون کے پھیر مین نہ پڑیے"
کنور بلبھدر سنگھ بھئی کیا کہین عقل پر تو پردے پڑ گئے۔ ذہن کُند ہوگیا تمھین بتاؤ کیا کرین؟
رن بیر سنگھ۔ جناب! ذرا اپنی طلسمی کتاب تو ملاحظہ کیجیے۔ دیکھیے وہ کیا حکم دیتی ہی میری رائے مین یہ سب طلسمی شعبدے ہین۔ یہ اسی لیے بنائے گئے ہین کہ لوگ دھوکے مین

پڑجائین۔

بلبھدر سنگھ نے پاکٹ سے طلسمی کتاب نکالی۔ اُسمین لکھا تھا ان طلسمی کنجیون سے طلسمی کتاب مس کردو اور پھر تماشہ دیکھو۔ جو اصلی کنجی ہو رہجائیگی باقی سب خاک سیاہ ہوجائینگی۔ مگر قبل اس کام کے آپ ایک لوہے کا چھلا انگلی مین ڈال لین۔ ورنہ آپ یہان کے طلسم مین پھنس جائینگے۔ یہان سحر و نیرنگ کے کارخانے ہین۔ اگر آپ ایسا نہ کرینگے تو دھوکا کھائینگے۔

بلبھدر سنگھ کے ہاتھ مین رن بیر سنگھ نے لوہے کا چھلا پہنا دیا اور کام مین مصروف ہوئے۔

طلسمی کتاب کے چھوتے ہی تمام طلسمی کنجیان موم بتی کی طرح جل اُٹھین اور تھوڑی دیر مین خاک ہوگئین صرف ایک کتاب باقی رہگئی جو اصلی تھی۔

بلبھدر سنگھ نے اُس کتاب کو فرط خوشی سے چوم لیا۔ اور رن بیر سنگھ کے پاس لے آئے۔

ساتھی عیارون نے باری باری سے طلسمی کنجی کی کتاب دیکھنا شروع کردی اُس کتاب مین عجیب و غریب کاغذ اور سُنہرے حرفون کی لکھاوٹ دیکھ کر عیار دنگ ہوگئے اور اُسکے بنانے والے کی تعریف کرتے رہے۔

رن بیر سنگھ نے اُس کتاب طلسمی مفتاح کا پہلا صفحہ اُلٹ کر پڑھا اُسمین لکھا تھا "طلسم کشا۔ صبح ہوتے ہوتے اس جگہ سے باہر نکل جائے۔ اگر آفتاب نکل آئیگا تو یہان سے نکلنا دشوار ہوجائیگا۔ باہر نکلنے والا راستہ اس صندوق کے نیچے والا ہینڈل کھینچنے سے ملیگا"

رات دو گھڑی سے زیادہ باقی نہ تھی۔ اس لئے ساتھی گھبرا گئے تھے سب کے سب راج کمار والے صندوق کے نیچے ہینڈل ٹٹولنے لگے۔ اتفاق سے راج کمار کا ہاتھ ہینڈل پر پڑ گیا پھرتی سے ہینڈل گھمانا شروع کیا۔ پورے پیچ گھوم جانے پر ایک آواز بڑے زور کی آئی۔ اور ساتھ ہی دروازے کے دو پلے ادھر اُدھر جھول گئے۔ سامنے سرنگ سی نظر آنے لگی۔

بلبھدر سنگھ اور اُنکے ساتھی۔ رام پور۔ کشوری۔ رن بیر سنگھ اور سدلیشور وغیرہ

لالٹینون کی روشنی مین اُس سرنگ مین گھُسے۔

وہ سُرنگ بہت بڑی تھی اسلیئے اُسکو طے کرنے مین اِن لوگون کو قریب قریب ایک گھنٹہ صرف کرنا پڑا۔ جسوقت ہمارے اولوالعزم بہادر اُس سرنگ سے باہر نکلے تو پو پھٹ چکی تھی۔ ہلکی ہلکی سپیدی آسمان کے مشرقی اُفق پر رات کی سیاہی کا خاتمہ کر رہی تھی۔ سُرنگ سے برآمد ہوتے ہی نسیم سحری کے ہلکے ہلکے جھونکون نے رات بھر کی کسل مٹادی۔ اب وہ لوگ میدان مین نمایان ہین۔ چارون طرف سبزہ لہلہا رہا ہے جنگلی درخت قطار در قطار دور تک چلے گئے۔ آبشار جاری ہین۔ کنور صاحب اور عیار لوگ ہوا کھاتے ایک آبشار کے کنارے جا کر بیٹھ گئے۔ اُنکے بیٹھتے ہی ایک طرف سے بہت سی پائون کی چاپین سُنائی دین۔ سب نے اُس طرف کان لگا دیے اتنے مین آگے آگے ایک پیرزال اور پیچھے کوئی پندرہ نو جوان عورتین چاندی کے طشت مین انگور کے خوشے سر پر رکھے ہوئے اُنکی طرف بڑھتی معلوم ہوئین۔

بلبھدر سنگھ۔ اور رن بیر سنگھ اُٹھ کھڑے ہوئے۔ پاس جاکر پوچھا تم کون ہو؟

پیرزال۔ مین یہان کی مالن ہون اور یہ میری لڑکیان ہین۔ مین نے کہا آپ بھوکے ہونگے۔ حضور کچھ تناول کرین۔

رن بیر سنگھ نے اشارے سے کہا۔ ذرا طلسمی کتاب دیکھ لیجئے۔ پھر ان خوشون پر نیت ڈلایئے۔

اُن عورتون نے چاندی کی طشتریان ہر ایک عیار کے سامنے رکھدین اور کہا کچھ کھاؤ۔ آنکھین ٹھکانے ہون۔

بلبھدر سنگھ نے طلسمی کتاب مین دیکھا اُس مین لکھا تھا۔ آفت کی پرکالہ ہین اِنکے پھندے مین نہ پھنس جانا اُنکے دیے ہوئے انگور انھین پر کھینچ مارو۔

بلبھدر سنگھ نے ایسا ہی کیا۔ انگور کے دانے اُن عورتون پر کھینچ مارے عجیب تماشہ ہوا۔ تمام جسم اُن عورتون کا پگھل کر پانی کی طرح بہ گیا۔

راج کمار اور اُسکے ساتھی پھرتی سے قدم اُٹھاتے چلے جا رہے تھے سامنے پہاڑی تھی۔ سب کے سب پہاڑی پر چڑھ گئے۔ کچھ مسافت طے کی ہوگی۔ سامنے عجیب و غریب سین نظر آیا۔ پہاڑی پر ایک لمبا چوڑا استون نصب تھا۔ ستون کے

بالائی حصے پر ایک طوطی ہفت رنگ کی بیٹھی ہوئی زمزمہ سرائی کر رہی تھی۔ بلبھدر سنگھ نے طلسمی کتاب سے کام لیا۔ نگاہ ڈالی۔ اُسپر تحریر تھا "اے طلسم کشا ہوشیاری شرط ہے۔ یہ طوطی تین آواز لگائے گی تیسری آواز کے ساتھ ہی اس چڑیا کی گردن پر تیر پڑے کہین نشانہ خطا ہو گیا تو طوطی اُڑکر آپ کے سر پر بیٹھ جائیگی اور آپ شعلہ کی طرح جل کر راکھ ہو جائینگے۔ اسلیے طوطی کو اتنی مہلت نہ دین کہ وہ اُڑکر آپ تک آسکے"

رن بیر سنگھ۔ بس اب دیر کرنا ٹھیک نہین۔ کمان پر تیر چڑھائیے۔ اور تاک کر نشانہ مار دیجیے۔

بلبھدر سنگھ نے دیکھا طوطی ایک آواز دے چکی ہے۔ دوسری آواز تک چلّے پر تیر چڑھا لیا۔ اور تیسری آواز کے ساتھ ہی تیر کمان سے نکلکر طوطی کی حلقوم پر بیٹھا۔ طوطی کے پرون سے آگ نکلنے لگی۔ اور آناً فاناً راکھ ہوکر زمین پر گر پڑی اس کام سے فرصت پاکر بلبھدر سنگھ نے پھر طلسمی کتاب دیکھی اُس مین لکھا تھا "طلسم فتح ہو گیا۔ ہم بھی مبارکباد دے کر تم سے وداع ہوتے ہین۔ راج کمار اور ساتھی لوگ آگے بڑھے۔ ایک پھاٹک نظر آیا۔ راج کمار اور ساتھی بے غل و غش پھاٹک مین آئے پہلو مین زینہ لگا ہوا تھا۔ بلبھدر سنگھ وغیرہ بے خوف و خطر زینے پر چڑھ گئے۔ سامنے چوکی پر طلسمی برج کے داروغہ سوم دت کی بھانجی کالندری بیٹھی ہوئی ہے۔ راج کمار بلبھدر سنگھ کو دیکھ کر اُٹھ کھڑی ہوئی اور پاس آکر پرنام کیا۔ پھر زار زار رونے لگی۔

کالندری۔ جس دن آپ سے اور ماموں جان (داروغہ سوم دت) سے مٹ بھیڑ ہوئی تھی جس دن آپ نے طلسم حیرت توڑا تھا اُسی دن مین پھر اس تنگ خلنے مین ڈالدی گئی یہان پڑے پڑے اپنی پھوٹی قسمت کو روتی رہتی ہون مجھے خواب مین بھی امید نہ تھی کہ آپ کے دیدار ہونگے۔ پرماتما کا لاکھ لاکھ شکر ہے اُسنے آپ کے کام کا کیسا اچھا نتیجہ دکھلایا۔ طلسم فتح ہو گیا۔ مگر ابھی آپ کی خیر نہین۔ طلسمی داروغہ روز آتا ہے۔ اس کوٹھری کی بغل والی کوٹھری مین اس وقت بھی بیٹھا ہوا آپ کی فکر مین غلطان پیچان ہے۔ آپ اُس سے ہوشیار رہین۔ اس کوٹھری مین بھی ایک طلسم ہے جسکی وجہ سے اُسپر کوئی ہاتھ نہین ڈال سکتا۔ داروغہ آپکے اور آپکے ساتھیون کے خون کا پیاسا ہو رہا ہے۔ جب تک آپ اُس طلسم کو نہ توڑینگے داروغہ پر قابو نہ پائین گے۔

بلبھدر سنگھ اور ساتھی عیار۔ چلو بوی! وہ طلسم دور سے دکھا دو ہم اُسکا انتظام کرینگے۔

کالندری بلبھدر سنگھ اور ساتھی عیار اُٹھ کھڑے ہوئے۔ کچھ دور چلکر کالندری نے انگلی کے اشارے سے بتایا۔ وہ دیکھیے سامنے سنگ مرمر کے چبوترے پر ایک سارس بیٹھا ہوا۔ اِکّے دُکّے کی خبر لے لیتا ہے۔ یہی طلسم ہے۔ اسی طلسم کے نیچے داروغہ کی بود و باش رہا کرتی ہے۔

بلبھدر سنگھ۔ تم سے بڑے مطلب نکلے۔ مین تمھارا از حد مشکور ہون۔

باتین کرتے کرتے بلبھدر سنگھ اور کالندری معہ عیارون کے چہل قدمی کرتے ہوئے طلسمی دروازے کے قریب پہونچ گئے۔ سب کے سب دروازے پر پہونچکر ٹھٹک رہے۔ اندر سے کسی کی آواز آرہی تھی۔

کالندری۔ سُنا آپ نے۔ داروغہ بیٹھا ہوا ہے آہستہ آہستہ بھانپیے یہ آواز اُسیکی ہے۔

رن بیر سنگھ۔ آپ اور کالندری جی کوٹھری مین ہو رہین ہم اور ہمارے ساتھی عیار اُسے توڑ کے لیتے ہین۔

کالندری۔ کہین ایسا کبھی نہ گذرے گا۔ آفت آجائیگی۔ یہ طلسمی معاملہ ہے۔ ذرا سا کھٹکا دبادیگا اور آپ کے پانؤن زمین پکڑ لیگی۔ تمام کوٹھریون مین بجلی کی طاقت بھری ہوئی ہے۔ پھر آپ عمر بھر چھوٹ نہین سکتے۔

بلبھدر سنگھ۔ پھر کس طرح اس موذی پر قابو مل سکتا ہے۔

کالندری۔ کسی طرح سارس کی گردن مروڑ ڈالی جاتی اور اسکے شکم کی انتڑیان جو آہنی تارون سے بندھی ہوئی ہین باہر نکال کر پھینکدی جائین۔ پھر بجلی کی طاقت جاتی رہتی۔ اور کسی بات کا خوف نہ رہتا۔ داروغہ کے ہاتھ پانؤن ڈھیلے ہو جاتے آپ اُسپر بھاری ہو جائینگے۔ وہ آپ کا کچھ بنا بگاڑ نہین سکیگا۔ اتنے مین پانؤن کی چاپ سُنائی دی۔ بلبھدر سنگھ نے دروازے کی دراز سے دیکھا۔ داروغہ پوستین پہنے دروازہ کی طرف پشت اور سارس کی جانب رُخ کیے کھڑا ہے۔ یکایک داروغہ نے سارس کی گردن پر ہاتھ پھیرا۔ سارس نے پر پھڑپھڑائے اور منقار کھول دی کالندری بولی۔ راج کمار جی کھسک آئیے وہ ملعون سارس سے کام لیا چاہتا ہے۔ بلبھدر سنگھ اور ساتھی دروازے سے کھسک کر کسی کونے مین چھپ رہے

دار وغہ منصوبے گانٹھتا رہا۔ پھر بلبھدر سنگھ کی تلاش مین پویان ہوا۔ اپنے منصوبون مین گتھا گر دار وغہ نے کوٹھڑی سے قدم باہر نکالے۔ بلبھدر سنگھ تاک ہی مین تھے۔ باز کی طرح شکار پر ٹوٹ پڑے اُدھر ساتھیون نے لپک کر سارس کی گردن مروڑ کر الگ کر دی اور آہنی تارون کا جال کھینچ کر پھینک دیا۔

بلبھدر سنگھ اور دار وغہ مین کشتی ہو رہی تھی بلبھدر سنگھ شکار کی گردن دبوچ کر چھاتی پر چڑھ بیٹھے۔ دار وغہ موت کے پنجے مین گرفتار تھا۔ چھٹکارے کی کوشش کرتا تھا۔ مگر راج کمار کی ان تھک طاقت سے اُسکا بس چلنا محال ہو گیا۔ بلبھدر سنگھ نے کالندری کو آواز دی رر ذرا یہان آنا۔ کالندری پاس آکر کھڑی ہو گئی۔

بلبھدر سنگھ۔ تمہاری رائے کیا ہی۔ کہو تو اِس ملعون کے ہاتھ پانؤن باندھ کر کسی کوٹھری مین بند کر دین۔

کالندری۔ یہ آپ کا دشمن ہی اور میری بھی جان کا گاہک ہی۔ ہائے اسی نے میرے پتا کی جان لی ہی۔ اسی نے دھوکا دے کر اُنکا راج پاٹ چھین لیا۔ میرے تو کلیجے مین آگ لگی ہی۔

بلبھدر سنگھ نے اپنی کمر سے طلسمی خنجر نکالا۔ کھٹکا دباتے ہی خنجر کا پھل نکل کر دار وغہ نابکار کی گردن پر پڑا۔ گردن الگ ہو کر زمین پر گری جسم تڑپنے لگا۔ اور روح قالب سے نکل کر عالم بقا کی طرف چلدی۔

دار وغہ کے مرتے ہی زمین ہلنے لگی دھڑاکے کی آواز آئی۔ بلبھدر سنگھ چونک پڑے کالندری مسکرا کر بولی۔

"آپ جانتے نہین۔ طلسمی دیوارین سارس کے کل پرزے الگ کرتے ہی ہٹ گئین بلکہ گر گئی ہین سارس کے دفعہ ہوتے ہی اس طلسم کا کھیل مٹ گیا۔ اب آپ لوگ یہان سے نکل سکتے ہین"۔

کنور بلبھدر سنگھ نے ساتھیون کو آواز دی۔ رن بیر سنگھ اپنے کام سے نپٹ کر پاس آ گئے۔ راج کمار نے پوچھا۔ کہو اب کیا ارادے ہی۔ کالندری! تم اپنے گھر جا سکتی ہو۔

کالندری۔ ہان۔ آپ کی مہربانی سے اِس ظالم کی قید سے رہائی مل گئی۔ لیکن آپ سے کچھ کہا چاہتی ہون۔

بلبھدر سنگھ۔ کہو۔ کیا کہتی ہو۔؟

بلبھدر سنگھ۔ میری رائے ناقص مین آتا ہی کہ آپ اپنی اِس کنیز کا ساتھ نہ چھوڑین۔ جہان جائین ساتھ لیتے چلین۔ آپ مجھے اپنے محل مین پہونچا دین۔ راج کماری چندر مکھی کی کنیزی مین ساری عمر بسر کر دونگی۔

رن بیر سنگھ۔ کیا اچھا ہو جو تم ہمارے گھر کی رونق بنو۔ مین تمہارے لئے آنکھین بچھاؤنگا۔

مہندر ناتھ۔ واہ اُستاد۔ کیا خوب بات کہی۔ راج کمار جی! آپ جو کہین نہین تو ہمین (کالندری کی طرف اشارہ کرکے) ہماری اُستانی بنا دیجئے۔ جیسے ہمارے اُستاد عقل کے پتلے ہو رہے ہین ویسی ہی اُستانی ہوشیار اور چالاک ہینا۔

کالندری نے شرم سے گردن جھکالی۔ کچھ جواب نہ دیا۔

بلبھدر سنگھ۔ خیر ہمارے ساتھ چلو۔

کالندری پر بلبھدر سنگھ کی تقریر کا بہت کچھ اثر ہوا۔ اُسنے راج کمار سے کہا۔ میری بڑی خوش قسمتی ہی کہ آپ کی داسی بن کر آپ کے محل مین رہونگی۔

بلبھدر سنگھ اور اُنکے ساتھی عیار کالندری کو لیے ہوئے شیو پور کی طرف عازم ہوئے۔

باب تیرھوان

آگے مے خانے مین تھے پیر خرابات امیر
اب چلے مسجد جامع کو امامت کرنے

ناظرین کو یاد ہوگا کہ شیو پور کے سامنے رانی ستیا کی ہزیمت خوردہ فوج پڑی ہوئی ہی۔ گجراج زخمی ہو کر کیمپ مین پہونچا دیا گیا ہی اُسنے اُسی وقت ایک خط رانی ستیا کو بدین مضمون لکھا۔ آج کی لڑائی بہت خراب رہی۔ چندر بھان کے ہاتھ سے میری ٹانگ کٹ گئی۔ اب کوئی افسر ایسا نہین جو فوج کا انتظام کر سکے اور دشمن کو جواب دے سکے۔ اگر آپ کسی لایق اور تجربہ کار افسر کو ہماری مدد کے لیے فوراً بھیجین روانہ کر دین تو یقینی قلعہ شیو پور ہاتھ آجائیگا کچھ مخبر خبر لائے ہین کہ سری نگر کی رانی اندر موہنی جم غفیر لیکر بے اداد راجہ بند ھیر سنگھ چل کھڑی ہوئی ہی۔ غالباً دو ایک روز مین آجائیگی۔

اِسلیے آپ توقف نہ کرین۔ فوج بھیج دین مین گو زخمی ہون۔ پھر بھی بستر پر لیٹے لیٹے وہ انتظام کرونگا کہ شیوپور اور سری نگر کا ایک ہی ساتھ قلع و قمع ہوجائیگا۔ تھوڑا لکھنا بہت سمجھنا۔

آپ کا خیر اندیش

گجراج۔

خط تیار ہو کر ایک سوار کو دے دیا گیا وہ سوار خط لیکر اُسی وقت مایا نگر چل دیا۔

گجراج اپنے خیمے مین پلنگ پر لیٹا ہوا ہی۔ پانون مین پٹی بندھی ہی۔ چہرہ زرد پڑ گیا ہی اس وقت وہ اپنے خیمے مین تنہا ہی۔ پلنگ کے پاس کرسی لگی ہوئی ہی کسی حالت چین نہین ملتا۔ اول شکست کا غم۔ دوم درد کی تکلیف۔ انتشار اور زخم کے کرب سے حالت بہت ردی ہوتی جاتی ہی۔ آج پورا ایک ہفتہ ہوا۔ رانی سیتا کی طرف سے نہ تو جواب آیا۔ اور نہ فوج ہی آئی۔ اب کسی طرح جان بچتے نظر نہین آتی۔ مہارانا رندھیر سنگھ جب چاہین دھاوا کر کے پکڑ لین یہان اتنی جماعت نہین جو مقابلہ کر سکے۔ ہاے مین بھاگ بھی نہین سکتا۔ زخم کی کھٹک کلیجہ پھاڑے ڈالتی ہی۔ کیا کرون کیا نہ کرون مفت زحمت مین پھنسا۔ گجراج تو نے اپنے ہاتھون پانؤن مین کلھاڑی ماری۔ افسوس جوانی برباد ہو گئی۔ کرشن کمار سا آقا ملنا دشوار ہی۔ اُسکے ساتھ یہ برتاؤ کیے۔ کنتو مین مین ڈھکیلا۔ کامیشری میرے حق مین زہر قاتل بن گئی۔ نردئی کے ساتھ وہ سلوک کیا۔ اتنی عمر مین کسقدر عذاب کیے۔ پرماتما میرے گناہ نہین بخش سکتا۔ کس عذاب الیم مین پڑ گیا ہون۔ رانی سیتا سے لو لگائی تھی اُسنے بھی دھوکا دیا۔ سچ ہی برے وقت مین کوئی آڑے نہین آتا۔

گجراج انھین الجھیڑون مین پھنسا ہوا تھا۔ یکایک غل و شور کی آواز سنائی دی۔ سمجھا شاید حریف نے دھاوا کر دیا ہی۔ وہ بدقت تمام پلنگ پر اُٹھ بیٹھا۔ اتنے مین ایک چوبدار پردہ ہٹا کر خیمے مین آیا گجراج نے پوچھا۔

وہ کیا ہی۔ یہ غل و شور کیسا۔ ؟

چوبدار۔ حضور طلسم نیلم کی رانی سیتا آٹھ ہزار فوج کی جماعت لیکر آگئی ہین۔

گجراج۔ (خوشی سے اُچھل کر) سچ کہو۔ رانی جی آگئین۔

چوبدار۔ جی ہان۔ سواری سے اُتر چکی ہین اور آپ کے خیمے مین آیا چاہتی ہین۔

گجراج۔ کیا کہون مجھسے تو اُٹھا بھی نہین جاتا۔ جاؤ اُنسے کہنا۔ گجراج جی زخم خوردہ پڑے ہین۔ اُن مین طاقت نہین کہ حضور کی پیشوائی کے لیے حاضر ہوتے۔

چوبدار سلام کر کے واپس ہوا۔ گجراج بار بار خیمے کے دروازے کی طرف دیکھ رہا ہی اتنے مین پھر پردہ اُٹھا۔ اور رانی سیتا معہ اپنی نفس ناطقہ دونون کنیزون اُرملا اور چمبیلی کے اندر داخل ہوئین۔

گجراج چاہتا تھا ایک تا نگ سے کھڑا ہو کر رانی کا استقبال کرے۔ مگر رانی نے اُسے اُٹھنے سے روک دیا۔ اور خود کرسی پر آکر بیٹھ گئی۔ باتین ہونے لگین۔

سیتا۔ گجراج سنگھ۔ تمھاری شکست اور زخمی ہونے کا حال پڑھ کر مجھے بہت رنج ہوا۔ جب برے دن آتے ہین تو ایک دم سے چارون طرف کی مصیبتین سر آپڑتی ہین۔

گجراج۔ (رانی کا غمگین چہرہ غور سے دیکھ کر) حضور سچ فرماتی ہین۔ آپ کا مزاج تو بفضلہ اچھا ہی۔

رانی۔ (سرد آہ کے ساتھ۔) کیا کہین گجراج جی! ہماری جاہ و حشمت سب خاک مین ملنے والی ہی۔ طلسم نیلم شکست ہو گیا۔

گجراج۔ ہائین۔ کیا طلسم نیلم شکست ہو گیا۔

رانی۔ ہان صاحب! شکست ہو گیا۔ جس وقت مین طلسم نیلم سے قصر نیلم مین آئی ایک سوار نے آپ کا خط دیا اور کہا آپ نے شکست فاش کھائی ہی اس خبر سے میرے ہاتھ پانؤن مین سنسناہٹ پیدا ہو گئی۔ سناٹا چھا گیا۔ خیر مین نے اُسی وقت فوجی افسرون کو بلا کر تاکید کر دی۔ کہ مدل رسالے اور سوار تیار رہین۔ ہم شیوپور پر دھاوا کرنا چاہتے ہین دو تین دن مین تمام لشکر فراہم ہو گیا اور آپ کی اعانت کے لیے چل کھڑی ہوئی۔ میری خواہش ہی کہ قلعہ پر دھاوا کر کے رندھیر سنگھ اور اُسکے رشتہ دارون کو پامال کر دون۔ کرشن کمار طلسم مین بہت کچھ خزانہ پا گیا لیکن اُسکے پاس فوج تو ہی نہین اگر ادھر آئیگا مار لیا جائے گا وہ کسی طرح ہمارا مقابلہ نہین کر سکتا دوم وہ ابھی ادھر آیا بھی نہین ہی۔ اِسلیے اُسکی طرف سے تو اطمینان ہی۔ (اُرملا اور چمبیلی کی جانب مُنھ کر کے) اور تم سے جو مین نے راج کاری دیپ مالا کے لیے کہا تھا تم اُسے ابھی تک پھانس نہین لائین۔

اربلا۔ رانی جی! اُسکی عیارہ کملا بڑی چلتا پُرزا ہی۔ میری دال نہین گل سکی قلعے کے اندر گھسنے نہین پائی۔

رانی۔ گجراج سنگھ! تمھاری تو ٹانگ ہی جاتی رہی تم گھوڑے پر کیونکر بیٹھ سکتے ہو۔

گجراج۔ ہان رانی صاحب! مجبور ہون۔ دل تو یہی چاہتا ہی کہ حریف کا گلا اپنے ہی ہاتھ سے کاٹون لیکن افسوس سوار نہین ہو سکتا۔ البتہ پیدل جہان تک ہوگا آپکا ہاتھ بٹاؤنگا

رانی۔ کوئی پروا نہین۔ فوج کے ساتھ تمھارا رہنا ہی غنیمت ہی۔ بس ابھی فوج کو چڑھائی کا حکم دو۔

دن کے چار بجے رانی سیتا کے لشکر مین کمر بندی ہونے لگی۔ آٹھ ہزار کے قریب فوج طیار ہوگئی اور آدھ گھنٹے کے بعد شیو پور کا قلعہ گھیر لیا گیا۔ توپ گولون کی آوازین پتہ پھاڑنے لگین۔

مہارانا رندھیر سنگھ کے لشکر مین غوغا مچا ہوا ہی۔ اندر موہنی کی فوج پرا جمائے کھڑی ہوئی ہی۔ کمیدان اور رسالہ دار فوجی رسالون مین گشت لگا رہے ہین۔ ہر ایک کو ترغیب دے رہے ہین۔ طیار رہو۔ جس وقت حکم ہو حریفون پر ٹوٹ پڑو۔

کنور چندر بھان نے قلعہ کا پھاٹک کھول دینے کا حکم دے دیا۔ اور اپنے دو سو چیدہ چیدہ سورماؤن کو ساتھ لیکر اندر موہنی کی فوج مین پہونچا۔ ہراول لشکر نے بڑے تپاک سے خیر مقدم کیا اور راجکمار کو لیے ہوئے اپنے فوجی رسالون کو دکھانے لگا شام ہو چلی تھی آفتاب سہم کر گوشہ مغرب مین مُنھ چھپا کر بیٹھ رہا۔ طرفین کے لشکر مین رن مہتابین جلنے لگین۔ اندھیری رات مین کشت و خون کا بازار گرم ہو گیا۔

رات کے اندھیرے مین توپون کے گولے بہت بڑے سُرخ سُرخ آگ کے بھبکے کی طرح فضاے آسمانی مین چمکتے دکھائی دیتے تھے۔ زخمی ہاے واویلا کر رہے تھے۔ گھوڑے ہنہنا رہے تھے۔ مار مار کی آوازون سے زمین و آسمان گونج رہا تھا۔

اندھیری رات کی قیامت توڑ تاریکی مین دشمنون نے کئی مرتبہ چاہا کہ قلعہ پر چڑھ جائین۔ لیکن سرنام سنگھ اور مہارانا رندھیر سنگھ کے جوش دلانے والے کڑکھے نے قلعہ کے پیدل اور سوارون مین شجاعت و بسالت کا خون دوڑا دیا۔ بام قلعہ سے

غنیم پر گولہ باری ہو رہی تھی۔ دو گھنٹے کی لڑائی مین مہارانا کے آدمی کچھ کھیت ہو گئے غنیم کے آتش بار گولے قیامت کیے دیتے تھے۔ لڑائی کا رنگ دگرگون تھا۔ رانی کی فوج دھاوا مارتی ہوئی اُن جگہون تک پہونچ گئی جہان پہلے دن لڑائی ہوئی تھی۔ اس وقت کنور چندر بھان دو ہزار سوارون کی جمعیت سے سیتا کے مقابلہ پر ڈٹ گیا رانی کی فوج آگے بڑھنے سے رُک گئی۔ بہادر شاباش فوج چیرتا ہوا فوج عدو مین گھس پڑا اور اپنا بے نظیر جوش دکھلا کر حریفون کے چھکے چھوڑا دیے رانی سیتا کے لشکر کی حالت خراب ہو چلی تھی۔ سینکڑون آدمی کنور چندر بھان کی جیالی فوج کے ہاتھ کٹ چکے تھے گجراج ایک ٹیلے پر کھڑا ہوا اپنی فوج کی پسپائی دیکھ رہا تھا اُسنے وہین سے للکارا۔ ہان بہادرو! قلعہ نزدیک ہی دھنس پڑو۔ پھاٹک توڑ ڈالو تمھارے بازوؤن مین بڑی طاقت ہی۔ تمھاری ٹھوکرون سے قلعہ کے پرخچے اُڑ جائینگے رانی سیتا کا کثیر لشکر تھا۔ اس کڑکے سے ہر سپاہی کی رگ مین جوش بھر گیا۔ دھاوا کرتے ہوئے ہزار ڈیڑھ ہزار جوان قلعہ کے پھاٹک تک پہونچ ہی گئے۔ چاہتے تھے کہ پھاٹک توڑ کر قلعہ مین گھس پڑین صبح ہو چلی تھی آفتاب خونین لباس پہنے تخت زبرجدی پر میدان مصاف کی گشت کے لیے نکل کھڑا ہوا ہی۔ یکایک میدان سے بونڈلا اُڑا ہی۔ بہادرون کی نگاہین بونڈرے کی طرف لگی ہین۔ آندھی کا طوفان اُٹھتا چلا آ رہا ہی۔ یکایک دیکھا ایک بہت بڑا لشکر دھاوا مارے چلا آ رہا ہی وہ فوج رانی کے لشکر کے مقابل کھڑی ہو گئی طرفین کے جاسوس دوڑے۔ خبر لائے طلسم نیلم کا فتاح کنور کرشن کمار معہ پانچ ہزار فوج کی جمعیت سے رانی سیتا کا غرور توڑنے آ گیا ہی۔

سیتا کے تو ہوش اُڑ گئے۔ غضب ہو گیا۔ طلسم کشا آ گیا۔ مہارانا رندھیر سنگھ کے لشکر مین ہر بہادر جوش مسرت سے جھومنے لگا۔ اتنے مین کرشن کمار گھوڑا کداتے ہوئے قلب لشکر سے نکلے اور رانی اندر موہنی کی فوج مین آ کر شریک ہو گئے قلعہ والون نے بھی یہ تماشا دیکھتے ہی پھاٹک کھول دیا اور لڑتی ہوئی فوج کے بحر زخار مین پھاند پڑے۔ تین گھنٹے تک خوب تلوار چلی۔ خون کی ندیان بہ نکلین۔ رانی سیتا کی فوج قلعے کے پھاٹک سے ہٹ چکی۔ کرشن کمار اور چندر بھان کی فوج نے عقب سے دباؤ ڈالا۔ اور گولون کی باڑھ پڑنے لگی۔ غنیم کی رفتار مین ایک قسم کی بدنظمی

پیدا ہوگئی۔ جھک کر کوئی پیچھے ہٹا کوئی داہنے کوئی بائین۔ رانی سیتا وسط لشکر مین کھڑی ہوگئی۔ اور فوج کو بڑھاوا دینے لگی۔ راج کمار کرشن کنور مرکب بادرفتار پر سوار شیر دن کی طرح گرجتا ہوا رانی سیتا کی طرف بڑھا۔ کنور چندر بھان کا گھوڑا بھی انوٹ دکھاتا چھلانگین مارتا غنیم کی فوج مین درآیا۔ مہارانا رندھیر سنگھ کی فوج بھی اپنے راج کمار کو دیکھ کر پھولی نہین سماتی تھی شپا شپ تلوار چل رہی تھی۔ اور زخمی تڑپ تڑپ کر زمین پر گر رہے تھے۔ اور کیا وہ غل تھا کہ الامان۔ کان دیے آواز سنائی نہ پڑتی تھی۔ گھوڑے ہنہنا ہنہنا کر تلوار کھاتے ہوئے بھاگ رہے تھے۔ اور سوار گر گر کر ٹاپون سے کچل رہے تھے۔ کرشن کمار کی تلوار بلائے بے درمان تھی۔ جسپر پڑتی دو ٹکڑے۔ دوسری طرف چندر بھان شمشیر صاعقہ وار سے پرے کے پرے صاف کیے دیتا تھا۔

تین گھنٹے کامل خوب تلوار چلی۔ لاشون کے انبار لگ گئے۔ آخرکار رانی کی فوج کے پانون اُکھڑ گئے تلوار کی آنچ سہ نہ سکی۔ بھاگ کھڑی ہوئی۔ گجراج سنگھ مارا گیا۔ رانی گرفتار ہوئی۔ اور اُسکی بچی کھچی فوج سفید جھنڈا ہلا کر امان کی خواستگار ہوئی۔ کرشن کمار اور چندر بھان مظفر و منصور قلعے مین آئے۔ مہارانا رندھیر سنگھ کے قدم چومے۔ مہارانا نے دونون بہادرون کو چھاتی سے لگایا۔ اور دوسرے دن دربار عام ہوا۔

بہت بڑے شامیانے کے نیچے ملکی اور مالی افسر اپنی اپنی نشستگاہون پر قرینے سے بیٹھے ہوئے ہین۔ وسط ہال مین طلائی تخت پر مہارانا رندھیر سنگھ جلوہ افروز ہین۔ داہنے بازو پر کنور کرشن کمار اور بائین چندر بھان جی اقامت پذیر ہین۔ سامنے سونے کی کرسی پر راجہ چندرسین جو کرشن کمار کے ساتھ آئے تھے متمکن ہین۔ شامیانے کے چارون طرف شیوپور کی رعایا کھڑے تماشا دیکھ رہی ہی مہارانا رندھیر سنگھ کی اس فتحیابی پر تہنیت نامے پیش ہو رہے ہین۔ دور دور سے لوگ تماشائی آتے ہین۔ شادیانے بج رہے ہین۔ لوگ رانی سیتا کے دیکھنے کے شایق ہین۔ آج اُسکا مقدمہ پیش ہوگا اُسکے اور نیز اُسکی ریاست کا کیا انتظام کیا جاتا ہی سب کو اسکا فیصلہ سننے کا از حد اشتیاق تھا۔

سہ پہر کے وقت شامیانے کے نیچے اچھی خاصی بھیڑ لگی ہوئی تھی۔ مہارانا

رندھیر سنگھ

مہارانا رندھیر سنگھ نے رانی سیتا کو طلب کیا۔ رانی سیتا قیدیون کی صورت مین لائی گئی اُرملا اور جمیلی بھی ساتھ تھین۔ پھر مہاراج ہرنام سنگھ کے اشارے پر اجیت سنگھ اور اُسکا نائب کھڑگ سنگھ طلب ہوا دونون مسلسل و مطوق دربار مین کھڑے کردیے گئے۔ ابھی کوئی کارروائی شروع نہین ہوئی تھی کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کنور بلبھدر سنگھ معہ اپنے ساتھی عیارون رن بیر سنگھ۔ رام دیو۔ سدا شیو۔ مہندر ناتھ کے آگئے ہین داروغہ سوم دت سنگھ کی لڑکی کالندری بھی ساتھ ہی مہارانا نے کرشن کمار اور چندر بھان کو اُنکی پیشوائی کے لیے بھیجا وہ بڑے تپاک سے دربار مین لے آئے۔ کنور بلبھدر سنگھ اور اُنکے عیارون نے مہاراج رندھیر سنگھ کی قدمبوسی کے لیے سر جھکا دیے مہارانا نے اُٹھ کر ہر ایک کو گلے لگایا۔ اور طلائی کرسیون پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

ابھی دو گھڑی نہوئی تھی کہ رانی اندر موہنی سردار ارجن سنگھ اور رستم سنگھ کے آنے کی خبر دربار مین پہونچی۔ رانی اندر موہنی زنانے خیمے مین اُتاری گیئن اور اور رستم سنگھ ارجن سنگھ دربار مین داخل ہوئے۔

رندھیر سنگھ نے دربار عام کی لشت پر ایک وسیع شامیانہ نصب کرادیا تھا رنواس کی رانیان۔ چندر کرن۔ رانی سنجوگتا۔ کامیشری گوری کانتا (جو کنور چندر بھان کے ساتھ آئی تھین) اور سری نگر کی رانی اندر موہنی شامیانے کے اندر مسندون پر بیٹھ گیئن۔ آج مدت کے بچھڑے ملے ہین ہر ایک اپنی اپنی داستان سنانے والا ہی۔ اسلیئے سب بڑے شوق سے ہر ایک کی کہانی سننے کی مشتاق ہین۔ سب کے آنکھ کان دربار مین لگے ہوئے تھے۔

مہارانا رندھیر سنگھ نے چوبدارون کو اشارہ کیا۔ جنھون نے دربار مین موت کا سناٹا پھیلا دیا۔ رانا رندھیر سنگھ تخت پر کھڑے ہوگئے با آواز بلند حاضرین کو مخاطب کرکے کہا۔

"آج اُس خوشی کا بیان کون اور کہان تک کرسکتا ہی۔ جیسے کہ دیپ مالا۔ اور کرشن کمار۔ کنور بلبھدر سنگھ۔ کنور چندر بھان۔ اندر موہنی۔ کامیشری۔ چندرکھی اور گوری کانتا کو ہوئی ہوگی۔

حاضرین نے کہا۔ در ہان سرکار! آج کا دن بہت ہی مبارک ہے" ایشور ان سب کو بروان چڑھائیے۔

رندھیر سنگھ اور ساتھی ہمکو اس بات کا غم ہے کہ حریف نفس پرور۔ دغاباز۔ نمکحرام گجراج کی بدولت اسقدر کشت و خون ہوا۔ اتنی ریاستین تباہ ہوئین۔

حاضرین۔ ان داتا بیشک اُس کور نمک کی وجہ سے راجپی خاندان نے اسقدر زحمتین اُٹھائین۔ خیر وہ مرگیا ایشور کے یہان اپنی جزا بھگتیگا۔

رندھیر سنگھ۔ سب سے پہلے آپ ہمارے حال کے مشتاق ہونگے۔ مین مرگیا تھا اور زندہ کیونکر ہوا۔ آج تک آپ کا تعجب نہ مٹا ہوگا۔ کیا کوئی شخص دربار مین ایسا موجود ہے جو ہمارے حالات سے وقفیت رکھتا ہو۔ روز کے صدمے اُٹھاتے اُٹھاتے ہم نقیہ بہت ہو گئے ہین خیر اگر آپ سننے کے مشتاق ہین تو ہم کسی وقت لکھ کر اپنی غم انگیز داستان سُنائینگے۔

مہاراج کی بات ختم نہوئی تھی۔ کہ ایک کنیز نے آکر مجرا کیا۔

مہاراج۔ کیا چاہتی ہے۔؟

کنیز۔ چندرلکھی جی کہتی ہین اگر اگیا ہو تو مین دربار مین آکر آپ کی کل کیفیت حاضرین کو سنا دون۔

مہاراج۔ کیا چندرلکھی ہمارا حال جانتی ہین۔

کنیز۔ بہت اچھی طرح۔

مہاراج۔ (راجہ ہرنام سنگھ سے) کیون صاحب! چندرلکھی آپ کی اور سوشیلا بیٹی ہے۔ اگر وہ آکر دربار مین ہمارا حال کہے کوئی مضائقہ تو نہین ہے۔

ہرنام سنگھ۔ جناب آپ کو اختیار ہے۔ بلا لیجئے مین بھی اُس کیفیت کے سننے کا مشتاق ہون۔ کس طرح موت کے ہنگامین پنجون سے آپکی جانبری ہوئی

حاضرین۔ ہان سرکار وہ دھرم کی بیٹی ہے اُسکے یہان آنے مین تکلف کیا ہے اپنی سوشیلا کنیان کو دیکھکر ہماری روح خوش ہوجائیگی۔ وہ دیوی ہے وہ درشن کرنے کے جوگ ہے۔

مہارانا نے کنیز کو اشارہ کیا۔ تھوڑی دیر بعد چندرلکھی چھم چھم کرتی ہوئی اپنے

پتا ہرنام سنگھ کی گود مین بیٹھ گئی۔

مہارانا نے پوچھا کہو دیوی! کیا جانتی ہو۔

چندرلکھی۔ (کھڑے ہو کر) آپ پوچھئے مین سب باتین بتانے کو طیار ہون بہت سا حال مین نے کنور کرشن کمارجی کو سنا بھی دیا ہے۔ مہارانا کا حال مجھے اُس دن معلوم ہوا جس دن دریاے جمبل سے ایک بنگالی اور امرناتھ نے انھین نکالا تھا۔ شام کا وقت تھا۔ بلکہ اچھا خاصا اندھیرا پھیل چکا تھا۔ مین ایک دن کام سے باہر گئی تھی جب میرا گذر دریاے جمبل کے پل پر ہوا۔ کیا دیکھتی ہون کہ ایک شخص (وہی بنگالی) دریا کے کنارے کھڑا ہے۔ اور دوسرا امرناتھ دریا مین غوطہ لگا کر کچھ نکال رہا ہے۔ مین کھڑی کھڑی یہ تماشا دیکھا کی۔ خوب غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ کوئی آدمی ہے۔ اُس وقت مجھے تعجب ہوا۔ کہ یہ لوگ مردہ لاش کیون نکال رہے ہین۔ اسلیے مین دریا کے گھاٹ پر جو ٹیلہ بنا ہوا تھا اُس پر بیٹھ گئی اور دیکھنے لگی۔ مین سوچتی تھی۔ دیکھون اس لاش کو لیکر کیا کرینگے۔ میرے آنکھ کان اُنھین کی طرف تھے کچھ بات چیت کی بھنک بھی کبھی کبھی آجاتی تھی۔ اندھیرا اور زیادہ ہوگیا تھا۔ اسلیے اُس بنگالی نے لکڑیان جمع کین اور چقماق سے آگ نکال کر وہ لکڑیان جلائین۔ روشنی ہوگئی۔ ہر ایک چیز صاف نظر آنے لگی وہ آدمی جو لاش نکال کر لایا تھا۔ یہی امرناتھ تھا۔ بنگالی کا نام مجھے معلوم نہین مگر امرناتھ اُسے مہاتماجی کہا کرتا تھا۔

امرناتھ نے پانی سے نکلکر بنگالی سے کہا۔

مہاتماجی۔ آ دیکھئے! یہ لاش قریب قریب دو دن کی ہوچکی ہے مگر ابھی تک بگڑی نہین۔ اسکا گوشت پوست بدستور ہے۔ اور تعجب تو اس بات کا ہے کہ اسے دریائی جانور نے دانت تک نہین لگایا۔ معلوم ہوتا ہے شاید اسے کسی کالے سانپ نے ڈس لیا ہے۔

بنگالی بولا۔ ممکن ہے ایسا ہی ہو۔ مگر دیکھنا اسکے پیٹ مین پانی تو نہین بھر گیا۔

امرناتھ۔ پیٹ تو پھولا ضرور ہے۔ ذرا آپ تو دیکھئے۔

بنگالی۔ (لاش پر نگاہ ڈال کر اور پھر ہاتھ سے ٹٹول کر) بیشک پانی آگیا ہے۔

پیٹ کچھ چڑھا معلوم ہوتا ہی۔ اگر کوشش کی جاے تو یہ بچ بھی سکتا ہی۔ ذرا لاش درخت سے باندھ کر اُلٹی لٹکا دو۔

پھر بنگالی اور امرناتھ نے ملکر لاش درخت سے اُلٹی لٹکا دی۔ منھ سے کوئی گھڑے بھر کے قریب پانی نکلا بعدہ لاش کھول کر زمین پر لٹا دی گئی اور بنگالی لاش کے پاس بیٹھ گیا۔ پاس کی پڑی ہوئی بالو ہاتھ مین لیکر کچھ منتر پڑھنے لگا۔ دو گھڑی برابر منتر پڑھتا رہا اور پھر وہ مٹی اپنے پاس رکھ لی بعد اسکے جیب سے تین کوڑیان نکالین اور کوئی اسم دم کرکے تین طرف پھینک دین۔ تھوڑی دیر مین ایک مار سیاہ پھنکارتا ہوا کی طرح شن شن کرتا ہوا آیا اور بنگالی بابو کے پاس کھڑا ہو گیا۔ کبھی پھن اونچا کرتا ہی اور کبھی زمین پر دے مارتا ہی۔ گویا بنگالی بابو کو سلام کر رہا ہی مین ٹکٹکی لگائے دیکھ رہی تھی۔ مجھے معلوم ہوا کہ وہی تینون کوڑیان اُسکے پھن پر چمٹی ہوئی ہین۔ جو بنگالی بابو نے کچھ پڑھ کر تین طرف پھینک دی تھین۔ مار سیاہ مردہ جسم سے کبھی لپٹتا ہی اور کبھی چارون طرف پھرتا ہی۔ بنگالی نے اُٹھ کر اُسی بالو کو جسے منتر پڑھ کر اپنے پاس رکھ لی تھی اُٹھالی اور لاش کے چارون طرف حلقہ کر دیا۔ وہ سانپ اُسی حلقہ کے اندر چکر لگانے لگا۔

ادھر بنگالی مہاشے نے پھر بڑبڑانا شروع کیا۔ امرناتھ چپ چاپ بیٹھا ہوا تماشہ دیکھ رہا تھا۔ کبھی کبھی اُس آگ مین جو چقماق سے جلائی گئی تھی۔ لکڑیان لگا دیتا تھا کوئی چار گھڑی کے بعد سانپ نے اپنا پھن ڈسی ہوئی جگہ پر رکھا اور مُنھ سے زہر کھینچنے لگا۔ گھڑی بھر کامل زہر کھینچتا رہا۔ پھر اُسنے اپنا منھ الگ کر لیا۔ اور اُسی طریق پر لاش کے گرد حلقے کے اندر پھرنے لگا۔ بنگالی بابو لاش کے پاس گیا۔ اور نبض۔ چھاتی۔ ناک۔ پھیپھڑا۔ دل۔ دماغ پر اپنا ہاتھ رکھتا تھا۔ شاید اُسے کچھ پتا نہ لگا۔ وہ پھر اپنی جگہ پر آ کر بیٹھ گیا۔ اور اُسی طرح بک بک کرنے لگا۔ چند گھڑی کے بعد سانپ نے اپنا منھ پھر کاٹی ہوئی جگہ پر لگایا۔ اور اب کی بہت جلد ہٹا لیا بنگالی پھر اُٹھا اور لاش کے پاس آ کر جانچ کرنے لگا اُسکی مایوسی بڑھتی جاتی تھی۔ اُسنے ناامید ہو کر امرناتھ سے کہا۔

“دو دو مرتبہ سانپ زہر کھینچ چکا ہی۔ لیکن لاش بدستور رکھی ہوئی ہی کچھ حرکت نہین ہوتی

اگر تیسری دفعہ بھی ایسا ہی ہوا تو سمجھ لیجیے کہ میری جان کی خیر نہین۔ یہ سانپ ضرور چوٹ کر بیٹھے گا“

امرسنگھ۔ مہاتما جی! پھر کیا کرنا چاہیے۔ آپ کو اپنے علم مین پوری دستگاہ ہی۔ پھر کیون دل ہارے جاتے ہین۔ آپ سب کچھ کر سکتے ہین۔ پرمیشور کرے اس لاش مین جان آجاے اور آپ بھی اس موذی سے بچے رہین۔ یہی سب کچھ ہی ورنہ اس بیچارے کی جان تو مفت مین ضایع ہی گئی آپ ہوشیاری سے اپنے تئین بچا لیجیے یہی غنیمت ہی

بنگالی۔ بہت محنت کرنا پڑیگی۔ یہ ضرور ہی اگر گھنٹے دو گھنٹے اسکے ساتھ محنت کی جاے تو بیشک یہ زندہ ہو جاے۔ مگر میری جان پر بھی آفت آجائیگی۔ خیر مین کوشش کرتا ہون۔ تم میرے پاس آؤ۔

امرناتھ۔ بہت اچھا۔

امرسنگھ بنگالی بابو کے پاس بیٹھ گیا۔ بنگالی نے آہستہ آہستہ کچھ باتین کین۔ جنھین مین بالکل نہ سمجھ سکی۔ آدھ گھڑی سے زیادہ امرناتھ کو سمجھاتا رہا۔ پھر اپنی کمر سے خنجر نکال کر امرناتھ کے ہاتھ مین دے دیا۔ اور تھوڑی پڑھی ہوئی بالو بھی امرناتھ کے ہاتھ پر رکھ دی۔ اور کہا۔

”دو یہ رکھو اور بہت سنبھل کر کام کرنا۔ میری جان تمھارے ہاتھ ہی۔ اچھا جاؤ اب تم دیر نہ کرو“

امرسنگھ۔ اُٹھ کر ایک طرف چل دیا۔ اور بنگالی بیٹھ کر کچھ منتر پڑھنے لگا۔ ذرا دیر مین اُس سانپ نے پھر ڈسے ہوئے مقام پر مُنھ ڈالا زہر کھینچنا شروع کر دیا اب کی گھنٹہ بھر کامل زہر کھینچتا رہا۔ جب سانپ نے مُنھ ہٹا لیا بنگالی پھر لاش کے پاس پہونچا۔ اور ہاتھ سے ٹٹولنے لگا۔

اُس وقت سانپ کے تیور اچھے نہ تھے وہ غصے مین بھرا ہوا ادھر اُدھر پھر رہا تھا ایکبار پھنکارتا ہوا بنگالی کے پاس پہونچا اور تڑپ کر بنگالی کے پانون مین نیش مار دیا میرے دیکھتے دیکھتے بنگالی کی روحانیت بدل گئی۔ چہرے پر سیاہی دوڑنے لگی ناخنون مین نیلاہٹ آگئی۔ اُسے تن بدن کا ہوش نہ رہا۔

یہ تماشا دیکھ کر مجھے بہت افسوس ہوا- ہائے امرناتھ بھی چل دیا- اس بیچارے کی جان مفت برباد ہوئی-

ہرنام سنگھ- بیٹی! سانپ بھی ڈس کر چلتا ہوا ہوگا-

چندر مکھی- وہ سانپ وہین موجود رہا تعجب تو اس بات کا تھا کہ سانپ دونون لاشون کے گرد پھرا کیا مگر حلقے کے باہر نہ جا سکا- مین نے جب دیکھا کہ وہان سناٹا ہوگیا- مین ڈرتے ڈرتے پل سے نیچے اُتری- اور اُس جگہ پہونچی جہان بنگالی اور وہ مردہ لاش بے خبری کے عالم مین پڑی ہوئی تھی-

مین بہت قریب نہین گئی- بلکہ دور سے سانپ کی حرکتین دیکھا کی- اتنے مین پیچھے سے امرناتھ کی آواز میرے کان مین پڑی اُسنے دور سے مجھے دیکھکر للکارا اری چھوکری تو کہان کھڑی ہے- بھاگ جا یہان سے-

مین نے کوئی جواب نہ دیا چُپکے کھسک آئی- اور پُل پر جا کر تماشا دیکھنے لگی-

امرناتھ کے ساتھ ایک اور شخص بھی تھا- صورت سے کسان معلوم ہوتا تھا- امرناتھ اُسے قیدی کی طرح پکڑے ہوئے تھا- کسان کے بدن پر جوڑی چڑھی تھی- خوف سے تھرتھر کانپ رہا تھا- بنگالی اور اُس لاش کو دیکھ کر وہ اور بھی ڈر گیا- اُسنے امرناتھ کے ہاتھ جوڑے- قدمون پر گر پڑا اور گڑگڑا کر بولا "دو سرکار ہم کا چھوڑ دین- گریب منئی ہون"

امرناتھ- ابے ڈرتا کیون ہے- ؟ مرا کیون جاتا ہے- مین تجھے کوئی دکھ نہین دونگا- اطمینان سے بیٹھ جا- تھوڑی دیر بعد چلا جانا-

آدمی- ہائے رے! یہ کا دھر-

امرناتھ- ابے جان کیون نکلی جاتی ہے- یہ تجھسے بولے گا نہین- خیر اُسکے پاس نہین جاتا نہ سہی- (ایک طرف اشارہ کرکے) ادھر بیٹھ جا-

آدمی بتائی ہوئی جگہ پر بیٹھ گیا- امرناتھ بھی دلاسا دیتا ہوا اُسکے پاس گیا- بیچارہ کسان اچھی طرح سمجھنے بھی نہ پایا تھا کہ امرناتھ کا خنجر اُسکی گردن پر پڑا- گردن کھنڈ سے الگ ہو کر دور گرا چاہتی تھی امرناتھ نے ہاتھ پر روک لی کسان کا دھڑ زمین پر تڑپنے لگا- امرناتھ نے بنگالی کی دی ہوئی مٹھی بھر بالو مقتول کے دھڑ سے

لگا دی- خون بہنا بند ہوگیا امرناتھ نے کٹی ہوئی گردن کے کان مین کچھ کہا جسکا جواب بھی کٹے سر نے دے دیا- "بہت اچھا"

یہ جواب دے کر کٹا ہوا سر ہاتھ سے اُچھلکر گیند کی طرح آسمان پر اُڑ گیا-

اس تماشے سے میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے- مجھے حیرت تو اس بات سے تھی- وہ کٹا ہوا سر بولا کس طرح-

حاضرین- بیشک ایسی باتین کہین عقل قبول کر سکتی ہے-

ہرنام سنگھ- بیٹی تو بڑی نڈر تھی- جو ایسا تماشہ دیکھا کی اور کوئی ہوتا مارے خوف کے جان ہی دے دیتا- خیر- پھر کیا ہوا-؟

چندر مکھی- اُس کٹے سر کو اُڑے ہوئے کچھ زیادہ دیر نہین گذری تھی کہ آسمان سے ایک عورت جسکی وضع بنگالنون کی سی تھی چوکی پر بیٹھی ہوئی زمین پر اُترتی دکھائی دی- بنگالن کی چوکی پر کٹا ہوا سر بھی رکھا تھا-

اب میری سمجھ مین آیا کہ امرناتھ نے کٹا ہوا سر بھیج کر بنگالن کو بلایا تھا- بنگالن کے آتے ہی امرناتھ اُٹھ کھڑا ہوا اور بولا-

امرناتھ- بغیر آپ کے کام چل نہین سکتا تھا- اسلئے آپ کو تکلیف دی گئی-

بنگالن- (ہنسکر) کوئی اندیشہ نہین- مین ابھی ان تینون کو ٹھیک کئے دیتی ہون-

یہ کہکر بنگالن کچھ منتر پڑھنے لگی- اب تو سانپ کی عجیب حالت تھی- اُسے اسقدر تڑپ سوار ہوئی کہ زمین سے دو دو گز اونچا اُچھل جاتا تھا- اور پیٹ سے گر پڑتا تھا تھوڑی دیر تک اُسکی یہی حالت رہی پھر اُسنے بنگالی اور مہارانا کے جسم سے زہر کھینچ لیا- بنگالی اُسی وقت اُٹھ بیٹھا- مگر مہارانا جی مین اُٹھنے کی طاقت نہ تھی- آنکھین کھول دی تھین- ہاتھ پانون مین حرکت تھی- بات بھی کرتے تھے- لیکن اتنی سکت نہ تھی جو اُٹھ بیٹھتے- بنگالی اُٹھ تو بیٹھا مگر جس طرح کوئی نشہ باز جھوم رہا ہو بس یہی حالت اُسکی بھی تھی- آنکھین چڑھی ہوئی تھین- بنگالن کچھ دوا امرناتھ کو دے کر بولی-

"ان دونون کو یہ دوا تین دن تک پلاتے رہنا- اور خوب خدمت کرنا- بنگالن

نے کچھ اور بھی باتین سمجھا دین۔
اُسکے بعد اُس کسان کا سر دھڑ سے ملا دیا اور پانی پر اسم دم کرکے اُسکے جسم پر چھڑکنے لگی۔ کسان بھی گھڑی بھر بعد اُٹھ بیٹھا۔ اور چارون طرف تعجب سے دیکھتا ڈرتا ہوا ایک طرف بھاگ گیا۔
بنگالن بھی چوکی پر بیٹھ کر کیا جانے کدھر اُڑ گئی۔ اور پھر نظر سے غائب ہو کر فضائے آسمانی مین مغربی کونے پر جس طرح ستارہ ڈوب جاتا ہی ڈوب گئی۔ یہ تماشے مین اپنی چشم دید بیان کرتی ہون۔ کسی دوسرے سے سنتی تو بھی یقین نکرتی۔
مہارانا۔ واقعی یہ باتین حیرت مین ڈالنے والی ہین۔ تو تم سے اور امرناتھ سے پہلے کی یاد اللہ ہی۔
چندر مکھی۔ ہان۔ بس ایک دفعہ جب اُسنے مجھے ڈانٹ بتائی تھی۔
کرشن کمار۔ اچھا تمھین یہ کیسے معلوم ہوا کہ کشن دت ہی ہمارے پتا تھے۔
چندر مکھی۔ یہ تو مجھے اُس وقت معلوم ہوا جب وہ شیام پور مین تمھارے مامون زاد بھائیون کو لینے گئے تھے۔
کرشن کمار۔ انھین وہ کیون لینے گئے۔
چندر مکھی۔ اپنی مدد کے لئے۔
کرشن کمار۔ پھر اُنھون نے اُنکی مدد کیا کی۔؟
چندر مکھی۔ یہ تو آپ جان سکتے ہین نراین دت اور بھولا ناتھ نے آپکی کیا مدد کی۔
کرشن کمار۔ کیا بھولا ناتھ۔ اور نراین دت ہی ہمارے بھائی کنور چندر بھان اور سورج بھان جی ہین۔
اُنھون نے اپنی صورت شکل اور نام بدل لئے تھے۔
چندر مکھی۔ یہ تو مین پہلے کہہ چکی ہون آپ جانتے ہی ہین۔
جتنے حاضرین تھے خوش ہوکر ہنس پڑے اور کہنے لگے۔ دونون نے اپنی صورتین خوب ہی بدلی تھین۔
چندر بھان چپکے سُن رہے تھے اور زیر لب مُسکرا رہے تھے۔
کرشن کمار۔ ایک بات کا تعجب ابھی تک ہی۔ بھولا سنگھ اور نراین دت کی

بڑی بڑی مونچھین تھین اور ان دونون صاحبون کے ابھی اچھی طرح ریکھ بھی نہین آئی۔
چندر بھان۔ بھائی صاحب! ہم نے نقلی مونچھین لگائی تھین۔ اور بھوپا جی کی طرح ہم بھی ہاتھ پانون اور منہ پر خاک لپیٹے رہتے تھے۔
ہرنام سنگھ۔ ان بچارون نے ہمارے اور آپکے لیئے (رندھیر سنگھ کی طرف اشارہ کرکے) بڑی بڑی زحمتین اُٹھائین۔
رندھیر سنگھ۔ واقعی چندر بھان جی نے بڑا کام کیا۔ جس طرح کوئی نوکر مالک کا حکم بجا لاتا ہی اُسی طرح ان دونون بھائیون نے ہماری تابعداری کی۔ افسوس مین نے انکو چندر مکھی کو لانے کے لیئے آپ کے (ہرنام سنگھ کی طرف دیکھکر) پاس بھیجا تھا۔ یہ کیا مجھے معلوم تھا کہ وہان جاکر اس بدبخت مین پھنس جائینگے بارے پرماتما سیدھا تھا۔ جان بچ گئی۔ اور اصل خیر سے یہان آکر ہماری آنکھون کو ٹھنڈا کیا۔ خیر۔ اب کامیشری جی کی داستان سنیئے وہ بچاری کس طرح رانی سنیا کے پھندے مین پھنس گئی۔ اُسکی بھی کہانی عجیب درد انگیز ہوگی۔
اسکے بعد کامیشری طلب ہوئی۔ اور اُسنے اپنا قصہ بیان کرنا شروع کیا۔
کامیشری۔ مین باغ مین ہوا خوری کر رہی تھی۔
شام کے پانچ بج چکے تھے۔ پرندے اپنے اپنے گھونسلون مین بسیرا لینے کے لئے درختون کی شاخون پر کبھی بیٹھتے تھے اور کبھی آسمان مین چکر لگاتے تھے۔
ایک تو دشمنون کا نرغہ کلیجہ مسل رہا تھا۔ اُسپر راج کمار جی کی مفارقت اور بھی دل توڑے دیتی تھی۔ مین اپنی سہیلی بھاما کو راج کمار کی خبر لانے کے لیے روانہ کر چکی تھی وہ بھی ابھی تک نہین آئی تھی۔ اُسنے وعدہ کیا تھا۔ جاتی ہون۔ راج کمار جی مل گئے تو آج ہی ساتھ لاتی ہون اگر کوچ بول دیا اور اعتماد پور کی طرف چل دیے تو مجبوری ہی سنتی ہون مہارانا صاحب سے اجازت لیکر راجہ ہرنام سنگھ کی مدد کو گئے ہین۔
یون ہی رفتہ رفتہ پانچ دن گذر گئے نہ تو سہیلی ہی کی خبر ملی اور نہ راج کمار جی کا نشان عجب خلط مبحث مین پڑ گئی۔ رات دن گھڑیان کاٹا کرتی تھی۔ ہر وقت میرا دل گھبرایا کرتا تھا۔ کبھی کبھی جب کلفت زیادہ بڑھتی طبیعت اُکتاتی باغ کی سیر کو باہر نکل آتی تھی۔ نگہبان بھی دل اچاٹ رہتا تھا۔ اُس روز بھی ادھر اُدھر چہل قدمی کر رہی

جب سورج ڈوب گیا مین بارہ دری مین جاکر پلنگڑی پر بیٹھ رہی اور آنکھین پھاڑ پھاڑ کر چارون طرف دیکھنے لگی۔

اس وقت کوئی چھہ بج چکے تھے۔ اتنے مین میری ایک سہیلی بھاما مسکراتی ہوئی کمرے مین آئی۔ مین اُسے دیکھ کر بہت خوش ہوئی۔ مین نے بڑے پریم سے اپنے پاس بیٹھ جانے کو کہا۔ وہ بڑے نخرے کے ساتھ پاس کھڑی ہو رہی اور لگی آنکھین چارون طرف مٹکانے۔

اُسکی حالت دیکھ کر مین سمجھ گئی کہ یہ کوئی خوش خبری لائی ہے۔ اسی سے مارے شیخی کے پھولی جاتی ہے۔ خیر مین نے اُٹھ کر اُسے اپنے پاس بٹھالیا۔ اور پوچھا۔

پیاری بھاما! کیا خبر لائی ہو؟

بھاما نے ایک نظر چارون طرف دوڑا کر دیکھا کہ کوئی مالی وغیرہ تو یہان نہین ہے بلکہ اُسنے میری دو اور سہیلیون سے بھی پوچھا جب اُسے پورا پورا یقین ہوگیا کہ یہان سوائے انکے اور کوئی نہین ہے تب اُسنے جواب دیا۔

بھاما۔ (ہنسکر) راج کماری جی! آپ کا ستارہ چمک اُٹھا۔ قسمت نے پلٹا کھایا۔ دن اچھے آگئے۔ جنکے لیے آپ دن رات کُڑھا کرتی ہین اور جنکے سبب سے آپ نے اسقدر مصیبتین اُٹھائی ہین وہ میرے ساتھ آگئے ہین۔

مین اور میری دونون سہیلیان بھاما کی بات سے چونک پڑین اور تعجب سے اُسکا مُنھ تکنے لگین۔ کیونکہ مین نے سُنا تھا راج کمار جی کئی روز ہوئے لاؤلشکر لیکر چل دیے۔ کچھ دیر تو سناٹا چھایا رہا کسی کے منھ سے کوئی بات نہ نکلی۔ پھر مین نے منت اور خوشامد سے پوچھا پیاری بھاما! کیا تو سچ کہہ رہی ہے۔ کیا راج کمار جی تیرے ساتھ آئے ہین۔

بھاما بولی۔ مجھے جھوٹھ بولنے سے کیا نفع۔ جو بات کہونگی سچ کہونگی۔

مین۔ تو پھر وہ کہان ہین؟

بھاما۔ اُنھین نظر باغ مین چھوڑ آئی ہون۔

مین۔ نظر باغ کہان۔ جو بستی سے دو تین کوس کے فاصلے پر ہے۔ جہان ایک دفعہ راج کمار جی نے لڑائی کے بارے مین اپنے دوستون سے صلاح لی تھی۔

بھاما۔ ہان۔ ہان۔ اُسی باغ مین وہ ٹھہر گئے ہین۔ سارا لشکر فوجی افسرون کی ہمراہی مین بھیج دیا گیا۔ صرف آپ اس لئے ٹھہر گئے ہین کہ راج کماری۔ کانیشری سے مل لین۔ اور مہارانا صاحب کو خبر نہو۔ مجھے دیکھ کر انھون نے چھوٹتے ہی کہا جاؤ کماری جی کو یہان لے آؤ مین شہر مین نہ جاؤنگا۔ جی چاہے ہمارے ساتھ چلو۔ مین اُنسے ملادونگی۔ مگر جلدی جانا چاہیے۔ کیونکہ ایک گھنٹہ کے بعد وہ وہان سے چل دینگے۔ اُنھون نے وعدہ کرلیا ہے۔ کہ تم ایک گھنٹہ کے اندر نہ آؤگی تو مین یہان سے چل دونگا۔ کیونکہ کھڑگ سنگھ فوج لیکر اعتماد پور پر دھاوا کر چکا ہے۔ مین بھی وہان جاتا ہون۔ مہارانا ہرنام سنگھ کا ہاتھ بٹانا ہے۔ اس لئے اگر آپ چل سکتی ہین تو چلیئے۔

مین۔ اندر موہنی جی اور اپنی ماتا جی (سنجوگتا) سے پوچھ تو لون۔

بھاما۔ (جھنجھلا کر) کیسی باتین کررہی ہو۔ ایک گھنٹے کی تو مہلت ہے۔ کب جاؤگی اور کب اُنسے پوچھوگی۔ تب تک وہ چل نہ دینگے۔

مین۔ میری پیاری۔ بھاما! یہ تو ٹھیک ہے لیکن مین تمھارے ساتھ چلی بھی چلون تو اندر موہنی جی۔ ماتا چندر کرن جی اور خود مہارانا (رندھیر سنگھ جی) کیا کہینگے۔

بھاما۔ تمھارے جانے کی خبر کسکو ہوگی۔ کون مہارانا کے کان مین پھونک دے گا کہ راج کماری جی راج کمار سے ملنے گئی ہین۔

مین۔ کیا باغ کے مالی کہین چلے گئے ہین؟ یہ ضرور کہدینگے۔

بھاما۔ مالی مُوون کو کیا خبر۔ کون آتا ہے کون جاتا ہے۔ یا راج کماری کیون آئین اور کیون چلی گئین۔ اول تو جتنے مالی ہین۔ سب اپنے کھانے پینے مین لگے ہین۔ جب تک باغ مین آئینگے تب تک تو ہم تم واپس آجائین گے۔

مین۔ میری تو طبیعت جاتے ہچکچاتی ہے۔ ہائے اندر موہنی کیا کہین گی۔

بھاما۔ (تیوری چڑھا کر) اگر تمھین نہین چلنا ہے تو نہ چلو۔ زیادہ حجت کیون کرتی ہو۔ مین نے جو حقیقت تھی کہدی۔

مجھے تو راج کمار کی لگی ہوئی تھی۔ زیادہ بحث نہ کرسکی اور بھاما کے ساتھ چلنے پر راضی ہوگی۔ وہان سے چل کر مین اور میری دونون سہیلیان۔ للتا شیامان

اور بھاما چاروں عورتیں باغ کے باہر ہوئیں۔ میدان میں ایک رتھ کھڑا ہوا تھا۔ بھامانے ہم سب کو اُس رتھ پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

مین نے بھاما سے پوچھا۔

یہ رتھ کسکا ہی۔ ؟

اُسنے جواب دیا۔

باتین نہ کرو۔ جلدی چڑھ چلو۔ تم کیا جانو یہ رتھ کسکا ہی۔ ؟۔ بس اپنا ہی سمجھو۔ کیا تم نے نظر باغ کے پھاٹک پر اسے کھڑے نہین دیکھا۔

مین نے پھر کچھ نہ پوچھا۔ مین اور میری سہیلیان رتھ پر سوار ہوگئین اور رتھ چل کھڑا ہوا۔

وہ رتھ نظر باغ کا راستہ چھوڑ کر کسی دوسرے ہی جنگلی راستے پر ہولیا۔ ابھی تک ہم تینون عورتون کو کچھ بھی خبر نہ تھی کہ یہ رتھ کس راستے پر اور کہان چلا جا رہا ہی۔ کیونکہ ہم تینون پردے کے اندر بیٹھی تھین۔ پردہ گرا ہوا تھا۔ کوئی آدھا گھنٹہ یونہین گذر گیا پھر مین نے بھاما کو پکارا۔

رد بھاما۔ !۔ ابھی نظر باغ نہین آیا۔ کتنی دور ہی۔

بھاما۔ بس اب پہونچا چاہتے ہین وہ کیا اُن درختون کی آڑ مین باغ کا پھاٹک جھلملا رہا ہی۔

یہ کہکر بھامانے گھوڑون کو دو چار سانٹے رسید کیے رتھ ہوا سے باتین کرنے لگا کوئی پندرہ منٹ اسی طرح اور گذر گئے مجھے کچھ گھبراہٹ سوار ہوئی جب اب رات بھی زیادہ آگئی تھی۔ مین نے پوچھا۔ بھاماجی ! بڑی دیر ہوگئی۔ ابھی تک نگوڑے باغ کا پتہ نہین۔

بھامانے اُسی طرح پھر جواب دیا۔ اب کی دفعہ میری دونون سہیلیون (للتا) (شیامان) کو بھی بھاما کی بات سے کچھ کھٹکا ہوا دونون نے پھرتی سے پردہ اُلٹ دیا اور چارون طرف دیکھنے لگین۔ جنگل بیابان پر نظر پڑتے ہی دونون سہیلیون کے حواس جاتے رہے۔ بدن کانپنے لگا۔ دونون ایک ساتھ چلا اُٹھین۔

راجکماری جی ! غضب ہوگیا۔ ہم لوگ دشمنون کے پنجے مین پھنس گئے للتا

اور شیامان کی گھبرائی ہوئی آواز بھامانے بھی سُن لی۔ اُسی وقت اُسنے بٹوے سے سیٹی نکالی اور بجانا شروع کردی۔ اور خود جھٹ پٹ رتھ سے کود پڑی۔

بھاما کے کودتے ہی ہماری سہیلیان اور بھی کھٹک گئین وہ بھی پھرتی سے نیچے آئین اور اپنی اپنی کمر سے نیمچہ نکالکر بھاما پر دوڑین وہ تاڑ گئی تھین۔ یہ اصلی بھاما نہین ہی بلکہ کوئی عیار بھاما کی صورت مین دھوکا دے رہا ہی۔

نقلی بھامانے بھی کمر سے خنجر نکالا اور مقابلے پر ڈٹ گئی کوئی دس منٹ تک للتا شیامان اور بھاما مین تیغ بازی کے ہاتھ چھوٹا کیے تینون عیارہ تھین تینون اپنے اپنے فن مین اُستاد۔ کوئی کسی پر سبقت نہ لے سکا۔ بھاما دودستی چلا رہی تھی اور برابر وار بچاتی جاتی تھی۔ ایک مرتبہ للتانے غصے مین آکر اپنا نیمچہ کھینچ مارا اگر بھاما چابکدستی نہ دکھلاتی یعنی ڈھال پر نیمچہ کا وار روک نہ لیتی تو ضرور زخمی ہوجاتی وہ اچک کر الگ کھڑی ہورہی۔ ادھر شیامان پینترا بدلتی ہوئی بھاما کے قریب پہونچی ان دونون مین خوب گتھم گتھا ہوا اچپلتی ہونے لگی۔ اتنے مین ایک گولا دھم سے زمین پر گرا جسکی آواز سے تمام جنگل گونج گیا۔ گولے کی آواز سے للتا اور شیامان کے چھکے چھوٹ گئے۔ اور وہ دونون بیہوش ہوکر زمین پر گر پڑین۔

اُن دونون کو بیہوشی کی حالت مین چھوڑ کر نقلی بھاما اور ایک اجنبی بھاما کا ساتھی ہمارے رتھ کے پاس آئے۔ مین اجنبی کی صورت دیکھ کر تھر تھر کانپنے لگی۔ بھاما اور اجنبی نے میرے ہاتھ باندھ دیے پھر للتا اور شیامان کو بیہوشی سونگھا کر اُنکے پشتارہ بنائے۔ پھر اس کام سے فرصت کرکے بھامانے اپنی نقلی پوشاک اُتار ڈالی۔ اب تو اُسکی صورت اور سے اور ہوگئی۔ وہ دونون ہٹے کٹے مرد وے تھے۔ ان دونون کو دیکھ کر مین پہچان گئی۔ ایک راج کمار کا بیری گجراج اور دوسرا اُسکا بھائی لیکھراج تھا اُن دونون مین باتین ہونے لگین۔ دونون نے اپنی اپنی تعریف کے پل باندھ دیے۔ لیکھراج اگر موقع پر نہ پہونچ جاتا تو کبھی کام نہ نکلتا۔ گجراج بولا۔

گجراج۔ ہان بھائی تم نے بڑا کام کیا۔ مجھے اب کا بھروسہ کی ذرا بھی قیمت نہین ہی اسی ڈاین نے ہمین برباد کیا۔ اب اُسے ایسی جگہ قید کرونگا جہان عمر بھر اپنے

اعمالون کو یاد کرکے رویا کرے۔ یہ نہوتی تو کرشن کمار سے کبھی مخاصمت نہوتی اب مین اس مخاصمت کی جڑ ہی کاٹ دونگا۔ اسکے غم مین کرشن کمار بھی مرجائینگے۔ تب میرے دل کے پھپھولے پھوٹین گے۔ رہی اندر موہنی اُس ظالم سے بھی ایشور چاہتا ہی دو ہی تین دن مین عوض لیتا ہون۔ طلسم نیلم کی رانی سیتا کا خدا بھلا کرے اُسکی بدولت مین اس وقت بھی چین کر رہا ہون۔ جب سے تیری بربادی کی کیفیت سُنی ہی بس بھائی کچھ نہ پوچھو دن رات بوٹیان کاٹتی ہی۔ وہ شیو پور کا قلعہ گرد برد کردیگی۔ کرشن کمار اب کسی طرح زندہ نہین بچ سکتے۔ کامیشری کو رانی سیتا کے پاس لے چلو۔ وہی اسکا بند و بست کرینگی۔

لیکھراج۔ بھائی ذرا سمجھ بوجھ کر کام مین ہاتھ ڈالا کرو۔ سانپ کے مُنھ مین انگلی دینا اچھا نہین۔ کامیشری کے پھیر مین نہ پڑو ایک دفعہ مین دیپ مالا کے پھیر مین پڑا تھا بھائی میرے کیا کہون جو میری دُرگت ہوئی۔ مارے کوڑون کے کھال کھینچ لی گئی۔ اسلیے مین مناسب سمجھتا ہون اس لونڈیا (کامیشری) کو یہین چھوڑ دو۔ اور ہم تم بھاگ کر پہاڑون کی کندرا مین زندگی بسر کردین رانی سیتا کے یہان رہوگے تو ضرور چمپا کیسر کملا تمھارا سراغ لگائین گی اور تمھین پکڑ کر مہارانا رندھیر سنگھ کے حوالے کردینگی۔ اگر کہین تم ہتھے چڑھ گئے بس سمجھ لو بدن کا پوست اُدھیڑ لیا جائیگا۔ اور تمھاری بوٹیان چیل کوون کو کھلا دی جائینگی۔

گجراج۔ واہ بھئی۔ یہ کمزوری۔ یہ بزدلاپن۔ رانی سیتا نے مجھے افسر فوج مقرر کیا ہی فوج کی کمان میرے ہاتھ مین ہی۔ جس وقت میدان پکڑونگا قیامت کردونگا۔ (مونچھون پر ہاتھ پھیر کر) رندھیر سنگھ کس کھیت کی مولی ہین۔ رانی سیتا کے پاس پچیس تیس ہزار لڑنیتے جوان ایسے موجود ہین جو میدان جنگ کو بازیچۂ اطفال سمجھتے ہین۔ اُسکے پاس توپ خانہ کی بھی کثرت ہی۔ لیکھراج گھبراتے کیون ہو ایک دن طلسم نیلم کی حکومت تو بہ توبہ نیابت ہمارے ہاتھ مین ہوگی اور تم کو فوج کا منصب سپرد کردیا جائیگا۔ جسدم شیو پور فتح ہوگیا بس وہان کا راج تمھین دلوا دونگا۔

دونون کچھ دیر یون ہین زٹیٹ اُڑاتے رہے پھر دونون لپشتارے

رتھ پر رکھ لیے اور جنگلی راستے سے قصر نیلم کی راہ پکڑی۔

رات چاندنی تھی اسلیے اُنھین سفر کرنے مین چندان زحمت نہ اُٹھانا پڑی ایک مشعل روشن کرکے رتھ کے آگے لگا دی گئی تھی۔ جسکی کافی روشنی مین راستہ بخوبی نظر آتا تھا۔

مین بے بس مجبور بیٹھی ہوئی اپنی تقدیر کو رو رہی تھی۔ ساری رات روتے روتے کاٹ دی۔ سویرا ہوتے ہی یہ لوگ رتھ کو لیے ہوئے مایا نگر مین داخل ہوئے۔ رتھ کو شہر کے باہر چھوڑ کر لیکھراج قصر نیلم کی طرف روانہ ہوا۔ محل کے پھاٹک پر پہرے دار کو رانی سیتا کے پاس اپنے آنے کی اطلاع کرائی۔

جس وقت چوبدار رانی کے پاس گیا تھا اُس وقت رانی کسی گہری فکر مین تھی۔ دروازے پر ایک گھنٹی لگی ہوئی تھی چوبدار نے گھنٹی بجائی رانی گھنٹی کی آواز سے چونک پڑی اور ساتھ ہی جواب مین گھنٹی بجی جسکا مقصد چوبدار کے بُلانے کا تھا۔

اندر گھنٹی بجتے ہی چوبدار پردہ ہٹا کر کمرے مین آیا جنگی سلام کرکے کنارے کھڑا ہو رہا۔

رانی نے پوچھا۔ بھوپ سنگھ! کیا خبر لائے۔

بھوپ سنگھ۔ سرکار! مہاراج گجراج کے بجائی لیکھراج باہر کھڑے ہین اگیا ہو تو حضور مین حاضر ہوکر کچھ عرض کرین۔

لیکھراج کا نام سُنتے ہی رانی سیتا کی باچھین کھل گئین۔ معاً جواب دیا۔ جاؤ ابھی بھیج دو۔

چوبدار کے واپس ہوتے ہی لیکھراج اندر آیا۔ اسنے بھی جنگی سلام کیا۔ اور ہاتھ جوڑ کر ایستادہ ہو رہا۔

سیتا۔ لیکھراج جی! کیا شگوفہ لائے ہو۔

لیکھراج۔ سرکار! تابعدار آپ کا اور اپنے بھائی گجراج کا حکم بجا لایا۔

سیتا۔ (خوش ہوکر) کیا تم کامیشری کو اُڑا لائے۔

لیکھراج۔ ہان سرکار! معہ اُسکی دو عیارہ کے۔

سیتا۔ شاباش۔ تم نے خوب کام کیا تمھارے ساتھ کوئی اور بھی گیا تھا۔

لیکھراج - نہین - اورکسی کے جانے کی ضرورت نہین پڑی - صرف مین نے اپنی سینہ زوری سے یہ مہم سر کرلی -

سیتا - تنہا تم نے اتنا بڑا کام کیونکر کیا - شروع سے آخر تک کل حال کہہ جاؤ - میری طبیعت تمھاری چالاکیان سننے کی بہت مشتاق ہی -

لیکھراج نے اول سے آخر تک جو کچھ کیفیت بیتی تھی سُنا دی - سیتا سُنکر بہت خوش ہوئی - بلکہ بہت بڑا انعام دینے کا وعدہ کیا - اسکے بعد سیتا نے کامیشری کی بابت اور کچھ حالات دریافت کیے - جواب شافی پانے پر اِس باب مین تجاویز سوچی جانے لگین -

سیتا - کامیشری کہان ہی - ؟

لیکھراج - اُسے قصر نیلم کے پوربی پھاٹک پر سرکاری باغ کے پاس بھائی گجراج کی حفاظت مین چھوڑ آیا ہون -

سیتا - تم نے بہت اچھا کیا - میرا ارادہ ہے کہ ارادلی پہاڑی کے اُس حصے مین جو بیچ پور کے عین وسط مین ہی - سردست کامیشری وہین رکھ دی جائے - شام کو دن بھر کی کلفت مٹانے کے لیے قیدخانے سے نکلکر پہاڑی میدان مین ہوا خوری کے لیے لائی جائے -

کچھ لونڈیان دیکھ بھال کے لیے ساتھ رہین - اگر جی چاہے گھنٹہ دو گھنٹہ راگ راگنی کا شغل رہے - سنتی ہون کنور کرشن کمار کھڑک سنگھ کے مقابلے کے لیے اسی میدان کے قریب پڑاو ڈالے پڑے ہین -

اگر کہین وہ تفریح کنان ادھر آگئے تو اپنی کامیشری کو دیکھ کر بیتاب ہو جائینگے اور تعجب نہین وہان کے پہاڑی درے مین پہونچ کر ہمارے قبضہ مین پھنس جائین - اس طرح کرشن کمار پر بھی ہمارا قابو ہو جائیگا -

پھر رانا رندھیر سنگھ کو زیر کر لینا کوئی بڑی بات نہین -

لیکھراج - بہت مناسب ہی تجویز تو اچھی ہی - مین سمجھتا ہون وہان کے محافظ یا داروغہ کے نام شاہی فرمان بھیج دیا جائے - ہم کامیشری کو لیے جاتے ہین اور بحفاظت تمام داروغہ کے حوالے کر دینگے -

سیتا - حکم نامے کی کوئی ضرورت نہین - مین خود وہان موجود رہونگی - تم صرف

کامیشری کو لے آؤ -

لیکھراج - اور اُسکی دونون سہیلیان کیا چھوڑ دی جائین - ؟

سیتا - انھین ہمارے نظر باغ مین بند کردو - انکا ساتھ رہنا ٹھیک نہین کیونکہ یہ عیارہ ہین - وہان جاکر کوئی نہ کوئی فساد برپا کرینگی - ؟

لیکھراج - بہت اچھا -

اسکے بعد لیکھراج رانی سیتا سے رخصت ہو کر باہر نکلا - اُدھر رانی بھی گھوڑے پر سوار ہو کر اسنے باغچہ کی طرف لمبی ہوئی - ہمارا رتھ بھی پیچھے پیچھے چلا جاتا تھا -

جب سیتا باغ کے پھاٹک پر پہونچی - پہرے دارون کو حکم دیا کہ ایک رتھ ابھی ابھی ادھر سے آئیگا اُس سے کچھ مزاحمت نہ کرنا - اور باغ کے اندر چلے آنے دینا - کچھ دیر بعد رتھ باغچہ مین پہونچ گیا دونون لیشارے کمرے کے اندر پہونچا دیے گئے اُس وقت وہان سوائے لیکھراج گجراج اور میرے کوئی اور نہ تھا - اور نہ کسی کو اندر آنے کا حکم ہی تھا -

سیتا بھی ایک کوچ پر بیٹھی ہوئی نیچی نگاہ سے مجھے گھور رہی تھی - میرے مل جانے سے اُسے ایک قسم کی خوشی ہو رہی تھی -

خیر - دونون لیشارے کھولے گئے - للتا اور شیامان بہت بڑی شاطرہ تھین اُٹھین دیکھ کر وہ اُچھل پڑی - بلکہ اپنے گلے سے قیمتی ہار کی دو لڑیان توڑ کر لیکھراج اور گجراج کے حوالے کین اور کہا بالفعل یہ تمھین بخشش دیجاتی ہی - جب کرشن کمار پھنس جائینگے اسوقت تمھارے ساتھ بہت کچھ مراعات کی جائینگی -

للتا اور شیامان ہوش مین لائی گئین - رانی سیتا نے حکم دیا انھین طوق و بیڑی سے جکڑ کر سامنے والے کمرے مین بند کردو - اور تم دونون اپنے اپنے ڈیرے پر جاؤ مین کامیشری کو اپنے ساتھ لے جا کر قید کرونگی -

رانی کی اجازت پاتے ہی لیکھراج گجراج نے للتا اور شیامان کے ہاتھ پانو مین ہتھکڑیان بیڑیان ڈال دین پھر سامنے والے دالان کے تہ خانے مین للتا اور شیامان کو بند کر دیا - بعدہ رانی کو جھک کر سلام کرتے ہوئے اپنے ڈیرے پر روانہ ہو گئے -

اب رانی سیتا تنہا رہ گئی تھی - میری طرف بڑھتی ہوئی ایک الماری کے پاس پہونچی

الماری کھول کر ایک شیشی نکالی اور میرے پاس آکر ڈاٹ کھول دی۔ اُس مین ایسی کرخت بدبو تھی۔ میرا دماغ اُڑ گیا۔ اور مین بیہوش ہو گئی۔ پھر مجھے نہین معلوم ہوا۔ کیا ہوا کیونکر اُس طلسمی برج مین پہونچائی گئی۔ جب آنکھ کھُلی تو اپنے تئین اُس طلسمی برج مین بند پایا جس کو راج کمار (کرشن کمار کی طرف اشارہ) اُنھون نے راجہ چندر سین کی مدد سے توڑ دیا ہی۔ بس میرا قصّہ اسی قدر تھا جسے مین بیان کر چکی۔

مہارانا رندھیر سنگھ نے رانی ستیا کو مخاطب کر کے کہا۔

رانی ستیا! مجھے اِس بات کا سخت افسوس ہی کہ تجھ ایسی رانی عقلمند اور مدبر اِس کور نمک گجراج کے جعل بٹون مین پھنس گئی جسکا نتیجہ تجھے یہ دیکھنا پڑا کہ آج ہمارے سامنے ملزم کی صورت مین طوق و رسن سے جکڑی ہوئی اپنے اعمالون کی سزا بھگتنے کے لیے شاہی حکم کی منتظر کھڑی ہی۔ دیکھ بدون کی صحبت سے تجھے آج یہ دن دیکھنا نصیب ہوا۔

ہم سے لڑی اور اس طرح شکست کھائی۔ خیر یہ شدنی تھی۔ اِسے مٹانے والا کون تھا۔ اب ہم تجھ سے ایک سوال کرتے ہین سچ سچ جواب دینا۔ اگر ہم شکست کھا جاتے تو ہمارے ساتھ کس طرح پیش آتی کبھی اپنے دشمن پر اعتبار نہ کرتی۔ ضرور ہماری گردن ہمارے جسم سے اُتاری جاتی۔

رانی ستیا کچھ نہ بولی سر نیچا کیے چپ چاپ سُنا کی۔

مہارانا نے پھر فرمایا۔

لیکن اینجانب تجھ پر رحم کھاتے ہین اور تیری جان بخشی کرتے ہین حالانکہ تیرا راج تجھے واپس نہین دیا جا سکتا۔ مگر تیرے آذوقہ کے لیے ہمارے خزانے سے پانچ سو روپیہ ماہوار ملا کرینگے۔ رانی ستیا! یہان ایسے لوگ اور بھی ہین جو تجھپر الزام لگا کر دلی غبار نکالنا چاہتے ہین۔ ستیا! تو اُنھین سُن اور اُسکا جواب دے۔ ہم بہت خوش ہونگے اگر اُنکا جواب دے کر تو بیداغ چھوٹ جاے۔

رانی ستیا مہارانا رندھیر سنگھ کی باتون سے اور بھی خوف زدہ ہو گئی اور تیر خوردہ زخمی کی طرح ادھر اُدھر تاکنے لگی۔ سامنے چندر سین کی بھیانک

صورت بیٹھی ہوئی تھی اُنھین دیکھ کر اور بھی وحشت ہوئی۔

مہارانا رندھیر سنگھ کی بات ختم ہوتے ہی راجہ چندر سین نے اپنی جگہ پر کھڑے ہو کر بلند آواز سے کہا۔

ایشور نے مہارانا رندھیر سنگھ کے ہاتھون مین مایا نگر اعتماد پور اور شیو پور کی حکومت کی باگ دے دی ہی مین ایسے عالی قدر راجہ کے سامنے اپنی فریاد لیکر آیا ہون اور اُمید کرتا ہون میرا فیصلہ خاطر خواہ ہوگا جو جو مظالم اس کمبخت رانی ستیا کی بدولت یہ مجھے اُٹھانا پڑے ہین مین آپ لوگون کے سامنے بیان کرون گا۔ اور یقیناً آپ بھی اِس ستمگر رانی کے ہتھکنڈون پر نفرت ظاہر کرینگے۔

اِسکے بعد راجہ چندر سین نے سارے قصے مصایب اور اُفتادین جو اُسے اُٹھانا پڑی تھین کل مجملاً بیان کر دین اس لئے ہمین اُنکے ذکر و اذکار سے بحث نہین اور نہ ہم بسبب طوالت لکھ سکتے ہین صرف اسی قدر لکھ دینا مناسب سمجھتے ہین۔ کہ آخر مین راجہ چندر سین نے اُس بدخو رانی سے سوال کیا کیون ظالم! مین نے جسقدر شکایتین تیرے ظالمانہ برتاؤ کی کی ہین کیا تو ثابت کر سکتی ہی۔ کہ اس مین کچھ لغو بیانی کی گئی ہی۔ فلان واقعے مین فلان جملہ اپنی طرف سے گڑھ دیا ہی اگر ثابت کر دیگی تو مین تیرے خون سے باز آیا۔ اور تیری ساری خطائین قابل معافی سمجھی جائین گی۔

حاضرین کی نگاہین رانی ستیا پر تھین۔ مہارانا رندھیر سنگھ نے بلند آواز سے کہا۔

رانی! تیرے اوپر راجہ چندر سین جی جو الزام تھوپتے ہین۔ کیا تو اُسکا جواب دے سکتی ہی؟

رانی ستیا نے اور گردن نیچی کر لی کچھ جواب نہ دے سکی۔

مہارانا نے پھر زور دیا۔ کیون رانی بولتی کیون نہین۔ اگر واقعی تو گنہگار ہی تو چندر سین جی سے عذر خواہی کر۔

ستیا۔ چندر سین جی! اِنھون نے جو کہا سچ کہا۔ ضرور مین نے انکو دھوکے مین رکھا اور اُنکے ساتھ بدسلوکی سے پیش آئی۔ مگر اب معاف کر دی جاؤن۔

اتنے مین ایک نحیف الجثہ عورت سامنے آکر کھڑی ہو گئی وہ انتہا درجے کی دُبلی اور بہت ہی کمزور۔ ہڈیون سے چمڑا منڈھا ہوا۔ حلقے آنکھون مین پڑے ہوئے۔ اُسنے آتے ہی چہرے سے نقاب اُلٹ دی اور مہارانا رندھیر سنگھ کے قدمون کی طرف سر جھکا کر ٹپ ٹپ آنسو بہانے لگی۔

چندرسین نے کہا بیٹی اُرملا تو اپنی داستان چھیڑ۔

ناظرین سمجھ گئے ہونگے یہ وہی راجہ چندرسین سابق راجہ کی لڑکی اُرملا ہی ہے اور یہی تہ خانے کی تنگ کوٹھری مین قید کی گئی تھی۔ جس تہ خانے مین راجہ چندرسین بھی بند کر دیے گئے تھے۔ اسی ارملا اور راجہ چندرسین کو کملا نے قید سے چھوڑایا تھا۔

ارملا کے اُٹھتے ہی دربار مین سناٹا چھا گیا۔ اُسنے اپنی کمزور اور باریک آواز مین کہنا شروع کیا۔

آج پانچ برس سے پہلے جب میرے پتا کی اچانک موت کی خبر میرے کان کے پردے پھاڑ گئی۔ مین بیتاب ہو کر اپنے باپ کی میت کے دیکھنے کو گھر سے نکل کھڑی ہوئی۔ اتنے مین ایک کنیز نے آکر مجھے ٹوکا۔ آپ کو سیتا بلاتی ہین۔ مین اُسکے ساتھ ہو لی۔ پہلے مجھے ایک دروازہ دکھایا گیا جب مین نے اُسکے اندر قدم رکھا۔ دروازہ بند کر دیا گیا اور مجھپر دو مشٹنڈے ٹوٹ پڑے ہاے مین چلا بھی نہ سکی میرا منھ بند کر دیا گیا۔ میری ناک مین سفوف ٹھونس دیا۔ مین بیہوش ہو گئی۔ جب آنکھ میری کھلی تو دیکھتی ہون ایک تنگ کوٹھری مین اکیلی پڑی ہانپتی ہون۔ دن رات برابر۔ اسقدر اندھیرا کہ اپنے ہاتھ کی انگلیان سجھائی نہ دیتی تھین اُس کوٹھری مین کوئی دروازہ نہ تھا۔ ایشور جانے روزمرہ کس طرح کھانا میرے پاس ایک طباق مین کوئی رکھ جاتا تھا۔ اس مصیبت سے تنگ آکر مین ایشور سے اپنی موت چاہتی تھی۔ پانچ برس اسی طرح پڑے پڑے گذر گئے۔ پھر مجھے (کملا کی طرف دیکھ کر) ایشور انکا بھلا کرے انھون نے وہان پہونچ کر مجھے قید سے چھوڑایا تب مجھے معلوم ہوا کہ اسی رانی نے مجھے وہان قید کر رکھا تھا۔ مین مہارانا جی سے

انصاف چاہتی ہون۔

رانی سیتا بُت کی طرح کھڑی کھڑی سُنا کی۔ کچھ نہ بولی۔

مہارانا چاہتے تھے کہ رانی سیتا سے ارملا کی باتون کا کچھ ثبوت لین۔ اتنے مین کملا ہاتھ باندھ کر بول اُٹھی۔

اس وقت آپ شک کھا رہے ہونگے۔ کہ اُس روز گیروا بستر پہنے اُرملا کی صورت بنکر وہان کون آگیا تھا۔ جب رانی سیتا کو لوگون نے گھیر رکھا تھا پوچھ گچھ ہو رہی تھی۔ کہ راجہ چندرسین کی لڑکی اُرملا کہان ہے۔ جناب اصلی ارملا یہی ہین اور نقلی اُرملا جو گیروا بستر پہنکر آئی تھی وہ سامنے بیٹھی ہوئی ہے۔ یہ کہکر کملا رانی سیتا کی بغل مین گئی اور اُسکی بغل مین کھڑی ہو کر نقلی ارملا یعنی چندرکلا کے چہرے سے نقاب اُلٹ دی سب نے دیکھا کہ دونون اُرملا ایک صورت ہین۔ چہرے مہرے مین ذرا بھی فرق نہین۔

چندرکلا صاف صاف اپنا حال کہو۔ نہین تو تمھاری جان کی خیر نہین۔ تمھارا سر ضرور کاٹ لیا جائے گا۔

نقلی اُرملا نے اپنا حال کہنا شروع کیا۔

مین اور چمیلی جو رانی کی دوسری طرف کھڑی ہین ایک گانون کی رہنے والی ہین۔ چونکہ ہم دونون لاوارث تھین۔ ہمارے آب و دانہ کی خبر لینے والا کوئی نہ تھا۔ اس لیے ہم دونون اپنے گانون سے نکل کھڑی ہوئین۔ میری ساتھن چمیلی کو کچھ تھوڑی بہت عیاری معلوم تھی عیاری کا فن اُسنے اپنے گانون مین کسی عیار سے سیکھا تھا۔ آج سات برس گذرے ہونگے ہم لوگ سیر سپاٹا کرتی دھوکے فریب سے کام نکالتی ہوئین رانی سیتا کے پاس پہونچین رانی نے ہم دونون کو دیکھکر نوکر رکھ لیا۔ اُنھین دنون مین رانی سیتا نے اصلی راجہ چندرسین کو دھوکے سے گرفتار کراکر فلان ٹیلے کے نیچے کسی تہ خانے مین بند کر دیا۔

مجھے معلوم ہو گیا کہ اسکے بڑے بڑے ٹھیکیدار بڑے بڑے کارکن بڑے بڑے امیر رئیس جنکا ریاست مین رسوخ تھا روزانہ جبل فریب مین پھانسکر اُسی ٹیلے کے نیچے بند کیے جاتے تھے۔ اور وہین ہفتہ دو ہفتہ کے بعد قتل

کردیے جاتے تھے۔ رانی نے مجھے کبھی اپنی اصلی صورت مین نہین رہنے دیا۔ ہم دونون کسی دوسرے بانے مین رہا کرتی تھین۔ ایک دن اسنے مجھ سے کہا۔ تم سے مجھے بہت بڑا کام لینا ہی۔ مین نے کہا۔ حضور کی تابعدار ہون جو حکم ہوگا بجا لاؤنگی۔

رانی روزانہ راتا کو ٹیلے پر جایا کرتی تھی۔ ایک رات راجہ کو شبہ ہوا مین نہین کہہ سکتی۔ سویرے ہوتے ہی سننے مین آیا راجہ سُرگ باسی ہوگئے۔ اُسکے بعد اُس دن رانی نے مجھے گیروے ڈریس مین اصلی اُرملا ظاہر کردیا۔ مجھ سے جن جن باتون کی ہدایت ہوئی تھی مین نے عام طور پر بلا وسواس حاضرین کے روبرو بیان کردین۔ اب آپ لوگ سمجھ گئے ہونگے مین ہی نقلی ارملا ہون میرا نام چندرکلا ہی۔ مین نے بے کم و کاست جو کچھ کیفیت تھی ظاہر کردی۔ مجھے امید ہی میری خطائین مہارانا رندھیر سنگھ نظرانداز کردینگے۔ اور آپ لوگ بھی میرے چھٹکارے کی سفارش کماحقہ کرینگے۔

نقلی اُرملا عذر و معذرت کر رہی تھی اس اثنا مین ایک شخص غول سے نکلکر مہارانا کے روبرو کھڑا ہوگیا۔ حاضرین کی نظرین اجنبی کی طرف اُٹھ گئین۔ اُسنے تیز آواز سے کہا

اجنبی۔ مین رانی کے عجیب وغریب حالات سُنانے کے لیے معدلت شعار راجہ کے روبرو اس غرض سے حاضر ہوا ہون کہ میرا انصاف کیا جاے۔ وہ حالات ایسے ہین جنھین سُنتے ہی کل محفل دنگ ہوجائیگی رانی کے اس عجیب قصے مین ایک ایسا راز ہی جسے سُنکر آپ سب صاحب حیرت و استعجاب کے چکر مین پھنس جائینگے۔ کوئی بیس برس کا زمانہ ہوا ہوگا کہ رام نگر کے قدیم راجہ یعنی مہاراج چندرسین جی کے سُرگباسی پتا بھوپ سنگھ جی معہ اپنے کنور (چندرسین) کے جو اس زمانے مین سن بلوغیت کو نہ پہونچے تھے اتفاق سے طلسم نیلم کے میدان مین شکار کھیلنے آئے رات کے وقت اُنکے پڑاؤ پر ڈاکہ پڑا۔ چونکہ بھوپ سنگھ کے ساتھ بہت بھیڑ نہ تھی صرف دس پندرہ جوان تھے۔ اور ڈاکوؤن کا جم غفیر۔ اس وجہ سے ڈاکو بالا مار لے گئے۔ راجہ بھوپ سنگھ خیمہ چھوڑکر بھاگ کھڑے ہوئے۔ بھاگتے وقت اُنکے راج کمار (چندرسین) خیمے مین چھوٹ گئے۔ دوسرے روز راجہ بھوپ سنگھ معہ جنگی سوارون کے بتلاش راج کمار وہان آئے اِدھر اُدھر ڈھونڈھا کہین سراغ نہ لگا۔ آج مجھے معلوم ہوا ہی

کہ اسی رانی کے اشارے سے وہ ڈاکہ پڑا تھا۔ وہ مدت سے راجہ بھوپ سنگھ کی دشمن بن رہی تھی۔

چندرسین۔ اکثر اس واقعہ کا ذکر پتاجی سے سننے مین آیا۔ اچھا تم بیان کرو پھر کیا ہوا۔ کیونکر مین نے اس ظالم رانی کے پنجے سے نجات پائی۔

اجنبی۔ مہاراج بھوپ سنگھ راج کمار چندرسین کی مفقودالخبری سے بہت پریشان تھے کھانا دانہ چھوٹ گیا تھا دن رات اسی فکر مین گھلے جاتے تھے۔ ایک روز خبر لگی یہ سارا فساد رانی سیتا کا ہی۔ اُس نے راج کمار جی کو کہین چھپا رکھا ہی۔ راج کمار ابھی زندہ و سلامت ہین۔ تعجب نہین ہی رانی سیتا پر فوج کشی کی جاے۔ تو راج کمار نکل آئین۔

راجہ بھوپ سنگھ اُسی وقت فوج لے کر طلسم نیلم کے محاصرے کے لئے چل کھڑے ہوئے۔ اِدھر رانی سیتا کو بھی جاسوسون نے خبر پہونچا دی تھی کہ راجہ بھوپ سنگھ فوج لیکر بغرض تلاش چندرسین دھاوا مارے چلے آتے ہین۔ اُس نے اپنے چند عیارون کو اس کام پر تعینات کردیا کہ بھوپ سنگھ کو جس طرح ہو چکمہ دے کر رات ہی رات فلان ٹیلے مین لے جاکر بند کردین۔ اور ادھر راجہ چندرسین کو بھی چھوڑ دیا۔ راجہ چندرسین اپنے پتا بھوپ سنگھ سے ملے۔ سارا قضیہ مٹ گیا۔ اس لئے کشت و خون کرنا مناسب نہ جان کر راجہ بھوپ سنگھ اپنی دارالخلافت مین واپس آئے مگر راستے ہی مین کیا جانے کیا عیاری کھیلی گئی کہ رات ہی رات بھوپ سنگھ بستر سے غائب ہوگئے۔ پڑاؤ مین ہلڑ مچ گیا۔ راجہ چندرسین ناتجربہ کار تھے۔ اس لیئے اُنکے کیے کچھ نہوسکا گو لڑائی ہوئی مگر رانی کی فوج سے پیش نہ پاسکے۔ ناچار چندرسین جی روتے پیٹتے شکست کھاکر رام نگر واپس آگئے۔ آج تک مہاراج بھوپ سنگھ کا پتہ نہ ملا۔

چندرسین۔ تم کون ہو۔

اجنبی۔ مین اُنکا ادنی چاکر ہون۔ گوشت پوست اُنھین کا پلا ہوا ہی۔ کمبخت رانی نے مظلوم راجہ کو اُسی ٹیلے کے تحت الثرا مین بند کردیا اور پھر ایک ہفتہ

کے بعد سفاک رانی نے راجہ بھوپ سنگھ کو ہلاک کر دیا ہوگا۔ اس مین تعجب نہین۔

چندر سین۔ (رانی ستیا سے) کیون رانی! کیا تو نے پتا جی کے خون سے بھی اپنے ہاتھ رنگ لیئے۔

ستیا۔ (ٹھنڈی سانس لیکر) قصوروار ہون۔

اجنبی۔ جب سے راجہ بھوپ سنگھ اس سفاک رانی کے دست جفا کا شکار بن گئے مین خانہ بدوش ہوگیا۔ گھر بار مین کہین جی نہ لگتا تھا۔ ادھر اُدھر مارا مارا پھرنے لگا۔ راجہ کی مفقود الخبری کے دس برس بعد مجھے معلوم ہوا کہ رام نگر بھی فتح ہوگیا۔ راجہ چندر سین دنیا سے رحلت کر گئے۔ رانی کا پھریرا رام نگر کے محل پر لہرانے لگا۔ حال مین شکل بدل کر ایک سپاہی کے بھیس مین رانی کے اُسی تحت الثرا مین پہونچا۔ ہاے وہان کی کیفیت کیا بیان کرون۔ ایک کوٹھری مین بیس پچیس بورے لٹکے ہوئے تھے۔ ایک بورے پر جسپر میرے مہاراج کا نام اور اُنکے مارے جانے کی تاریخ لکھی ہوئی تھی میری نظر سے گذری۔ میرا خون اُبلنے لگا۔ جی چاہتا تھا اسی دم رانی کے سینے پر چڑھ کر اُس کا خون چوس لون۔ مگر طاقت نہ تھی۔ کیا کر سکتا تھا۔؟

(چندر سین سے مخاطب ہوکر) مجھے امید ہے اب آپ بھی اپنے خون کا اس ناپاک رانی سے عوض لین گے۔ اور سری حضور مہارانا صاحب کی خدمت مین التجا ہے کہ وہ ازراہ حق پسندی و شفقت شعاری ہمارے مرحوم راجہ بھوپ سنگھ کے خون کا انصاف کرینگے۔

اجنبی کی تقریر ختم ہوتے ہی بڑے جوش کے ساتھ اہالیان رام نگر جو تماشا دیکھنے آئے تھے چلا اُٹھے۔ اور لینا لینا کہتے ہوئے ایکدم سے رانی پر ٹوٹ پڑے۔ تمام دربار مین کھلبلی پڑ گئی۔

چوبدارون اور دیگر ملازمون اور جنگی سوارون نے اُنھین سنبھالنا چاہا۔ لیکن کچھ نہو سکا۔ تیس چالیس ہاتھون نے ملکر رانی کو ڈھکیل دیا اور اُسی کے ساتھ ہی اسپر اتنی لاتین گھونسے اور جوتے پڑے کہ رانی کا بھیجا نکل گیا ہڈیاں ٹوٹ گئین کھوپڑی کے پرخچے اُڑ گئے اور وہ سسک سسک کر دم

توڑنے لگی۔ کوئی دس منٹ بعد اُسکی روح اُس کے ناپاک جسم سے پرواز کر گئی۔ مہارانا کے اشارے سے لاش اُٹھوا کر مرگھٹ پر بھیج دی گئی۔ تمام دربار مین مہارانا نارندھیر سنگھ اور کنور کرشن کمار۔ رانی اندر موہنی اور راجہ چندر سین کی سلامتی کی پرماتما سے دعائین مانگی جانے لگین۔ ایشور اُنھین توانا رکھے۔ اور انکا سایۂ عاطفت ہمیشہ سرون پر قایم رہے۔

اب زیادہ لکھنے کی ہمین گنجایش نہین۔ صرف چند سطرین لکھ کر ہم اپنے ناول کو ختم کرتے ہین۔ ناظرین اس خوشی کا اندازہ خود کرلین گے۔

رانی چندر مکھی۔ رانی اندر موہنی۔ راج کماری۔ کاملیشری۔ اور روپ لا کی شادیان بڑی دھوم دھام سے ہوئین۔ کنور کرشن کمار کی شادی کاملیشری اور اندر موہنی سے ہوئی۔

راج کماری۔ دیپ مالا۔ اور گوری کا نتا (راجہ اجیت سنگھ کی لڑکی) سے کنور چندر بھان کا عقد باندھا گیا۔ راج کماری چندر مکھی۔ کالندری۔ کنور بلبھدر سنگھ کی زوجیت مین آئین۔ چمیلی اور چندر کلا۔ یعنی نقلی اُرملا رنبیر سنگھ کے ازدواج مین دے دی گئین۔

اسکے بعد مہارانا نارندھیر سنگھ نے راج کاج سے کنارہ کشی اختیار کرلی اور شیو پور کے تخت پر کنور کرشن کمار نے جلوہ فرمایا۔ سری نگر کے انتظام کے لیئے ایک گورنر مقرر کر دیا گیا۔ رانی اندر موہنی اور کاملیشری پتی کی سیوا مین مصروف رہین۔ کنور کرشن کمار نے ایک ہفتہ رانی اندر موہنی کے محل مین قیام رکھا۔ اور ایک ہفتہ کاملیشری کے محل مین اقامت گزین رہے۔

ہمارا قصہ ختم ہوگیا۔ صرف ایک بات اور لکھنا باقی رہ گئی وہ یہ ہے کہ راجہ کرشن کمار۔ کنور چندر بھان۔ اور کنور بلبھدر سنگھ کی شادیان ہوجانے کے بعد رانی اندر موہنی کی سہیلیان تارا۔ اور چمپا۔ کی شادی شیو پور کے وزیر اعظم سردار ارجن سنگھ اور سپہ سالار رستم سنگھ کے ساتھ بہت تزک و احتشام سے کر دی گئین۔ چندر مکھی کی سہیلی نیل بالا۔ اور تلسا کی شادی سربجیت سنگھ اور مہیندر ناتھ عیارون کے

کے ساتھ ہو گئی۔

پیارے ناظرین!۔ اب ہمین کچھ لکھنا باقی نہین۔ اتنے دنون کی مصیبت کے بعد سب کے دنون نے پلٹے کھائے۔ چین و آرام سے بسر کرنے لگے۔ مہاراج کرشن کمار سے ملنے کے لیے کنور چندر بھان۔ کنور بلبھدر سنگھ۔ اکثر دوسرے تیسرے مہینے معہ اپنی رانیون اور عیارون کے ساتھ آیا کرتے تھے اور کبھی مہاراج کرشن کمار معہ اپنی دونون رانیون اندر موہنی اور کامیشری کے اُنکی راج دھانیون مین جایا کرتے تھے۔ اب بخوف طوالت تفصیلی ذکر نظر انداز کیا جاتا ہی۔ انشاء اللہ پھر کبھی آپ سے ملین گے۔ لیجیئے خدا حافظ۔ بندہ رخصت۔

تمام شد

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
فسانۂ آزاد جلد ثانی و جلد ثالث		دربار اودھ۔ حصۂ اول۔	عا؍
کے ماہواری رسالہ بھی علحدہ علحدہ		ایضاً۔ حصۂ دوم	[illegible]
متفرق طور پر فروخت کے لیے موجود		روز الیمبرٹ۔ حصۂ اوّل۔	عا؍
ہین کاغذ سفید فی رسالہ۔	۳؍	ایضاً۔ حصۂ دوم۔	[illegible]
۳۔ جلد ثالث بابت ماہ دسمبر ۱۸۸۲ء	۶؍	خون ناحق۔	۱۰؍
سیر کوہسار۔ کامل در دو جلد۔	[illegible]	دلستان۔	عہ؍
جام سرشار۔ باتصویر	عہ؍	الف لیلہ۔ جلد اول اُردو نثر بطرز	
فسانۂ جدید کے متفرق رسالہ ماہواری		ناول مصنفہ پنڈت رتن ناتھ۔	۱۲؍
علحدہ علحدہ فی رسالہ۔	۲؍ ۶ پائی	ایضاً۔ جلد دوم۔	عہ؍
فریب حسن۔	عما؍	مجموعۂ افسانۂ دلپذیر۔ ترجمۂ	
طلسم خیالات۔	۸؍	کتاب ٹیلس فرام شکسپیر س۔	عہ؍
فسانۂ سوزن عشق۔	عہ؍	ترجمۂ اُردو ناول رنسٹ الٹرویس	
فسانۂ آلہ دین و لیلی۔ ترجمۂ ناول		والائس کامل۔	عہ؍
اسٹار آف منگریلیا۔	عہ؍	جذبۂ عشق۔	۸؍
ویگز و نسیڈا۔ ترجمۂ ناول جی دہرلف		ہنگامۂ عشق۔	۱۰؍
کاغذ سفید گندہ۔	عہ؍	خواب کلکتہ ہر دو جلد۔	عہ؍
ایضاً حسب مراتب بالا کاغذ رسمی۔	عہ؍	ولیس کی ایک شہزادی	۱۲؍
اسرار آسیہ۔	۵؍	لعبت فرنگ۔	عہ؍

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
سندر شنا نتا کامل۔ ہر چہار حصہ۔	عمار	فسانہ لارنس وردھ۔ ترجمہ	
بزم اکبری کامل۔	۸ر ے	رائے ہوس بلاٹ دو جلدین۔	عمار ۸ر
قصۂ حاجی بابا اصفہانی۔	عہ ۴ر	فسانۂ مفقود الخبر۔	عہ ر
مفید خاص وعام۔	۱۲ر	فسانۂ دو جہان۔ ترجمۂ کتاب	
منارۂ قیصری۔	۱۲ر	روتیس آف ٹوورلڈ۔	عہ ۸ر بلا دو صفحات
گلاب کنور عرف طلسم شرر۔	۱۲ر	مکاری کا پتلہ۔	عہ ر
تاریخ جنگ روس وجاپان۔	۱۰ر	جوش خون۔	عہ ۴ر
راز عشق۔ درحال خفیہ پولیس۔	عہ ر	تگدم۔	عہ ر
گناہ بے لذت۔	۸ر	شاہد طرار۔	۵ر
نئے بگڑے۔	۸ر	دھوکا۔	عمار
حور العین کامل۔	عہ ۴ر	حجاب عصمت۔	۴ر
روہنی ناول بترجمۂ منشی جوالا پرشاد صاحب	۸ر بلا دو صفحات	ناول غریب الوطن۔	عہ ر
بنگالی دلہن۔ بنگالی ناول۔	۱۲ر	ناول شہید جفا۔	عہ ۸ر
مار آستین۔	۸ر	ناول سیتا در دو جلد۔	ے
مزالنی۔	۱۰ر	ناول زن مرید۔	۱۲ر
فسانۂ حسرت وصل۔	۶ر	نیرنگ فرنگ۔	عہ ۲ر
ناول اسرار جارج ڈبلیو ایم رینالڈز		آداب فرنگ۔	۱ر
کے نیکرو میلنسر کا ترجمہ۔	عمار	اندھیر نگری۔	۴ر







